تذکرہ

# نقشبندیہ مجددیہ

الا ان اولیاء اللہ
لا خوف علیہم
ولا ہم یحزنون

محمد یوسف کیفی ایم اے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Scanned with CamScanner

## عالم اسلام کے عظیم مفکر

(سابق وزیر داخلہ وزیر مملکت و وزیر مواصلات کویت)

## فضيلة الشيخ السيّد يوسف السيّد هاشم الرفاعي دامت بركاتهم

الحمد لله والصلٰوة والسلام علٰى سيّدنا محمد

رسول الله وآلهٖ وصحبه الأوفياء ومن والاه

وبعد – فيسرني أن اكتب هذه المقدمة بسلسلة كتاب (تذكرة نقشبنديه مجددية مجيديه) التى ألفها الرجل الصالح الأستاذ محمد يوسف كيفى المدس (المدرسة الباكستانية الانجليزية) فى الكويت جزاه الله تعالٰى خيرًا. وهذا الكتاب يحتوى على تراجم و سير مختصرة لرجال وعلماء وفضلاء والأولياء من شيوخ الطريقة المذكورة رحمهم الله تعالٰى ورضى عنهم ونفعنا والمسلمين ببركاتهم العالية وأفاض علينا من أنوارهم وبركاتهم آمين.

وصلى الله تعالٰى علٰى سيّدنا محمد وآلهٖ وصحبهٖ وسلم

وكتبه بيده الفانية

عفى الله تعالى عنه

السيّد يوسف السيّد هاشم الرفاعى

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

# تذکرہ

# نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا جامع و تحقیقی تذکرہ

محمد یوسف کیفی ایم اے
صدر شعبہ علوم اسلامیہ
پاکستان انگلش سکول و کالج الکویت

مکتبۂ انوارِ مجیدیہ ۰ رحمن آباد ۰ لاہور

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں


نام کتاب -------- تذکرہ نقشبندیہ مجدّدیہ مجیدیہ

مصنف -------- محمد یوسف کیفی ایم۔اے

نظر ثانی وتصحیح -------- فخر المشائخ حضرت الحاج

-------- خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی

بار اوّل -------- اگست ۲۰۰۵ء

تزئین واہتمام -------- سیّد محمد شجاعت رسول شاہ قادری

مطبع -------- اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر -------- مکتبہ انوارِ مجیدیہ، رحمٰن آباد، برکی، لاہور

ہدیہ -------- 185/- روپے


## ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ انورِ مجیدیہ، رحمٰن آباد، برکی۔لاہور فون:6560880

۲۔ نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، ۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور فون: 7313885

۳۔ ایچ ڈاکٹر محمد نعیم، ۵۔ امام بخش پارک عامر روڈ لاہور
شادباغ لاہور فون:7286449

۴۔ امجد علی نامی ایم۔اے، مرضی پورہ۔گلی نمبر۳، ملتان روڈ، بورے والا ضلع وہاڑی
فون:0447-59115

۵۔ محمد یوسف کیفی ایم اے، جلیب الشیوخ۔کویت
فون:00965-4330600, 00965-6744552



# اِنتساب

## بنام

حضور پُرنور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وَ جملہ خواجگانِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

از حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا خواجہ ومخدوم من فخر المشائخ،
قدوۃ العارفین، زبدۃ السالکین مجمع البحرین خزینۃ العرفان، اوتادِ زماں
ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبد المجید صدیقی
نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور اس فقیر حقیر سراپا تقصیر کے
درویش والدین رحمہم اللہ علیہما جن کی فیض رس نگاہوں
اور دعاؤں نے مجھے اس خدمت کے قابل بنایا۔

خاک پائے اولیائے و درویشاں

احقر العباد محمد یوسف کیفی ایم۔اے

# بہ حسنِ تصرف

قطب العارفین، غوث المحققین، برہان الولایت المحمدیہ، محبوب صمدانی، قیومِ زمانی،

امامِ ربانی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

جن کی نگاہِ تصرف کے صدقے یہ کتاب بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی

.....

# بہ فیضانِ کرم

زُبدۃ الاصفیاء، مخزنِ علم وحکمت، مرجع علماء وصوفیاء، واقفِ اسرارِ شریعت ورموزِ طریقت، منبع رشد وہدایت، اوتادِ زماں، خزینۃ العرفان، اوحدِ زماں، ثانی علی ہجویریؒ

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کیونکہ ع دین ودنیا میں جو پایا انہی سے پایا

جن کا ہر فرمان ؎ گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کے مصداق تھا

.....

# بہ فیضانِ نظر

فخر المشائخ والعلماء، قدوۃ العارفین، زبدۃ السالکین، پیر طریقت، رہبر شریعت، زینت القراء قبلہ

حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

یہ سب آپ کی نگاہِ کرم کا فیض ہے کہ احقر راقم الحروف یہ چند حروف لکھنے کے قابل ہوا۔

ع گر قبول اُفتد زہے عز وشرف



# فہرست


| نمبر شمار | عنوانات | | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۱ | انتساب | | ۳ |
| ۲ | بہ حسنِ تصرف۔ بہ فیضانِ کرم۔ بہ فیضانِ نظر | | ۴ |
| ۳ | مناجات حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ | | ۸ |
| ۴ | کلماتِ تشکر | | ۹ |
| ۵ | کچھ تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ کے بارے میں | از سید محمد شجاعت رسول | ۱۱ |
| ۶ | تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ میری نظر میں | پروفیسر شیخ شہاب صاحب | ۱۲ |
| ۷ | تقریظ۔ جناب مرکزی امیر منہاج القرآن انٹرنیشنل کویت محمد یوسف بختاور | | ۱۳ |
| ۸ | کچھ محمد یوسف کیفی کے بارے میں۔ | محمد عرفان عادل (کویت) | ۱۶ |
| ۹ | تقریظ | از جناب سید سلمان نذیر احمد صاحب وائس پرنسپل پاکستان انگلش سکول کویت | ۱۹ |
| ۱۰ | تقریظ از جناب عبدالستار خاں پرنسپل کویت | | ۲۱ |
| ۱۱ | عرضِ مؤلف (از مؤلف کتاب) | | ۲۳ |
| ۱۲ | اولیاء کرام اور کائنات کا باطنی نظام | | ۲۹ |
| ۱۳ | طریقہ نقشبندیہ کے فضائل اور امتیازی خصوصیات | | ۴۸ |
| ۱۴ | اصطلاحات نقشبندیہ | | ۶۸ |
| ۱۵ | مرشد (شیخ طریقت) کی ضرورت | | ۸۱ |
| ۱۶ | سیّد عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | | ۹۵ |
| ۱۷ | حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ | | ۱۰۲ |
| ۱۸ | حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ | | ۱۱۳ |


Scanned with CamScanner

| | | |
|---|---|---|
| ۱۹ | حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ | ۱۲۲ |
| ۲۰ | حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ | ۱۲۹ |
| ۲۱ | حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۳۷ |
| ۲۲ | حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۴۶ |
| ۲۳ | حضرت شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۵۵ |
| ۲۴ | حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۶۲ |
| ۲۵ | حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۶۹ |
| ۲۶ | حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ | ۱۷۹ |
| ۲۷ | حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۸۴ |
| ۲۸ | حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۸۹ |
| ۲۹ | حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ | ۱۹۶ |
| ۳۰ | حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ | ۲۰۱ |
| ۳۱ | حضرت خواجہ سیّد بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ | ۲۰۸ |
| ۳۲ | حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱۷ |
| ۳۳ | حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۳ |
| ۳۴ | حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ | ۲۲۹ |
| ۳۵ | حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۳۵ |
| ۳۶ | حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ | ۱۴۰ |
| ۳۷ | حضرت خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۴۵ |
| ۳۸ | حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۱ |
| ۳۹ | حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۵۸ |
| ۴۰ | حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ | ۲۶۸ |
| ۴۱ | حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ | ۲۷۴ |
| ۴۲ | حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۷۹ |
| ۴۳ | حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ | ۲۸۴ |





| | | |
|---|---|---|
| ۴۴ | حضرت حافظ سیّد محمد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۸۹ |
| ۴۵ | حضرت خواجہ سیّد محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ | ۲۹۶ |
| ۴۶ | حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۰۱ |
| ۴۷ | حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۰۶ |
| ۴۸ | حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ | ۳۱۳ |
| ۴۹ | حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ | ۳۲۰ |
| ۵۰ | حضرت خواجہ صفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ | ۳۲۸ |
| ۵۱ | حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ | ۳۳۶ |
| ۵۲ | منظوم شجرہ شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ | ۳۸۷ |
| ۵۳ | شجرہ طیبہ (عمر مبارک اور آخری آرام گاہ) | ۳۹۰ |
| ۵۴ | مآخذ و مراجع (جن کتابوں سے مدد لی گئی) | ۳۹۵ |


Scanned with CamScanner

یارحمۃ للعالمین ﷺ — یارحمۃ للعالمین ﷺ

# مناجات

## حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحؒ

**مفلسانیم آمدہ در کوئے تو**

ہم مفلس ہیں آپ ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے ہیں

**شیئاً للہ از جمالِ روئے تو**

آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کے جمال سے اللہ کے لئے کوئی چیز عطا ہو

**دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما**

ہمارے کاسہ کی جانب ہاتھ کھولیے

**آفرین بر دست و بر بازوئے تو**

آپ ﷺ کے دست و بازو پر آفرین



# کلماتِ تشکر

- اللہ ربّ العزت اور محبوبِ ربّ العٰلمین ﷺ کے بعد والدین کریمین کے نام جو میری پیدائش اور تربیت کا وسیلہ بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین
- فیضانِ اولیاء پیارے وطنِ عزیز پاکستان اور اُمتِ مسلمہ کے نام جس کا میں فرد ہوں اور جو میری پہچان ہے۔
- سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کے نام جن کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔
- جملہ رفقائے محترم بالخصوص محمد یوسف بختاور صاحب، حافظ شبیر احمد، محمد عرفان عادل، محمد طارق میر، سیّد سلمان بذیر احمد، محمد عمر، خالد عمر، امجد علی خان، مفتی محمد عابد حسین سیفی، سیّد یوسف ہاشم الرفاعی، حاجی محمد لطیف، الحاج شکر دین محمد اسلم صاحب کے نام جن کی حوصلہ افزائی اور قدر شناسی کی بناء پر مجھے یہ کتاب تالیف کرنے کا حوصلہ ملا۔
- تمام موجود اور مرحوم علماء کرام اور ادیبوں کے نام جن کی کتب اور تحریروں سے میں نے خوشہ چینی کی۔
- تمام قارئین، ناظرین اور شائقین تصوف کے نام جو اس کتاب سے استفادہ کر کے مزید مطالعہ اور عمل صالح کی راہ پر گامزن ہوں اور اولیاءِ کرام سے محبت اور اُن سے فیضان حاصل کریں۔
- پسرانِ باسعادت محمد شہباز، محمد نعیم، محمد ابراہیم، دختران نیک اختران، رفیقۂ حیات اور برادرم محمد یٰسین کے نام جو اس کتاب کی تیاری میں مدد و معاون ثابت ہوئے۔
- آخر میں بندہ تمام حضرات کی کرم فرمائیوں کا تہہ دِل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اپنا قیمتی وقت حرج کر کے اس کتاب کی ترتیب و تصنیف کے سلسلہ میں تحریری، تقریری، قولی، فعلی اور اخلاقی امداد فرما کر مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ سے دِلی محبت کا ثبوت فراہم کیا۔

۔ پھول وعظ و نصیحت کے چنتا رہا
کوئی سمجھا رہا تھا میں سنا رہا

**٭ مالی تعاون:**

۱- ابوقاسم محمد یوسف صاحب

۲- ابوبدر محمد منیر صاحب

۳- ابوہاشم محمد ریاض ڈوگر صاحب

اللہ ان سب کو دین ودنیا کے کاموں میں آسانیاں عطا فرمائے۔آمین

۴- مسماۃ رضیہ بی بی (مرحومہ)

(اللہ ان کی قبر کو منور فرمائے۔آمین)

اے خدائے ہر بلند و پستی
شش چیز عطا بکن زہستی
ایمان و امان و تن درستی
علم و عمل و فراخ دستی

(سیّد ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ)

دُعا گو:

فقیر حقیر سراپا تقصیر: محمد یوسف کیفی (ایم-اے)



# کچھ تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ کے بارے میں

تاریخ اسلام میں تمام مذہبی تنظیموں میں سے سلاسل طریقت کی تنظیم سب سے زیادہ مضبوط' معتبر' دیرپا اور کامیاب رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق بطون یعنی ذاتِ حق کے قرب و معرفت سے ہے جو سیدھا دل کی گہرائیوں میں اُتر جاتا ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ تصوف کے سلاسل میں ایک مضبوط و توانا اور قدیم سلسلہ ہے۔یوں تو تمام اکابرین صحابہ کرام سے روحانی فیوض و برکات اور رُشد و ہدایت سینہ بہ سینہ ایک عرصہ تک جاری رہا لیکن جن سلاسل طریقت کو حق تعالیٰ نے بقائے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلاسل طریقت ہیں۔چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روحانی سلاسل جاری ہوئے وہ جمع ہو کر آج سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی شکل میں ظاہر ہیں اور باقی تین بڑے سلسلے یعنی سلسلہ چشتیہ' سلسلہ قادریہ اور سلسلہ سہروردیہ وغیرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاری ہوئے۔

برصغیر پاک و ہند میں اس سلسلہ عالیہ کی تاسیس حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم اور تاریخ اسلام کے درخشندہ آفتاب حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بامِ عروج تک پہنچایا۔

پیش نظر کتاب (تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ) سلاسل طریقت کے تذکروں میں ایک اہم باب کا اضافہ ہے۔اس تالیف میں ایک عام روش سے ہٹ کر تحقیقی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔یہ تالیف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام مشائخ سلسلہ کا جامع اور تحقیقی تذکرہ ہے۔اس کے مطالعہ سے دلوں کو سرور اور آنکھوں کو نور میسر آئے گا۔(انشاء اللہ تعالیٰ) صاحبِ کتاب ایک تجربہ کار اُستاذ اور ماہر تعلیم بھی ہیں۔مجھے یقین ہے کہ محمد یوسف کیفی صاحب کی یہ تالیف ایک روایت ساز کتاب ثابت ہوگی۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صوفیائے کرام کے طریقہ پر (جو صراطِ مستقیم ہے) چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو: سیّد محمد شجاعت رسول شاہ قادری

Scanned with CamScanner

# ''تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ'' میری نظر میں

محمد یوسف کیفی ایم۔اے پاکستان انگلش اسکول و کالج الکویت میں سینئر ٹیچر اور صدرِ شعبۂ اسلامیات ہیں۔ اسلامی تاریخ کے تحقیقی مطالعہ اور کل انسانی تاریخ کے تجزیاتی جائزے نے انہیں عہد بہ عہد بنی نوع انسان کے عروج و زوال، انتشار و انحطاط اور تاریخی تسلسل میں انسانی طبعی روّیوں کا رمز شناس ہی نہیں مزاج داں بھی بنا دیا ہے۔ اس سے پہلے ''جہانِ دگر'' کے عنوان سے اِن کے مضامینِ تصوف ''شوقِ ناتمام'' (سفرنامہ بغداد شریف) میں ''مالیگاؤں'' (انڈیا) سے چھپ چکے ہیں۔ ''جہانِ دگر'' تصوف کے موضوع پر ان کے مضامین کا ایک ایسا سلسلہ ہے جو تزکیۂ نفس اور طہارتِ خیال کے ایسے ''جہانِ تازہ'' سے روشناس کراتا ہے۔ جہاں گمان اور تشکیک کی تاریکی ایمان و یقین کے نور سے چھٹی چلی جاتی ہے اور یوں عرفانِ ذات کی آگہی حق شناسی کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

آج مجھے ان کی نئی تصنیف ''تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ'' پر دوبارہ چند سطور لکھتے ہوئے بڑی راحت محسوس ہو رہی ہے کہ جس میں ان برگزیدہ ہستیوں کا ذکرِ خیر ہے جو سب کے سب اللہ کے محبوب و مقبول اور محسن انسانیت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور سچے تابعدار ہیں۔ جس خوش اسلوبی اور پاکیزہ خیالی سے کیفی صاحب نے اس کتاب میں حقائق کی آئینہ داری کی ہے وہ بہت ہی قابلِ تحسین ہے۔ طرزِ اظہار کی بے ساختگی، روانی اور زبان و بیان کا حسن کارانہ برتاؤ کیفی صاحب کے مزاج کی شائستگی اور زبان و ادب سے ان کی گہری وابستگی کا غماز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سینہ کو اپنی معرفت کے نور سے بھر دے۔

ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو: پروفیسر شیخ غلام دستگیر شہاب
سابق صدر شعبۂ اُردو و فارسی
پونہ یونیورسٹی پونہ (انڈیا)



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# تقریظ

''پیکرِ حکمت، صاحبِ علم و عرفان، صاحبِ طرز ادیب و نعت گو شاعر خادمِ خلق، درویش کامل، مرکزی امیر منہاج القرآن انٹرنیشنل کویت جناب محمد یوسف بختاور صاحب مدظلہ العالی''

اس فانی دُنیا میں اِنسانوں کے قافلے مسافروں کی طرح اُترتے ہیں اور اپنی زِندگی پوری کر کے چلے جاتے ہیں۔ مگر بعض لوگوں کی زِندگی گزارنے کے انداز مختلف ہیں۔ کچھ تو اِنسان ہو کر بھی ''کالانعام بل ھم اضل'' یعنی حیوانوں کی طرح اپنی زِندگیاں گزار دیتے ہیں۔ جو اس جنتِ ارضی کو بھی اپنی منفی سوچ اور تخریب کاری کے ذریعے جہنم بنا دیتے ہیں۔ جب کہ کچھ لوگوں کو مثبت کردار ادا کرنے تعمیرِ اِنسانیت اور کچھ ایسے کام کر جانے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ کہ جس سے قیامت تک آنے والی نسلیں اِستفادہ کرتی رہتی ہیں۔ ''ذلك فضل الله يوتيه من يشاء''

ایسی ہی مذکورہ شخصیات میں سے میرے نہایت ہی محترم عالم باعمل، درویش صفت اور پیکر محبت جناب محمد یوسف کیفی کی ذات والا صفات ہے جو چلتے پھرتے قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کی زندہ تفسیر ہیں۔ جس دَورِ زوال میں اکثر اہلِ قلم حضرات اپنی دِل آزار تحریروں کے ذریعے معاشرے کے اندر نفرتوں کا بیج بونے اور فرقہ واریت کو پروان چڑھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے ہوں وہیں یہ محترم یوسف کیفی انہی تحریروں میں بزرگانِ دِین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محبت کا پرچار کر کے باہمی اُخوت اور امن کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔ جس موضوع پر اُنہوں نے قلم اٹھایا ہے یہ واقعی ایک اچھوتا اسلوب ہے موجودہ سائنسی ترقی کی آلائشوں اور روشنیوں کی چمک دمک کے باوجود روح اندھیروں میں ہے۔ اِنسان اگر ایک طبعی اور قدرتی زِندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ وہ اپنے دِل کے اندر روحانیت کی بجھی ہوئی شمع کو پھر سے روشن کرے۔

لا اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے میرا مقام اے ساقی

رُوحانیت کی یہ تعلیم اہلِ تصوف سے ہی مل سکتی ہے۔ کسی فلسفی کا قول ہے کہ مادی جسم روح کو گمراہ کرتا رہتا ہے۔ اور جب تک روح قیدِ مادہ میں رہے گی اس وقت تک اِنسان اصل

حقائق جو اس کی منزل ہیں انہیں نہیں پا سکتا۔ روحانی تربیت اور اس کی بالیدگی کے لیے اہل ذکر یعنی اہل تصوف ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "مرد وہ ہے جو تقدیر کو تبدیل کر دے۔ ورنہ مقدر کو بتا دینا تو نجومیوں اور جوتشیوں کا کام ہے۔ اس کی طرف علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اشارہ ہے۔

ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

موضوع کی مناسبت سے تصوف کے متعلق سائنسی حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ موجودہ دور کی سائنسی ایجادات اور خاص کر الیکٹرانکس نے تو روحانیت کے سمجھنے میں بہت مدد کی ہے۔

انسانی جسم یعنی مادہ اور روح سے مل کر بنا ہے۔ جس طرح جسم کی خوراک مادی چیزیں ہیں۔ اسی طرح روح کی غذا روحانی خوراک یعنی ذکرِ خدا اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جسم کے لیے علم کا حصول پانچ ذرائع Five Gates of Knowledge ہیں۔ یعنی قوتِ ساعت، ذائقہ، لامہ، بصارت، شامعہ ہے۔ اسی طرح روح کے لیے بھی پانچ ہی دروازے یعنی پانچ لطائف ہیں۔ جو قلب، روح، سر، خفی اخفاء پر مشتمل ہے۔ جن کے حصول کے لیے نفی اثبات کا ذکر ہی بنیاد ہے۔ اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ماڈرن کمپیوٹر سائنس میں بھی پانچ Gates نہایت اہم اور بنیادی رول ادا کرتے ہیں اور ان کی حقیقت بھی نفی اثبات پر ہی مشتمل ہے۔ جو یہ ہیں:

And، Or، Nand، Nor اور Not یہ پانچوں Gates (لطائف) ہی کمپیوٹر اور ماڈرن سائنسی رازوں سے پردہ اُٹھانے کا ذریعہ بنے ہیں جن کا نتیجہ ہم حیرت انگیز طور پر کمپیوٹر کی سکرین پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مختلف سلاسل طریقت کے ہاں بھی نفی اثبات کے ذریعے منازل طے کروائی جاتی ہیں۔ ان کا نتیجہ بھی قلب کی سکرین پر ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر سالک مادی آنکھیں بند کر کے لوحِ محفوظ کا نظارہ بھی کر سکتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا:

ع اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق — آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

اس نفی اثبات کے ذکر کے متعلق سلطان العارفین حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ھُو

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ انسان مادہ اور روح کا حسین امتزاج ہے جو علم مادہ پر بحث کرتا



ہے وہ علم سائنس کہلاتا ہے۔ علم سائنس کی بیشمار شاخیں ہیں اور جو لوگ علم سائنس حاصل کرتے ہیں اور کامیاب ہو جاتے ہیں وہ سائنسدان، انجینئر اور ڈاکٹر کہلاتے ہیں۔ اور وہ علم جو روح پر بحث کرتا ہے۔ وہ علم تصوف کہلاتا ہے جو اس علم کو حاصل کرنے اور عمل کرنے والے ہوتے ہیں وہ صوفیاء کرام کہلاتے ہیں۔ جن کے مدارج صحابہ، صدیق، غوث، قطب ابدال اور اولیائے کرام ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مادی چیزیں پیدا کر کے ان کا علم بنی آدم کو عطا کر دیا۔ مثلاً لوہا پیدا کیا۔ تو اسے کچھ بنانے کا کام اِنسان کے سپرد کر دیا۔ جو اسے تلوار، ٹینک اور ہوائی جہاز کے قالب میں ڈھال رہا ہے۔ زمین کے اندر کروڈ آئل رکھ دیا۔ جس کو نکال کر اِنسان اسے بے شمار کاموں میں لا رہا ہے۔ درخت پیدا کیے، اس سے لکڑی حاصل کر کے فرنیچر کے قالب میں اسے اِنسان ڈھال رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اِنسان پیدا کرتا ہے۔ تو اِنسان کو اِنسان بنانے کے لیے انبیاء مبعوث فرمائے۔ اب چونکہ آقا ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لہٰذا ان کی ظاہری حیات طیبہ سے پردہ فرمانے کے بعد قیامت تک اِنسانوں کو اِنسان بنانے کا کام انہیں اولیائے کرام کے ذمہ ہے۔ اس لیے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد — ہیچ آہن خود بخود تیغے نشد
مولوی ہرگز نشد مولائے روم — تا غلام شمس تبریزے نشد

میرے محترم جناب محمد یوسف کیفی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے مادہ پرستی کے دور میں روحانیت کے ان سلاسل طریقت کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے قلم اٹھایا ہے۔ ان کا تعلق چونکہ سلسلہ نقشبندیہ سے ہے لہٰذا انہوں نے اپنے مرشد حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ کی خواہش پر حضور ﷺ سے شروع ہو کر چھتیس (۳۶) واسطوں سے ہوتا ہوا اپنے مرشد پاک حضرت خواجہ صوفی عبد المجید صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام بزرگوں کے متعلق مختصر مگر نہایت ہی جامع انداز میں تذکرہ لکھ کر ایک تاریخی کام سرانجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے طفیل ان کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے ہمکنار کرے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین و خاتم النبیین

خاکپائے درِ مصطفیٰ ﷺ
محمد یوسف بختاور
مرکزی امیر ادارہ منہاج القرآن۔ کویت

Scanned with CamScanner

# ''کچھ محمد یوسف کیفی کے بارے میں''

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضور ﷺ کی بندہ پروری ہے

چند سال قبل ایک دن کویت ٹائمز کے اُردو صفحات پڑھ رہا تھا کہ میری نظر ایک آرٹیکل پر پڑی۔ جو اولیائے کرام کے بارے میں لکھا گیا تھا۔ تحریر کا اندازہ اِتنا دِلکش، جامع اور محبت بھرا تھا کہ میں باقی خبریں بھول کر وہ مضمون پڑھنے لگا۔ اور اختتام پر لکھنے والے کو داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور لکھنے والے کا نام تھا محمد یوسف کیفی۔

یہ اس مردِ درویش اور پیکر عجز و نیاز سے میری پہلی غائبانہ ملاقات تھی۔ ان کا منفرد اندازِ تحریر پڑھ کر مجھے ان کی زیارت کرنے کا اشتیاق ہوا۔ ان سے ملاقات ہوئی تو میں پہلی ہی نشست میں ان کے اخلاق کا گرویدہ ہو گیا۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت کم لوگ ایسے دیکھے ہیں جو پہلی ہی ملاقات میں اپنا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ میرے برادرِ مکرم محمد یوسف کیفی کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہے۔ ان سے ملاقات کے بعد رفاقت کا یہ محبت بھرا سفر ان کے سنگ جاری رہا۔ پانچ سال سے زائد اس رفاقت میں مجھے ان کی شخصیت کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ محمد یوسف کیفی ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں قدرت نے ان کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ وہ سراپا محبت و شفقت ہیں۔ سادگی اور وقار کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ بڑوں کے ساتھ انتہائی ادب کے ساتھ اور چھوٹوں کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ مجھ ناچیز پر ان کی شفقتیں اور محبتیں اس قدر ہیں کہ ان کا خلوص دیکھ کر کبھی کبھی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت ملنساری اور محبت والی طبیعت عطا کی ہے۔ نہایت علمی اور علم سے محبت کرنے والی شخصیت ہیں۔ بزرگانِ دین، اولیائے کرام اور مشائخ عظام کا بے پناہ ادب کرنے والے ہیں اور ادب کو ہی اپنی زندگی کی جمع پونجی قرار دیتے ہیں ادارہ منہاج القرآن کے پرخلوص رفیق اور ادارہ کے مشن اور اس کے قائد پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب سے بے پناہ محبت کرنے والے ہیں۔

محمد یوسف کیفی نے پانچ اکتوبر ۱۹۵۰ء میں داتا کی نگری شہر لاہور میں ایک علمی اور مذہبی



گھرانے میں آنکھ کھولی ان کے والدین اولیائے کرام سے بے حد محبت کرنے والے اور ادب کرنے والے تھے۔ اس طرح بزرگانِ دین کی محبت اور ادب ان کو ورثے میں ملا تھا۔ محترم محمد یوسف کیفی جب ساتویں جماعت میں تھے تو ثانی علی ہجویری حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم نے خود ان کے والدین سے مانگ لیا۔ یوں وہ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے۔ اس پر ان کے والدین بہت خوش ہوئے۔ اور دُعاؤں اور شفقتوں سے نوازا۔ اگرچہ اس وقت وہ تصوف سے بالکل ناواقف تھے۔ ان کو فقراء کی صحبت اپنے والدین گرامی جو محبان فقراء اور درویشان تھے کی بدولت نصیب ہوئی۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا — نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

محمد یوسف کیفی نے میٹرک کا امتحان ۱۹۶۶ میں ڈی سی ہائی سکول چک نمبر۹۷/۱۶۸ ضلع ساہیوال سے پاک کیا۔ میٹرک میں ان کے استادِ محترم جناب ایم ایس شاہد تھے۔ جو اس سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ اور ان پر بے پناہ شفقت فرماتے تھے انہوں نے ہی ان کو کیفی کے لقب سے نوازا اور یوں وہ محمد یوسف کیفی بن گئے۔ اور اس بات کو محترم کیفی صاحب بھی نہیں جانتے کہ استادِ مکرم نے ان کو یہ لقب کیوں دیا۔ آج ان کے والدین کا نام (محمد یوسف) تو شاذ و نادر ہی لیتا ہے۔ مگر کیفی کو ہر کوئی پہچانتا ہے۔ اور ان کو اس بات پر فخر ہے کہ ان کے استادِ محترم کا دیا ہوا نام ہی ان کی پہچان ہے خدا تعالیٰ ان کے استادِ محترم کے درجات بلند کرے۔ (آمین)

محمد یوسف کیفی نے ایف-اے اور بی-اے کی ڈگری گورنمنٹ ایم سی ڈگری کالج بورے والا سے حاصل کی۔ جب کہ ایم-ایڈ انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ۱۹۷۲ میں پاس کیا اور ۱۹۷۳ء میں گورنمنٹ بی ٹی ایم ہائی سکول بورے والا ضلع وہاڑی پاکستان سے سلسلہ تدریس شروع کیا اور گزشتہ ۲۸ برس سے اس مقدس پیشہ کے ساتھ منسلک ہیں۔ اور آج کویت میں پاکستان انگلش سکول و کالج حبیب الشیوخ میں شعبہ علومِ اسلامیہ کے صدر ہیں۔

میرے محترم برادرِ عزیز! محمد یوسف کیفی نے علمی میدان میں کئی کارنامے انجام دیئے ہیں جن کا تذکرہ نہ قارئین کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔

۱- ان کی پہلی تصنیف ''شوق ناتمام'' (سفرنامۂ بغداد) مالیگاؤں انڈیا سے چھپ کر منظر پر آ چکی ہے۔

۲- ''اسلامی اخلاق و تصوف'' طباعت کے مراحل میں ہے۔

Scanned with CamScanner

۳- بزرگانِ قادریہ طاہریہ کے حالات پر مشتمل ''تذکرہ قادریہ طاہریہ'' عنقریب پریس میں جانے والی ہے۔

۴- ''علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور تصوف'' کے موضوع پر کام جاری ہے۔

۵- اولیاء کرام کے باطنی نظام پر ''کونوا مع الصادقین'' کے نام سے کام جاری ہے۔

موصوف کویت کے علمی حلقوں کی جانی پہچانی شخصیت ہیں اور کویت ٹائمز اُردو سیکشن میں ان کے علمی اور مذہبی مضامین تسلسل کے ساتھ چھپتے ہیں۔

محمد یوسف کیفی کو اللہ ربّ العزت نے حج کی سعادت اور مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادت بھی عطا کی۔

جمال گنبد خضراء عجیب ہوتا ہے　　کسی کسی کو یہ منظر نصیب ہوتا ہے

سفر بغداد شریف اور شہباز لا مکانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر حاضری بھی ان کا مقدر بنی۔ سفر بغداد کے دوران بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت کا مشرف حاصل کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ- حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ- حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کی بھی حاضری نصیب ہوئی۔

محترم محمد یوسف کیفی کی یہ کاوش جو تذکرہ ''نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ'' کی صورت میں آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ایک نہایت اچھوتا اسلوب ہے اور شاید کسی سلسلہ کے تمام بزرگوں کے حالاتِ زندگی یکجا کر کے کتابی صورت میں پیش کرنا بالکل نیا انداز ہے۔ میں ان کی اس عظیم کاوش پر ان کو اپنی طرف سے اور ادارہ منہاج القرآن کویت کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ ربّ العزت کے حضور دُعاگو ہوں کہ ان کی یہ کاوش ان کے لیے آخرت میں ذریعہ نجات ثابت ہو۔

ع　اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

(آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم)

خاکپائے درِ مصطفیٰ ﷺ

**محمد عرفان عادل**

شعبہ نشر و اشاعت ادارہ منہاج القرآن کویت

TEL: 00965-9442640

25-05-2005



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# تقریظ

از مشہور دانشور، ماہر تعلیم محترم جناب **سیّد سلمان نذیر احمد** صاحب

وائس پرنسپل پاکستان انگلش سکول و کالج، الکویت

میں اپنے لیے یہ امر باعث خیر و برکت سمجھتا ہوں کہ میں آج ''تذکرہ نقشبندیہ مجیدیہ'' پر تقریظ لکھنے بیٹھا ہوں جو میرے کالج کے سینئر اُستاد جناب محمد یوسف کیفی کی تالیف ہے۔ اگرچہ بالاستعیاب نظر ڈالنے کا موقع نہیں ملا اور کتاب کے جستہ جستہ حصے دیکھ سکا۔ لیکن جتنا کچھ دیکھا اس کی روشنی میں بلا تامل کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ کتاب اپنے رنگ کی محققانہ بلکہ مختلف حیثیتوں سے لاجواب تالیف ہے۔ جس میں فاضل مؤلف نے بڑے علمی اور تاریخی انداز میں اس کو مرتب کر کے قارئین کرام کی بالعموم اور متوسلین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجیدیہ کی بالخصوص دینی اور روحانی تشنگی کو پورا کر دیا ہے فاضل مؤلف اسلامیات اور تصوف کا خاص طور پر نہایت پختہ اور گہرا مذاق رکھتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے تذکرہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے جہاں کمالات' کرامات کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ان کی تعلیمات کو شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ انہیں اپنے پیران عظام سے قلبی وابستگی اور ان کی تعلیمات سے جو دلی لگاؤ اور اُن کے نظام رشد و ہدایت کی اشاعت و توسیع کا جو بے پایاں جذبہ ہے اس کا اُنہوں نے حسن انداز میں مظاہرہ کیا ہے۔

تذکرۂ نقشبندیہ مجیدیہ کی اشاعت اہل ایمان کے لیے اس لیے بھی خیر و برکت کا موجب ہوگی کہ وہ یہ جان سکیں گے کہ اولیائے نقشبند ہر دور میں نفاذِ شریعت اسلامیہ کی مہم میں پیش پیش رہے ہیں۔ مشہور دانشور ڈاکٹر محمود حسین کے الفاظ ہیں۔ ''جہانگیر کے زمانے سے اب تک جو اسلامی مفکر اس براعظم میں پیدا ہوئے اور جتنی بھی اسلامی تحریکیں یہاں اُٹھیں اُن کا رشتہ کسی نہ کسی صورت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کام سے مسلم ہے'' شاہجہان کی اِسلام دوستی'

عالمگیر کی حکمتِ عملی شاہ ولی اللہ کا فلسفہ اور خود تحریک پاکستان کی کڑیاں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے جا ملتی ہیں۔

میری دلی دُعا ہے کہ اللہ اِس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو اپنی اور اپنے مقربین کی سچی محبت عطا فرمائے انہیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور فاضل مؤلف کی مخلصانہ کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم الیٰ یوم الدین

دُعاگو

**سیّد سلمان پذیر احمد**

وائس پرنسپل پاکستان انگلش سکول و کالج کویت



# تقریظ

از ماہرِ تعلیم محترم جناب عبدالستار خان صاحب پرنسپل پاکستان اکیڈیمک سکول فحاحیل کویت

تخلیق کائنات کے بعد اللہ ربّ العزت اپنے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا جن کا کام انہیں یہ ذہن نشین کرانا تھا کہ موجد و خلاق عالم فقط ایک ذات حق تعالیٰ ہی ہے۔ جو ہر کمال کا منبع اور مخلوق کے لیے واحد مستحق عبادت ہے۔ یہ سلسلہ رسالت محسن اِنسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر اپنی انتہائے عروج و اختتام کو پہنچا جو نہ صرف اس کا مظہر اتم تھی بلکہ کمالات الٰہیہ کا ایک ایسا آئینہ تھی جس کی مثال اس کائنات میں ممکن نہیں۔

رُخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ<br>
نہ کسی کی بزم خیال میں نہ دُکان آئینہ ساز میں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہراً اس دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور فیوض و برکات کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں میں سے ایسے ایسے جامع شریعت و طریقت باکمال حضرات وقتاً فوقتاً اس دنیا میں تشریف لاتے رہے جو نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بلکہ پوری انسانیت کی رہنمائی اُس منزل کی طرف فرماتے رہے جس کی نشاندہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور جس تک مخلوقات کو پہنچانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔

جاری رہے گا حشر تک فیضان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اور خصوصی طور پر جس ممتاز اور محترم شخصیت کے سوانح حیات قارئین باتمکین کے سامنے ہیں وہ ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، خزینۃ العرفان، اوتادِ زمان حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدہ، مشاہدہ علم و عرفان اور فضل الٰہی سے مذکورہ کمالات میں ایک نہایت ہی اعلیٰ وارفع مقام حاصل کیا۔ اللہ

تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جمال ظاہری کے ساتھ ساتھ کمال علمی و روحانی بھی بدرجہ اتم عطا فرمایا تھا۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین و مظہر تھے۔ علم لدنی کا گنج بے گراں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مسعود سے بنی نوع انسان کی ایک کثیر تعداد فیض یاب ہوئی۔ انشاء اللہ ان کا نام تا ابد زندہ و تابندہ رہے گا۔

ع نام فقیر تنہا ندا باہو قبر جنہاندی جیوے ھُو

''تذکرہ نقشبندیہ مجیدیہ'' کے مؤلف جناب محمد یوسف کیفی ایم اے صدر شعبۂ علوم اسلامیہ پاکستان انگلش سکول و کالج، کویت مستحق ستائش و تحسین ہیں کہ انہوں نے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ اور خصوصی طور پر مردِ کامل حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمۃ کے حالات بڑی کاوش و تحقیق کے بعد شرح و بسط سے مرتب کر کے سپردِ قلم کیے۔ اور اس طرح قارئین کرام کی بالعموم اور متوسلین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ کی بالخصوص دینی اور روحانی تشنگی کو پورا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف جناب محمد یوسف کیفی کو جزائے خیر عطا فرمائے اور پڑھنے والوں کے لیے اس کتاب کو مشعلِ راہ بنائے۔ آمین۔

**عبدالستار خان۔ کویت**



# عرض مؤلف

یہ ہیچمدان اپنے بزرگوں اور قارئین کرام کی خدمت میں یوں عرض گزار ہے کہ بندہ پر تقصیر کو سن شعور ہی سے بزرگانِ دین اور اولیائے عظام کے حالات و واقعات سننے اور پڑھنے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ اور زمانہ طالب علمی میں ہی اولیائے کرام کے ساتھ یہ تعلق بیعت مرشد کی شکل میں اور مضبوط ہو گیا اور ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ کی دوستی زندہ جاوید ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

اولیاء اللہ کے دِل نور مشاہدۂ جمال با کمال و مکاشفۂ جلال لایزال سے منور روشن اور تاباں ہیں۔ وہ مشعل نور ہیں۔ وہ تاریکی اور ظلمت کو دور کرنے والے ہیں۔ وہ سوز و ساز عشق و محبت، خلوص و اخلاص، صدق و صفا، لطف و عطا، جود و سخا، مہر و وفا، حب و ولا کا پیکر ہیں۔

خلوص ان کا ہتھیار ہے، اخلاق ان کی ڈھال ہے، صدق ان کی تلوار ہے، عشق ان کا تیر ہے، تحمل ان کا شعار ہے، توکل و قناعت کی دولت ان کے پاس بے شمار ہے۔

وہ ذہنی غلامی سے آزاد ہیں۔ فائدے کی اُمید اور نقصان کا خوف ان کو محکوم اور غلام نہیں بنا سکتا۔ انہوں نے ایک ایسے قانون حیات کی بنیاد ڈالی جس کی رو سے اِنسان کا اِنسان سے محبت نہ کرنا ایک ''جرم'' ہے۔

ان کے قانونِ حیات کے تمام باب، اور ہر باب کی تمام دفعات کا مقصد اور منشاء ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرنا ہے کہ جس میں روحانی خصوصیات و خوبیوں کو ممتاز و نمایاں درجہ حاصل ہو اور جہاں محبت، انسانیت، خدمت، ہمدردی، اخوت، مساوات، ایثار، صدق، خلوص، بردباری، شکر اور تسلیم و رضا کی بالادستی کارفرما نظر آتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ان نفوسِ قدسیہ نے احکم الحاکمین کے حکم کے مطابق عمل کیے۔لہٰذا حیاتِ ابدی انہی کے لیے مقدر ہے۔ایسے لوگ یقیناً قابلِ قدر ہیں۔یہ پاکیزہ ہستیاں عالم انسانیت کے لیے سرمایۂ افتخار ہیں اور ظلمت کدہ حیات میں روشنی کے مینار ہیں۔لہٰذا انہی کی باتیں سنیں۔انہی سے دِل لگائیں اور انہی کی پاکیزہ زندگیوں کے مطابق اپنی زندگی گزار دیں۔تاکہ کل قیامت کے دِن ان کے جھنڈوں تلے ہم جیسے گنہگاروں کو بھی جگہ مل جائے۔کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے:"اَلْمَرءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے)

قارئین کرام!

دُنیا میں بڑے بادشاہ آئے اور چلے گئے یہاں تک کہ اب انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ادھر یہ خرقہ پوش ہیں کہ انہیں دُنیا سے رخصت ہوئے مدتیں گزر گئیں مگر ان کی یاد ہے کہ دلوں میں ابھی باقی ہے۔صدق و وفا کے جو چراغ انہوں نے روشن کیے۔زمانے کی تیز و تند آندھیاں انہیں کبھی بجھا نہیں سکتیں۔لوگ انہیں یاد کرتے چلے آئے ہیں اور تا قیامت کرتے چلے جائیں گے۔وہ بزرگ جہاں جہاں بھی حیاتِ سرمدی کی چادر تانے آسودۂ خواب ہیں' وہ مقام عقیدتوں کے مرکز اور عوام و خواص کے مرجع بنے ہوئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کے واقعات اور ان کے حالات یقیناً اس قابل ہیں کہ ان کی تحقیق و تدوین کی جائے اور ان سے سبق حاصل کیا جائے۔کاشفِ حقائق علامہ بدر الدین سرہندی قدس سرہ نے "حضرات القدس" کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"جو شخص اپنے پیران سلسلہ کے حالات' ارشادات' مقامات اور کرامات لکھے تو اس کے ہر ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں اس کے نامہ اعمال لکھی جائیں گی"

صوفیاء کرام کے سردار حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

"مرید کے لیے پیر و مشائخ کا کلام پڑھنے لکھنے اور سننے میں بہت فائدے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ان کا کلام اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔جس سے مریدین کے دلوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنے کام میں اچھی طرح مشغول ہو جاتے ہیں اور انہیں شرح صدر اور انبساط حاصل ہوتا ہے اور غرور اور خود پسندی سے پاک ہو جاتے ہیں" کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کوئی دلیل بھی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں۔اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:



وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ (ہود-۱۲۰)

"اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں۔جس سے تمہارا دِل ٹھہرائیں۔اور اس صورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کے لیے پندرہ نصیحت"۔

اِرشادِ رسول مقبول ﷺ ہے: تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ۔

صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"جوان (اولیاء اللہ) کو پہچان لیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے۔ان کی نگاہ دوا ہے۔ان کی گفتگو شفاء ہے اور ان کی صحبت نور ہے"

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ:

"اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ اپنے اندر کیمیا تاثیر رکھتا ہے اور دِل کی دُنیا بدلنے لگتی ہے"۔

چنانچہ اس امر پر امت محمدیہ ﷺ کا اجماع ہے کہ تفسیر و حدیث کے بعد بزرگانِ دِین کے ارشادات بہترین کلام ہیں۔لہٰذا خاکسار کو خیال ہوا کہ اپنے مشائخ عظام (نقشبندیہ مجددیہ) قدس اللہ اسرارہم کے حالات طیبات جدید تقاضوں کے مطابق "تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ" کے نام سے ایک کتاب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جائے۔تاکہ نئی نسل کو بتایا جا سکے کہ ان نفوسِ قدسیہ نے ہر جگہ شریعت و طریقت اور علم و عرفان کی شمعیں کیسے فروزاں کیں اور تبلیغ اِسلام کے لیے انہوں نے کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے۔سچ تو یہ ہے کہ جہاں جہاں اِسلام موجود ہے وہ کسی نہ کسی صوفی بزرگ کی دعوتِ حق کا نتیجہ ہے۔بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
انہیں کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری
وجود انہیں کا طواف بتاں سے ہے آزاد
یہ تیرے مومن و کافر تمام زناری

ایک دِن خاکسار راقم الحروف نے اپنی دیرینہ اور دِلی آرزو کے پیشِ نظر سیّدی مرشدی رہبرِ شریعت، مرجع علماء وصوفیاء، منبع رشد وہدایت پیرِ طریقت الحاج حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم سے اس بات کا تذکرہ کیا کہ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا کوئی تذکرہ تحریری صورت میں تاحال بازار میں دستیاب نہیں ہے۔ لہٰذا بزرگانِ نقشبندیہ مجددیہ کے حالات کتابی شکل میں محفوظ ہونے چاہئیں۔ اور اس کام کو آپ جلد از جلد اپنی زیرِ راہنمائی شروع کرائیں کیونکہ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت بھی ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ خاکسار راقم الحروف ہی یہ کام شروع کرے۔ اللہ والوں کی خوشنودی دو جہاں میں کامیابی اور فلاح کا سبب ہوتی ہے اور چونکہ یہ خواہش میرے دِل میں چنگاری کی طرح سلگ رہی تھی۔ لہٰذا میں نے سیّدی مرشدی کا ارشادِ مبارک بلاحیل وحجت تائیدِ ایزدی سمجھتے ہوئے قبول تو کرلیا لیکن اپنی بے بضاعتی، کم مائیگی کم علمی اور کم فہمی کے اعتراف کے ساتھ بندہ پُر تقصیر اپنے اندر یہ سکت نہیں رکھتا تھا کہ خدا شناس، خدا بین حضرات کا تذکرہ اپنی گناہ آلود زباں پر لاسکوں اور خود کو اُن کی تعریف وتوصیف کرنے والوں میں شمار کرسکوں۔ لیکن اِس اُمید پر کہ بارگاہِ الٰہی میں شاید یہی ذریعہ نجات بن جائے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ پیرِ طریقت کے اِرشادِ عالیہ نے میرے اندر نئی روح پھونک دی تھی۔

ممنون التفاتِ نگاہِ جمال ہوں
مجھ کو نظر اٹھانے کے قابل بنا دیا

لہٰذا اپنے بزرگانِ نقشبندیہ مجددیہ کی ارواحِ مقدسہ کو وسیلہ بنا کر اس کارِ عظیم کا بیڑہ اُٹھا لیا۔ اور ضروری کتابوں کی تلاش وحصول کے بعد باسمہٖ تعالیٰ کام شروع کر دیا اور تقریباً دو سال کے عرصہ میں بفضلہٖ تعالیٰ یہ کام مکمل ہو گیا۔ اور تذکرہ ''نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ'' پورے حسن و جمال اور جدید تقاضوں کے مطابق آپ کے سامنے ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں مجھے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ ایک الگ باب کی متقاضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا فضل وکرم میرے شاملِ حال رہا اور ثانی علی ہجویری حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی مجددی قدس سرہ کی روحانی امداد ہر وقت اور ہر آن میسر رہی اور اس طرح یہ منزل طے ہو گئی۔ اس عاجز راقم الحروف نے اپنی طرف سے سعی بلیغ کی ہے کہ کتاب کو ہر لحاظ سے جامع اور تحقیق کے عصری تقاضوں کے مطابق جدید اسلوب کا جامہ پہنایا جائے اور جدید



تحقیق کے مطابق نئی معلومات کا اندراج کیا گیا ہے۔ فارسی اشعار کی جگہ اردو اشعار درج کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ عام قاری بھی استفادہ کر سکے۔ اور فارسی اشعار کا حتی الوسع اُردو ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ ایک سے زیادہ روایات کی صورت میں حاشیہ میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ قرآنی آیات کے حوالہ کے لیے سورۃ کا نام اور آیات کا نمبر بھی تحریر کر دیا گیا ہے۔

کشف وکرامات کے سلسلے میں اختصار سے کام لیا گیا ہے نہ تو اس کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے اور نہ اس کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ کیونکہ کئی سالوں میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس لیے اس پر مزید لکھنا بے سود ہے۔ درحقیقت بے داغ سیرت ہی سب سے بڑا معیار ولایت ہے۔ اسی معیار کے پیشِ نظر ہم نے اِس کتاب میں حضرات نقشبندیہ مجددیہ کی سیرت کے خدوخال کو اُجاگر کرنے اور ان کی پاکیزہ تعلیمات کو جدید اسلوب اور آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بندگانِ خدا اس کے مطالعہ سے تصوف سے آگاہ، روحانیت سے لذت آشنا اور اپنی زندگیوں کو سنوار کر باخدا بن سکیں۔ بلاشبہ ان کی زِندگی کے حالات پڑھنے سے آج بھی اللہ اور اس کے رسول سے محبت اتباعِ سنت کا جذبہ، عشق کی سرمستی اور سوز وگداز کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اُفسوس دورِ حاضر کے مسلمان عقل کے غلام اور مادیت کے پرستار بنتے جا رہے ہیں اور رُوحانی اقدار اور سوزِ عشق سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ عشق ہی مسلمان کی زِندگی کے لیے حرارت، توانائی اور حلاوت کا سرچشمہ ہے۔ آج شاعرِ مشرق حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان ان الفاظ میں ہم پر مرثیہ خواں ہے:

بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے
مسلماں نہیں، خاک کا ڈھیر ہے

خدا کرے ہم ان بزرگانِ دِین اور اُولیاء اللہ کی پاکیزہ زِندگیوں سے سبق لیں اور اپنی کھوئی ہوئی دولت کو دوبارہ حاصل کرسکیں۔

ان مشائخ عظام کے لطف وکرم سے اُمیدوار ہوں کہ اس سلسلہ کی میری محنت ومشقت کی جزا کے طور پر مجھے ان بزرگوں کے باطنی خزینوں میں سے اِنشاء اللہ حصہ ملے گا۔ کیونکہ ان بزرگوں کی یاد ہی میرا سرمایۂ حیات ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ناکارہ ان عالی مرتبت بزرگوں اور مشائخ عظام کے صحیح حالات اور ان کے اصل مقام کماحقہٗ بیان نہ کرسکا۔ اور عین ممکن ہے کہ بہت سی خامیاں اور غلطیاں اس کتاب میں رہ گئی ہوں۔ اگر اس کتاب میں

خامیاں ہیں تو ان کی تمام ذمہ داری مجھ پر ہے اور اگر کچھ خوبیاں ہیں تو وہ سب میرے پروردگار علیم وخبیر کی عطا کردہ ہیں۔

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہو گا
ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہو گا
جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

جملہ احباب کی خدمت عالیہ میں التماس ہے کہ وہ عاجز مؤلف اس کے والدین و جملہ اقارب کے لیے دعائے خیر ومغفرت فرمائیں۔

بندۂ عاجز وحقیر

محمد یوسف کیفی ایم۔اے



# اولیاء کرام اور کائنات کا باطنی نظام

قرآن کریم میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ یونس آیت ۶۲)

ترجمہ: خبردار! بے شک اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ انہیں کوئی غم ہوگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے ولی کون لوگ ہیں؟

"ولی" لغت کی رو سے "ولا" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں محبت، اُلفت اور دوستی اور ولی کے معنی دوست یا قریبی اور اللہ کے ولی سے مراد جو اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں یا اللہ تعالیٰ جن سے محبت رکھتا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کریں۔

حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ولی کے اصل وِلا سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہیں ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دِل نورِ جلال کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے دلائل قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیات ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے تو اطاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قربِ الٰہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دِل سے خدا کو دیکھے کسی غیر کو نہ دیکھے۔ یہ تمام صفات اولیاء اللہ کی ہیں۔ بندہ جب اس مقام پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی وناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

ولایت کی دو اقسام ہیں:

۱- ولایت عامہ

۲- ولایت خاصہ

✤ ولایت عامہ: یہ تمام مؤمن کو مشترک ہے گویا ہر مسلمان اللہ کا ولی ہے۔

Scanned with CamScanner

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ'' (بقرہ ۲۵۷)

''یعنی اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا ساتھی اور مددگار اور اُن سے محبت کرنے والا ہے جو ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے''۔

✤ ولایت خاصہ: یہ اہل سلوک اور واصلان حق کے لیے مخصوص ہے اسے ''فناء العبد فی الحق و بقاء'' بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابوعلی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولی وہ ہے جو اپنے حال سے فانی ہو اور حق تعالیٰ کے مشاہدہ کے ساتھ باقی ہو۔ اس لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی خبر دے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بغیر آرام نہیں پاتا۔ ''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب'' کے مصداق ہوتا ہے۔

''حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو اپنے نفس کو اللہ کے لیے فارغ کرے وہ ولی اللہ ہے''۔

✤ مزید آیات قرآنی ملاحظہ فرمائیں (ولی کون لوگ ہیں؟)

۱- اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ (سورہ یونس ۶۳)

''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے''

۲- اِنْ اَوْلِیَآءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ○ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ (سورۃ انفال ۳۴)

''تحقیق اولیاء اللہ نہیں ہوتے سوائے متقی لوگوں کے اور اکثر آدمی نہیں جانتے''۔

۳- ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ○ (سورۃ زمر آیت ۲۳)

''ان کی جلدیں اور ان کے دِل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم پڑ جاتے ہیں''

ان اولیائے عظام نے اپنے قلب ونظر اور ظاہر و باطن کا تزکیہ کیا اور ان اخلاقِ فاضلہ (اخلاق عالیہ) سے مزین ہو کر عزم وہمت اور صبر و استقلال کے ساتھ ''اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا'' (حم سجدہ-۳۰) کا پیکر بن کر اخلاص ومحبت کے ساتھ ''فاتبعونی'' میں گم ہو کر کمال محبت ومتابعت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فنا ہو کر ولایت کے ارفع واعلیٰ مقام اور بلند مراتب پر فائز ہونے اور اسی لیے ان کی معیشت اختیار کرنے کا اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (سورۃ توبہ آیت ۱۱۹)



''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو''

تفاسیر میں مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ یہاں پر سچوں سے مراد مشائخ صوفیاء و اولیاء کرام ہیں صاحبِ ''کتاب اللمع'' لکھتے ہیں کہ:

''قرآن مجید کے الفاظ: مقربون، صادقین، متوکلین، مخلصین، سارعین الی الخیرات، اولیاء، ابرار اور شاھدین سے ''صوفیائے کرام'' ہی مراد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ولی وہ ہوتا ہے ''جسے دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہو جائے، جس کی بات سے علم میں ترقی ہو جس کے عمل سے آخرت یاد آ جائے'' (حدیث شریف)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''اللہ کے بہترین بندے وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آ جائے''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دِن بعض لوگ ایسے ہوں گے جو انبیاء اور شہداء تو نہیں لیکن انبیاء اور شہداء کے مرتبوں پر رشک کریں گے صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہی لوگ ہوں گے جو بغیر کسی قرابت داری اور دنیاوی تعلقات کے اللہ کی رحمت سے لوگوں میں محبوب ہو گئے۔ پس خدا کی قسم ان کے چہرے منور ہوں گے۔ اور انہیں کوئی خوف وغم نہیں ہوگا اور پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (سورۃ یونس ۶۲)

ترجمہ: خبردار! اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے'' (ابوداؤد شریف)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے خلافت الٰہیہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی اور آپ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ خلافت اولیائے کاملین کو بہ نیابت ملی۔ جب تک یہ منصب رہے گا قیامت برپا نہ ہوگی۔

انقطاع نبوت کے بعد اولیائے کاملین ہی کے وارث نبوت ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''العلماء ورثۃ الانبیاء''۔

ترجمہ: علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اُن علماء کی تصریح فرماتے ہوئے مکتوبات شریف میں رقمطراز ہیں:

Scanned with CamScanner

''جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: العلماء ورثة الانبياء (علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں) اور وہ علم جو انبیاء علیہم السلام سے باقی رہا ہے دو قسم کا ہے ایک علم احکام اور دوسرا علم اسرار' اور عالم وارث وہ شخص ہے جس کو ان دونوں علموں سے حصہ حاصل ہو۔ نہ کہ وہ عالم جس کو ایک ہی قسم کا علم نصیب ہو اور دوسرا علم اس کے نصیب میں نہ ہو کہ یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ وارث کو مورث کے سب قسم کے ترکہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔

ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''علماءِ امتی کا نبیاء بنی اسرائیل''

ترجمہ: میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

''ان علماء سے وہی علمائے وارث ہیں کیونکہ عالم مطلق وہ ہے جس کو ان دونوں قسم کے علوم سے پورا حصہ ملا ہو''۔ (مکتوب نمبر ۲۶۸ جلد اوّل)

اور ظاہر ہے کہ ان دونوں علوم کے حامل اولیائے کاملین ہی ہیں۔ اسی لیے آنحضور ﷺ کی ظاہری حیات کے بعد اللہ جل شانہ نے دعوت الی اللہ کی ذمہ داری انہی علمائے ربانی اور اولیائے حقانی کو سونپ کر ان کو خصوصی انعامات کے ساتھ نوازا اور ان کو خیر امۃ یعنی بہترین اُمت کا لقب عطا فرمایا۔

## اولیائے کرام کا مقام و مرتبہ

اولیائے کرام کی شان کیا ہے اس کے متعلق ہم مختصراً عرض کرتے ہیں۔ (طوالت کے خوف سے صرف احادیث کے ترجمہ پر اکتفا کیا ہے)

✤ ''امام بخاری اور دوسرے آئمہ حدیث نے یہ حدیث قدسی روایت کی ہے''۔

✤ ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے۔ میں اس کو لڑائی سے خبردار کر دیتا ہوں اور میرا بندہ کسی شئے سے بھی جو مجھ کو بہت محبوب ہے میرا قرب نہیں پا سکتا جو کہ وہ میرے عائد کردہ فرض سے پاتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب مجھ کو اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ تو میں اس کی وہ سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور بینائی ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا



ہے اور وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے طلب کرے البتہ میں اس کو دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے البتہ میں اس کو پناہ دوں گا۔ اور مجھ کو اپنے کسی کام کے کرنے میں تردد نہیں ہوتا۔ جو تردد مجھ کو مومن کی جان لینے میں ہوتا ہے (کیونکہ) وہ موت سے ناخوش ہوتا ہے اور اس کی ناخوشی مجھ کو ناپسند ہے اور موت سے مفر نہیں''۔ (مشکوٰۃ - باب ذکر اللہ والتقرب الیہ)

✤ اس حدیث قدسی سے صاف طور سے ظاہر ہے کہ جو تقرب فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ سے عداوت کرنے والا بڑے پر خطر مقام پر ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ رب العزت جل شانہ کا حریف بنا رہا ہے۔

✤ علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے: کہ علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی گنہگار سے برسرپیکار نہیں بہ جز منکر اولیاء اور اکل ربا (سود خور سے محاربت کا ذکر قرآن مجید میں ہے) یہ دونوں معرضِ خطر میں ہیں کہ ان کا خاتمہ خرابی پر نہ ہو جائے کیونکہ اللہ سے لڑائی کافر ہی کی رہتی ہے۔ (رسالہ سل الحسام الہندی بحوالہ ''حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ناقدین ص ۶۴) اور اس مبارک حدیث سے یہ ثابت ہے کہ اولیاء اللہ کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت تشریف و تکریم و تعظیم کے لیے اور اس میں یہ نکتہ مضمر ہے کہ اولیائے کرام کی اپنی کوئی خواہش باقی نہیں رہتی وہ ہر حال میں اپنے مولیٰ سے راضی رہتے ہیں ان کو ''مقام رضا'' مل چکا ہے۔

✤ حضرت شاہ ابو الخیر محی الدین فاروقی دہلوی قدس سرہ نے مخلصین سے فرمایا: بچوں کی علالت پر دِل میں خیال آتا ہے کہ دُعا کروں۔ اس پر ہم کو اپنے مالک تعالیٰ سے شرمندگی ہوتی ہے''۔ (مقامات خیر ص ۵۲۷ مطبوعہ دہلی)

✤ حدیث مبارک میں ہے ''اگر وہ مجھ سے طلب کرے البتہ میں اس کو دوں گا'' اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کی طلب صرف رضاءِ حق تعالیٰ ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔

✤ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کو جب اپنے کسی بندہ سے محبت ہوتی ہے وہ جبریل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے مجھ کو اس بندہ سے محبت ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر وہ اہلِ آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ کو اس بندہ سے محبت ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ چنانچہ اہل آسمان اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر اہل زمین میں اس کی قبولیت عام ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الحب فی اللہ)

✤ اللہ تعالیٰ کے ولی کی طرف بندگانِ خدا کے دِل خود بخود مائل ہوتے رہتے ہیں اور وہ اِنسان کامل جو بقائے عالم کا سبب بنتا ہے اسی جماعت اولیاء سے ہوتا ہے۔ ولایت اصل میں نبوت کا ہی ایک حصہ ہے کیونکہ تمام کمالات خواہ وہ کمالات نبوت ہوں یا کمالات ولایت سب کا سرچشمہ ومنبع نبوت ہی ہے۔ اور اولیاء کرام کو تمام کمالات نبوت کے واسطے سے ملتے ہیں۔

✤ اِمام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کے کامل تابعدار کمال محبت اور زیادتی محبت کے باعث بلکہ محض عنایت وبخشش سے اپنے متبوع کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور پورے طور پر ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں حتیٰ کہ تابع اور متبوع کے درمیان اصالت وتبعیت اور اوّلیت وآخریت کے کچھ فرق نہیں رہتا۔ باوجود اس کے کوئی تابعدار اگرچہ افضل الرسول ﷺ کے تابعداروں سے ہو کسی نبی کے مرتبہ کو اگرچہ وہ تمام انبیاء سے کم درجہ کا ہو۔ نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام اِنسانوں سے افضل ہیں ان کا سرچشمہ اس پیغمبر کے نیچے رہتا ہے جو تمام پیغمبروں سے نیچے درجہ کا ہے۔

(مکتوب نمبر ۲۴۸ دفتر اوّل)

✤ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو مرتبہ محبوبیت مرتبہ عبودیت جو کہ بلند ترین مراتب میں سے ہیں عطا ہوتا ہے۔ اِمام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"حضور پرنور ﷺ ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام پہ پہنچتے ہیں۔ اور آپ ہی کی متابعت سے "مرتبہ عبدیت" جو کہ کمال کے مراتب سے اوپر اور مقامِ محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد سے سرفراز فرماتے ہیں"

(مکتوب نمبر ۲۴۹ - دفتر اوّل)

✤ "جان لیں کہ اس گروہ کا انکار زہر قاتل ہے اور ان بزرگوں کے اقوال وافعال پر



اعتراض کرنا نہایت ہی زہریلے سانپ کی طرح ہے جو موت ابدی اور ہلاکتِ دائمی تک پہنچا دیتا ہے"۔ (مکتوب نمبر ۳۱۳ - دفتر اوّل)

✤ لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذات کو شیخ کامل کے ساتھ وابستہ رکھیں تاکہ معرفتِ الٰہی حاصل ہو۔ تاجدارِ مدینہ ﷺ کا اِرشاد ہے کہ "جب کوئی قوم (لوگوں کا گروہ) کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو ملائکہ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی پاک مجالس میں ان لوگوں کا ذکر فرماتا ہے۔

✤ حضور اکرم ﷺ کے وِصال کے بعد دِین اِسلام کی اشاعت کا سلسلہ انہی اولیائے کرام و مشائخ عظام کے ذریعہ فروغ پا رہا ہے۔ یہی وہ بزرگان دِین ہیں جن کی وجہ سے دِینِ اِسلام کی مہک لوگوں کو مسرور کیے ہوئے ہے ان تمام بزرگانِ دِین کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مراتب عطا کیے جاتے ہیں۔ تقویٰ پرہیزگاری شریعت محمدی عبادت مصفیٰ قلب اخلاق کی بلندی ضبطِ نفس صبر ورضا اور "علم تصوف" اور بعض کو "علم لدنی" عطا کیا جاتا ہے۔

## تصوف

حضرت اِمام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی جامع تعریف فرمائی ہے جسے مفسر قرآن اِمام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

"تصوف" صفائی قلب اور پاکیزگی اخلاق کا نام ہے جو سات قسم کے اخلاق پر منحصر ہے۔

۱۔تصوف ۲۔عدالت ۳۔عفت ۴۔شجاعت ۵۔قناعت ۶۔حلم ۷۔معرفت

یہ اِخلاق اخلاقِ فاضلہ کہلاتے ہیں اور ہر اِنسان میں منجانب اللہ اور ودیعت کیے جاتے ہیں اگر انسان ان اخلاقِ فاضلہ کی منازل کو بتدریج طے کرے تو پھر وہ "مکارمِ اخلاق" کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے اور "ملائکہ ومقربین" سے کہیں زیادہ درجے کا حامل ہو جاتا ہے"۔[1]

یہی وہ لوگ ہیں جو اہل اللہ میں مجالس اللہ منعقد کرتے ہیں۔ تبلیغ دین کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو علم ان کو ودیعت کیا ہے اس کے ذریعے لوگوں کو روحانی فیوض وبرکات عطا کرتے ہیں اس کی ترسیل کیلئے اہل علم نے مدارس وخانقاہیں بنوائیں جہاں سے لوگ مستفید ومستفیض ہوتے رہے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

---

۱۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب "اِسلامی اخلاق وتصوف" ملاحظہ فرمائیں۔ (کیفی)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

## فیضانِ اولیائے کرام:

(اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنا)[1] ''اولیائے اللہ نے اپنے آپ کو مرشدِ حقیقی محبوب رب العلمین ﷺ کی اطاعت و متابعت اور محبت میں فنا کر دیا ہوتا ہے۔ اس لیے وہ اللہ جل شانہ کی طرف سے اس کائناتِ اراضی پر خلیفۃ اللہ مظہر انوارِ الٰہیہ اور نائب محبوبِ حق کے ارفع و اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتے ہیں لہٰذا اپنی اپنی استعداد اور مقامِ تبعت کے مطابق ان سے اِن کی زندگی میں اور بعد از وصال زندگی سے برابر فیض حاصل ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کی ظاہری زندگی میں تو فیض ملنے کا کوئی بھی منکر نہیں۔ لیکن بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ سے اُن کے وصال کے بعد فیض نہیں ملتا۔ مگر یہ عقیدہ درست نہیں''۔

✤ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ ''اولیاء اللہ وصال کے بعد ظاہری زندگی سے زیادہ امداد فرماتے ہیں اس لیے کہ اب وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں''

اس لیے اگر ان کی ظاہری حیات میں فیضان جاری ہوتا ہے تو وصال کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اُن کے ارشادات قدسیہ' ملفوظات اور تعلیمات گمراہان کے لیے ہدایت اور ہدایت یافتگان کے لیے رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر ایک اپنی استعداد کے مطابق ان سے فیض و استفادہ کرتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حکایات المشائخ جند من جنود اللہ تعالیٰ (مشائخ کی باتیں اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے)

اس پُر آشوب دور میں اولیائے اللہ کے حالات طمانیت قلب کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اگر ان کی ظاہری زندگی میں ان کی نگاہ کیمیا اثر سے ہزاروں افراد کے قلوب منور ہوتے تھے تو بعد از وصال ان کے مزاراتِ پُر انوار منبعِ روحانیت ہیں اور فیض جاری ہے۔

بقول حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ

---

۱۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''اسلامی اخلاق و تصوف'' ملاحظہ فرمائیں۔ (کیفی)



نام فقیر تنہاں دا باہوؒ قبر جنہاں دی جیوے ہو

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کاٹا اور چلے کے بعد آپ نے فیض حاصل کرتے ہے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرمایا

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کا ولی قبر میں لیٹا ہوا بھی خزانے بخشنے والا اور فیض دینے والا ہوتا ہے اسی مزار پر خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور کئی بزرگوں نے چلے کاٹے گویا اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دینا اور ان سے فیوض حاصل کرنا پرانا طریقہ ہے اور بزرگانِ دین کا طریقہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفا ہے''۔ (مکتوب ۱۰۹۔ دفتر اول)

فرمایا: یاد رکھ! فقراء کے آستانے کی جاروب کشی اغنیاء کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔

(مکتوب ۱۳۲۔ دفتر اول)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری بیماری میں ہم نشینوں سے کہا کہ:۔

''میرے جانے کا غم نہ کرنا۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے ڈیڑھ سو سال بعد حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ پر تجلی فرمائی اور ان کے اویسی مرشد ہوئے۔ تم بھی مجھے یاد کرتے رہنا میں تمہیں فیض رساں ہوگا۔ جس لباس میں بھی ہوں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ

یہ اللہ والے دیتے ہیں سب کچھ
مگر ان سے لینے کا چاہیے ڈھب کچھ

اور ہم تو بقول حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ اپنے قارئین سے یہی عرض کریں گے

حبِ درویشاں کلید جنت است
دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

''بارگاہ رب العزت میں دُعا ہے کہ وہ ہمیں بزرگانِ دین کی سچی محبت اور ان کی

تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے"۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔(کیفی)

## اولیاء اللہ کے مراتب اور مقامات

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

خدا تعالیٰ نے نبوت کی برہان کو بقاء سے نوازا ہے جس کے اظہار کا ذریعہ اَولیاء اللہ ہیں تا کہ حق کی نشانیاں اور مصطفوی نبوت کی سچائی ظاہر رہے۔ اَولیاء اللہ کو دُنیا کا والی بنایا ہے' وہ سنت کے پیروکار ہیں اور نفسانی خواہشوں پر غالب۔ ان کے قدموں کی برکت سے بارش برستی ہے۔ ان کے حال کی صفائی سے زمین سے نباتات اگتی ہے اور کفار پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان کے تصرف سے ہو۔ بلکہ ان کے لیے ان باتوں کا علم ہونا بھی ضروری نہیں۔ یہ چار ہزار نفوس ہیں جو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے بھی نہیں اور اپنے مقامات سے آگاہ بھی نہیں ہوتے۔ ان کے احوال خود ان سے' اور مخلوق سے مخفی ہوتے ہیں۔

حضرت سیّد علی ہجویری علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ:

✤ اولیاء اللہ مشکلات کا حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے حق تعالیٰ کے لشکری ہیں۔ ان چار ہزار کے علاوہ تین سو اخیار ہیں اور چالیس ابدال ہیں۔ اور سات ایسے ہیں جن کو "ابرار" کہتے ہیں اور چار "اوتاد" ہیں۔ جن کے مقام مشرق' مغرب' شمال اور جنوب چاروں سمتیں ہیں اور مرکز ان کا کعبۃ اللہ ہے۔ ان کی برکتوں سے دنیا کی سمتیں قائم ہیں۔ اسی لیے ان کو اوتاد کہتے ہیں کہ انہی سے دُنیا قائم ہے۔ ان کے علاوہ تین نقباء ہیں اور ایک وہ جسے قطب وغوث کہتے ہیں یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور حکم دینے میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج ہیں۔ اس پر احادیث گواہ ہیں اور اہلِ حقیقت کا اس بارے میں اجماع ہے۔ (کشف المحجوب اُردو ترجمہ)

✤ علامہ شیخ محمد عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "زُرقانی شرح مواہب لدنیہ" میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا



: بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے مخلوق میں تین سو اولیائے ہیں ان کے دِل آدم علیہ السلام کے دِل پر' اور چالیس کے دِل موسیٰ علیہ السلام کے دِل پر اور سات کے دِل ابراہیم علیہ السلام کے دِل پر اور پانچ کے دِل پر جبرئیل علیہ السلام کے دِل پر اور تین کے دِل میکائیل علیہ السلام کے دِل پر اور ایک کا دِل اسرافیل علیہ السلام پر ہے جب ان میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے تو تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے جب سات میں سے کوئی اِنتقال کرتا ہے تو چالیس میں سے کوئی اس کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو تین سو میں سے اس کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی وفات پا جائے تو عوام سے لیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تین سو چھپن (۳۵۶) اولیاء اللہ ہیں جو اس نظامِ باطنی کو چلاتے ہیں۔

✤ صوفیاءِ عظام' اولیاء اللہ' ابدال اور اقطاب کے وجود موجبِ برکات اور وسیلہ نجات از عذاب ہونا مندرجہ ذیل حدیث پاک سے ثابت ہے۔

**عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علي وقيل العنهم يااميرالمؤمنين قال لا انی سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول الابدال يكونون بالشام وهم اربعون رجلا كلما مات رجل ابدل الله مكانه رجلا يسقى بهم الغيث وينصربهم على الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب۔** (رواہ احمد۔ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث: شریح بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو اہل شام کا ذکر آیا۔ کسی نے کہا: اے امیر المؤمنین! ان پر لعنت کیجئے۔ فرمایا: نہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ فرماتے تھے کہ ابدال (اولیاء اللہ کی قسم) شام میں رہتے ہیں اور وہ چالیس آدمی ہوتے ہیں جب کوئی شخص ان میں سے انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا شخص بدل دیتا ہے۔ ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اَعداء پر غلبہ ہوتا ہے اور اُن کی دُعا و برکت سے اہلِ شام سے عذاب (دینوی) ہٹ جاتا ہے۔

✤ وضاحت: صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے ملفوظات اور مکتوبات میں "ابدال و

Scanned with CamScanner

اقطاب'' و''اوتاد'' و''غوث'' وغیرھم الفاظ اور اُن کے مدلولات کے صفات و برکات و تصرفات پائے جاتے ہیں۔ حدیثِ بالا میں جب ایک قسم کا اثبات ہے تو دوسرے اقسام بھی مستبعد نہ رہے۔ ایک نظیر سے دوسری نظیر کی تائید ہونا امر مسلم و معلوم ہے برکات تو اس حدیث میں منصوص ہیں اور تصرفات تکوینیہ قرآن مجید میں حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ کے قصہ (سورہ کہف) سے ثابت ہوتے ہیں۔

## کائنات کا باطنی نظام

ظاہری نظام کی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک باطنی نظام بھی مقرر فرمایا ہے۔ قرآنِ حکیم میں اسی نظام کا سراغ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے ملتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام وقت کے پیغمبر تھے۔ لیکن وہ اللہ کی مشیت سے چلنے والے باطنی نظام سے حجاب میں تھے۔ چنانچہ ان کی درخواست پر خضر علیہ السلام سے ان کی ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ اور ان کے ہر فعل کی حقیقت موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں شریعت مطہرہ کے خلاف تھی۔ اور بادی النظر میں ایسا ہی تھا۔ لیکن جب ان کے اسرار سے پردہ اُٹھا تو اللہ کی مشیت پر حق الیقین اور عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگیا۔ کشف المحجوب میں اس نظام کے اجمالی خاکہ کا بیان آچکا ہے۔

احادیث اور صوفیاء کرام کی کتابوں میں اس نظام کی تفصیل بھی درج ہے۔ تمام اولیاء اللہ ایک ہی آفتاب کی کرنیں ہیں اور یہ سب اللہ کا مظہر ہوتے ہیں۔ ان کا ہر فعل درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے البتہ اولیائے کرام کے مراتب میں فرق ہوتا ہے اور اس بارے میں بزرگانِ دین مختلف آراء رکھتے ہیں۔ ''انوار العارفین'' میں اولیائے کے بارہ گروہ بتائے گئے ہیں:

۱-اقطاب ۲-غوث ۳-امامین ۴-اوتاد ۵-ابدال ۶-اخیار
۷-ابرار ۸-نقباء ۹-نجباء ۱۰-عمد ۱۱-مکتومان ۱۲-مفردان

### ۱-اقطاب:

''اقطاب میں قطب مدار اور غوث بھی ہوتا ہے۔ تمام قطبوں اور اولیائے سے افضل قطب حقیقی ہوتا ہے۔ قطبِ مدار ایک شخص ہوتا ہے تمام زمانوں اور وقتوں میں سے دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی نظر کا موضع ہے اور اس کا مرتبہ حضرت اسرافیل علیہ



السلام جیسا ہے۔ قطبِ کبریٰ کا مرتبہ قطب الاقطاب کا ہوتا ہے اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کے باطن پر ہوتا ہے اور خاتم ولایت ہوتا ہے جیسے نبی اکرم ﷺ خاتم النبوۃ تھے چند اور نام بھی ہوتے ہیں جیسے قطب دائرہ یا غوث الاعظم اور یہ حق تعالیٰ کے اسرار کا مظہر کلی ہوتا ہے اگر اس کا وجود ایک پلک جھپکنے کو مفقود ہو جائے تو دُنیا نیست و نابود ہو جائے۔ حضرت شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ غوث پر شرف یافتہ تھے جسم غوث ہر چیز سے لطیف تر ہوتا ہے اور غوث کی دُعا سے دوسرے ولی کو غوث کا منصب مل سکتا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا میں تاثیر تھی۔''

''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غوث قطب مدار سے الگ ہوتا ہے بلکہ اس کے روزگار کا ممد و معاون ہے قطب مدار بعض امور میں اِس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کا دخل ہے اور قطب کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار حکمی قطب ہیں''۔ (مکتوب ۲۵۶- دفتر اوّل)

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قطب یکتا جس سے نوعِ انسانی کی تخلیق کے وقت سے لے کر قیامِ قیامت تک تمام انبیاء و رسل اور اقطاب مسلسل فیض حاصل کر رہے ہیں وہ آقائے دو جہاں باعثِ تخلیق کون و مکاں حضورِ سرورِ عالم ﷺ کی روح طیبہ ہے۔ قطب عالم ایک ہوتا ہے اس کا قطب اکبر- قطب الارشاد- قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو ''امامین'' کہلاتے ہیں۔ قطب عالم حق تعالیٰ سے براہِ راست اور بلا واسطہ فیض حاصل کرتا ہے اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے اور یہ سالک ہوتا ہے اور اس کی ترقی جاری رہتی ہے۔ ترقی کرتے کرتے وہ مقامِ فردانیت تک پہنچ جاتا ہے جسے محبوبیت بھی کہتے ہیں۔ تمام رجال اللہ (اولیاء اللہ) کے باطن میں دوسرے نام یعنی باطنی نام ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ قطبِ عالم کا نام ''عبداللہ'' ہوتا ہے۔

شیخ داؤد قدس سرہ نے لکھا ہے کہ قطبِ عالم ہر زمانے اور ہر دور میں ایک ہی ہوتا ہے اور دُنیا کی تمام علوی اور سفلی مخلوق قطبِ عالم کے وجود سے قائم ہوتی ہے اور اس پر حق تعالیٰ کا فیض بے واسطہ ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

✤ قطب عالم کے عہدہ کی مدت میں مختلف روایات ہیں۔ بعض کے مطابق یہ مدت ۳۳ سال ۴ ماہ اور بقول بعض ۲۸ سال تین ماہ دو دِن ہوتی ہے۔ بعض کو پچیس سال اور کسی کو بائیس سال گیارہ ماہ بیس دِن مل جاتے ہیں۔ بعض کو انیس پانچ ماہ دو دِن لیکن کسی کو ۳۳ سال ۴ ماہ سے زیادہ مدت اس منصب پر نہیں ملتی اور انیس سال پانچ ماہ سے کم نہیں ہوتی۔

اقطاب کی بھی مختلف اقسام ہوتی ہیں جو سب کے سب قطبِ عالم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ مثلاً قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ، ہر ایک کا ایک علیحدہ قطب ہوتا ہے۔ مثلاً قطب زہاد، قطب عباد، قطب عرفا، قطب متوکلان، ہر مقام اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں کا ایک قطب ہوتا ہے جو اُس کی محافظت کرتا ہے۔ اکمل اولیاء اللہ کو حق تعالیٰ نے قوت دی ہے کہ طرفۃ العین میں مختلف ملکوں اور شہروں میں ظہور کر سکتے ہیں۔

تمام دُنیا سات اقلیم پر منقسم ہے اور ہر اقلیم کا ایک قطب ہوتا ہے جس کے قطب اقلیم کہتے ہیں ان کے علاوہ پانچ قطب اور ہوتے ہیں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں۔ اقلیم کے قطب سے فیض قطب ولایت پر آتا ہے اور قطبِ ولایت سے تمام اولیاء اللہ پر فیض و دیعت ہوتا ہے۔ یہ اقطاب مختلف انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر ہوتے ہیں۔[1] (اسلامی اخلاق اور تصوف قدر آفاقی)

## ۲- غوث:

''غوث ایک ہوتا ہے۔ غوث کا اطلاق ایسے عظیم المرتبت انسان پر ہوتا ہے جس کے پاس لوگ اپنی حاجات لے کر جائیں۔ پریشانی کے عالم میں وہ لوگوں پر اہم ترین علوم کے پوشیدہ راز ظاہر کیا کرتا ہے اس سے دُعا کی طلب کی جاتی ہے اس لیے کہ وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے اگر وہ باری تعالیٰ کو قسم دے کر کچھ طلب کرے تو حق تعالیٰ اس کی قسم پوری فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ''۔

بعض لوگوں کے نزدیک قطب اور غوث ایک ہی چیز ہیں۔ بعض کے نزدیک قطبیت اور غوثیت دو جداگانہ منصب ہیں جو ایک ہی شخص میں مجتمع ہو سکتے ہیں بقول حضرت ابن

۱؎ تفصیل کے لیے ''کتاب جواہر گنج شکر و سلاسل انوار فی سیر الابرار'' از حضرت میر محمد یوسف الحسینی الواسطی بلگرامی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ شیخ حشمت علی نشاط باہتمام صاحبزادہ محمد سلیم شامی نقشبندی ملاحظہ فرمائیں۔



عربی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث جدا ہیں۔ اور یہی قول حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا ہے کہ غوث قطب مدار سے مختلف ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک غوث مکہ میں رہتا ہے مگر بعض اس میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔ جو غوث اور قطب کو ایک ہی چیز گردانتے ہیں ان کے نزدیک حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں غوث (قطب مدار) تھے۔ قطبیت کے اعتبار سے اسے قطب الاقطاب اور غوثیت کے اعتبار سے غوث کہا جاتا ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ (غوث) قطب مدار سے مختلف ہوتا ہے۔

## ۳- امامین:

قطب الاقطاب کے دو وزیر ہوتے ہیں جنہیں ''امامین'' کہتے ہیں۔

''ایک اس کے داہنے ہاتھ پر ہوتا ہے جس کا نام عبدالمالک ہے اور دوسرا بائیں ہاتھ پر ہوتا ہے جس کا نام عبدالربّ ہے۔ داہنے ہاتھ والا قطب مدار سے فیض حاصل کر کے عالم علوی پر افاضہ کرتا ہے۔ بائیں ہاتھ والا قطب مدار سے فیض حاصل کر کے عالمِ سفلی پر افاضہ کرتا ہے لیکن بائیں ہاتھ والے کا مرتبہ داہنے ہاتھ والے سے بلند تر ہے۔ جب قطب الاقطاب کی جگہ خالی ہوتی ہے تو بائیں ہاتھ والے کو ملتی ہے اور دائیں ہاتھ والا بائیں ہاتھ کی جگہ آ جاتا ہے عالمِ کون و فساد میں انتظام رکھنا زیادہ مشکل ہے بہ نسبت عالمِ علوی کے۔ اس لیے بائیں ہاتھ کا وزیر زیادہ قوی اور تجربہ کار رکھا جاتا ہے''۔

## ۴- اَوتاد:

اَوتاد چار ہوتے ہیں اور عالم کے چاروں کونوں پر ان میں سے ایک متعین ہوتا ہے۔ تفصیل یہ ہے:

i- ایک مغرب میں ہوتا ہے جس کا نام عبدالودود ہوتا ہے۔
ii- دوسرا مشرق میں جس کا نام عبدالرحمٰن ہے۔
iii- تیسرا جنوب میں جس کا نام عبدالرحیم ہے۔
iv- چوتھا شمال میں جس کا نام عبدالقدوس ہے۔

قیامِ عالم میں ان سے میخوں کا کام لیا جاتا ہے اور یہ بمنزلہ پہاڑ کے ہوتے ہیں جن سے زمین کی سرسبزی مقصود ہے اور قیام بھی اور سکون بھی۔

Scanned with CamScanner

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا۔(النباء)

ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں۔

## ۵-ابدال:

ابدال چالیس ۴۰ ہوتے ہیں۔ بائیس ۲۲ یا بارہ ۱۲ شام میں اور اٹھارہ ۱۸ یا اٹھائیس ۲۸ عراق میں رہتے ہیں۔

''بعض کہتے ہیں کہ یہ سات ہوتے ہیں) اور ان کے سپرد ہفت اقلیم کا تحفظ ہوتا ہے۔ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سات ۷ ابدال ہیں۔ان سے بھی سات اقلیم کے سات ابدال مراد ہیں۔ ہر اقلیم کا ایک ابدال ذمہ دار ہے جو اس اقلیم کی نگہداشت کرتا ہے''۔اور فرمایا:

''وہ حرم پاک مکہ معظمہ میں میرے پاس جمع ہوتے ہیں۔سلام کرتے ہیں اور گفتگو ہوتی ہے یہ سات ابدال مختلف انبیاء علیہم السلام کے مشرب پر ہوتے ہیں۔ان کے نام اور مشرب یہ ہیں'':

۱- پہلا ابدال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ''عبدالحی'' ہے۔

۲- دوسری اقلیم کا ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ''عبدالحلیم'' ہے۔

۳- تیسری اقلیم کا ابدال حضرت ہارون علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ''عبدالمجید ہے۔

۴- چوتھی اقلیم کا ابدال حضرت ادریس علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ''عبدالقادر'' ہے۔

۵- پانچویں اقلیم کا ابدال حضرت یوسف علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ''عبد القاہر'' ہے۔

۶- چھٹی اقلیم کا ابدال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اور اس کا نام ''عبدالسمیع'' ہے۔

۷- ساتویں اقلیم کا ابدال حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہے اور ابدالوں میں اس کو ''عبد النصیر'' کہتے ہیں اور یہ ساتویں ابدال حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

ہر ایک ابدال عارف ہے۔عرفان و لطائف الٰہیہ اور ساتوں ستاروں کے بھید اللہ تعالیٰ ان کے اندر رکھے ہیں اور ان میں وہی تاثیر بھی ہے اور ان میں سے ''عبدالقاہر'' نام اس ولایت و قوم کے لیے نامزد ہوتا ہے جہاں قہر مطلوب ہے۔ان سات ابدالوں کو ''قطب اقلیم''



بھی کہتے ہیں۔

✤ تین سو پچاس ابدال درج بالا سات کے علاوہ ہیں۔ان میں سے تین سو حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ان کا ورد حضرت آدم علیہ السلام والا ہے یعنی رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کا ورد کرتے ہیں۔بعض کے مطابق ابدال تین سو پچاس کی بجائے چار سو چار ۴۰۴ ہوتے ہیں۔اور یہ ابدال مختلف انبیاء علیہم السلام کے مشرب پر ہوتے ہیں اور مختلف خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

جو تین سو ابدال حضرت آدم علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا اصلی نام قائم رہتا ہے۔ جو چالیس ابدال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا نام ''موسیٰ'' ہو جاتا ہے۔ جو سات ابدال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا ''ابراہیم'' ہو جاتا ہے۔ جو پانچ ابدال حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں ان کا نام ''محمد'' ہو جاتا ہے۔اور ایک ابدال جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہے وہ قطب مدار کا دائیں طرف کا وزیر ''عبدالربّ'' نام سے ہو جاتا ہے۔''ابرار'' کو ہی بعض نے ''ابدال'' کہا ہے۔

## ۶-اخیار:

''اخیار پانچ سو یا سات سو ہوتے ہیں اور ان کو ایک جگہ قرار نہیں بلکہ وہ سیاح ہوتے ہیں۔اور ان کا نام ''حسین'' ہوتا ہے۔شیخ حمید الدین سوالی علیہ الرحمۃ کے بیان کے مطابق یہ تین سو ہیں اور یہ غوث کے سپاہی ہوتے ہیں اور بعض مشائخ نے سات یا اٹھارہ کہے ہیں جو حق تعالیٰ کی درگاہ کے حجاب کے دربان ہیں''۔

## ۷-ابرار:

''اکثر نے ان ہی کو ابدال کہا ہے۔یہ سات آدمی ہوتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ چھ ہوتے ہیں''۔

## ۸-نقباء:

''نقیب وہ لوگ ہیں جن پر اسم باطن محقق ہوا ہے اور لوگوں کے باطن پر شرف رکھتے ہیں اور ان کے دلوں کے حال پر مطلع ہوتے ہیں یہ تعداد میں تین سو ہیں

Scanned with CamScanner

ان میں صالح عورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ بعض کے مطابق یہ ملک مغرب میں رہتے ہیں اور ان سب کا نام 'علی' ہے"۔

**۹- نجباء:**

"نجیب بھی لوگوں کی اصلاح و درستی پر مامور ہیں اور تعداد میں چالیس ہیں۔ بعض کے مطابق ان کی تعداد ستر ہے۔ اور یہ مصر میں رہتے ہیں ان سب کا نام حسن ہے۔ یہ مخلوق کا بوجھ اٹھاتے اور ان کا غم کھاتے ہیں۔ ان کی زِندگی دوسروں کی مصلحت شناسی کے لیے وقف رہتی ہے اور وہ اپنے لیے کچھ نہیں کرتے۔ شب و روز دوسروں کی بہبود اور خدمت میں صرف کرتے ہیں"۔

**۱۰- عمد:**

"عمد چار ہوتے ہیں اور وہ زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں۔ اور ان سب کا نام 'محمد' ہوتا ہے"۔

**۱۱- مکتومان:**

"مکتوم کی جمع مکتومان ہے۔ اور مکتوم (پوشیدہ) تو مکتوم ہی ہے یہ لوگ پوشیدہ اور چھپے ہوتے ہیں۔ ان کی تعداد چار ہزار ہوتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں لیکن اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔ ایسے لباس میں ہوتے ہیں کہ اغیار نہیں پہچان سکتے"۔

**۱۲- مفردان:**

"افراد کو مفردان کہتے ہیں۔ قطب عالم (یا قطب مدار) سے ترقی پا کر فرد ہو جاتا ہے۔ تو تصرفات نہیں رہتے۔ کیونکہ فردانیت خوشی اور موانست کا مقام ہے۔ پس اس کی مراد سوائے حق تعالیٰ سبحانہ کے اور کچھ نہیں۔ فرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلب پر ہوتے ہیں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر ہیں۔ افراد دائمی تجلی کے سرور سے صحو میں ہوتے ہیں جب کہ مخلوق ان کو سکر میں سمجھتے ہیں لیکن یہ صحو ایک عظیم مقام ہے کہ وہ ذات میں صحو ہیں نہ وہاں مکان ہے نہ زمان اور صفات اور اسماء کی تجلی والوں کو افراد کی تجلیات کا کوئی پتہ نہیں۔ افراد تجلی ذات میں نور ہو



چکے ہیں۔ اور ان کا یہ مقام ہے کہ تجلی ذات نزول کرتی ہے تو ان کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صفات اسماء اور افعال کی تجلی والے ان کی طرف نظر کرتے ہیں تو دیکھ نہیں سکتے۔ اور مخلوق کی نظر سے چھپے ہوتے ہیں۔ لیکن قطب مدار اور دوسرے قطب ان کو جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں فرد کامل جو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب سے مشرف ہوتے ہیں اور ترقی کر کے قطب حقیقی کے رتبہ پر پہنچتے ہیں۔ جو مقامِ معشوقی ہے اور "قطب وحدت" کہلاتا ہے۔ بعض ان میں محبوبیت کا مرتبہ بھی پاتے ہیں اور پھر اس مرتبہ میں بھی خاص امتیازی شان سے نوازے جاتے ہیں جیسے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ' سلطان المشائخ حضرت محبوبِ الٰہی اِمام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ"۔

## اہل مراتب کے اسمائے گرامی

"سب نقیبوں کا نام "علی" ہوتا ہے اور نجیبوں کا "حسن" اور سات اخیار کا نام "حسین" ہوتا ہے عمائد چار ہیں ان کا نام "محمد" ہوتا ہے ایک غوث ہوتا ہے اس کا نام "عبداللہ" ہوتا ہے جب غوث فوت ہوتا ہے تو عمائد میں سے کسی کو غوث کا مقام مل جاتا ہے اور جب کوئی عمائد سے فوت ہو جائے اس کی جگہ 'نجیب' لے لیتا ہے اور نجیب کے فوت ہونے پر کسی 'نقیب' کو ترقی مل جاتی ہے"۔

# طریقہ نقشبندیہ کے فضائل اور امتیازی خصوصیات

"سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ (م-۷۹۱ھ) سے منسوب ہے۔لیکن اس سلسلہ کے پیرِ اعلیٰ اور سرِ حلقہ خیر البشر بعد از انبیاء اول المؤمنین حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔جن کا ایمان تمام اُمت کے ایمان سے بھاری ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے علومِ ظاہری اور باطنی حضرت سیّد الاولین والآخرین ﷺ سے حاصل کیے ہیں۔اس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو سرورِ کائنات محسنِ انسانیت ﷺ سے وہ نسبتِ خاص حاصل ہے جس سے آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ممتاز ہیں"۔

✤ آں حضرت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"مَا صَبَّ اللہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ" (مستدرک حاکم عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا تھا وہ میں نے سب کچھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔) آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیاء اُمت میں اکمل و افضل اور سب سے زیادہ عالم ہیں۔بلکہ پیغمبروں کے بعد تمام صدیقوں سے زیادہ کامل اور صدیق اکبر ہیں۔اکابر اہل بصیرت قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا اس بات پر اتفاق ہے۔

(تفصیل کے لیے اسی کتاب کا باب دوم ملاحظہ فرمائیں۔کیفی)

✤ حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے تصوفِ صدیقی پر ایک طویل بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کمالِ طریقت کے لیے جن اوصاف و ملکاتِ نفسانی کی ضرورت ہے مثلاً توکل احتیاط۔کفِ لسان' تواضع' شفقت بر خلقِ خدا' رضا' نفی ارادہ' زہد' خشیت' عبرت' عجز و



انکسار' رقتِ قلب' تحمل' فقر و درویشی یہ سب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بہ تمام و کمال پائے جاتے ہیں اور اس بناء پر آپ طائفۂ اصفیاء و اہلِ طریقت کے سرخیل و امام تھے۔

✤ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ:

"تصوف کی جڑ اور بنیاد صفا ہے۔اس صفت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔اصل انقطاع عن الاغیار ہے اور فرع دنیا سے دِل کا خالی ہونا ہے اور چونکہ صفا صدیقیت کی صفتِ لازمہ ہے۔اس بناء پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ "امام اہل طریقہ" ہیں۔(ازالۃ الخفا جلد دوم ص ۲۱)

✤ حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل تھے نماز روزہ کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ اس ایک چیز کی وجہ سے تھے جو ان کے قلب میں تھی اور وہ تھی اللہ کی محبت اور اس کے لیے جینا اور مرنا۔

(کتاب اللمع فی التصوف)

آنحضور ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ایمان کو تمام اُمت کے ایمان سے وزن کیا جائے گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پلہ بھاری ہو گا"۔

✤ وہ ابو بکر جس کے خلوص و ایثار کو بارگاہِ نبوت سے یوں داد ملی۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کسی نے ہم پر احسان نہیں کیا اور ہم نے اُس کا بدلہ اُسے دے دیا۔سوائے ابو بکر کے اُس کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اُسے اللہ تعالیٰ دے گا"۔

(حدیث)

✤ المختصر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالیہ نقشبندیہ کے سرحلقہ اور حضرت خواجۂ خواجگان سیّد بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ اس سلسلہ کے امام الطریقہ ہیں۔مختلف زمانوں میں اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مختلف نام (القابات) رہے ہیں جن کی تفصیل ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں:

۱- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شیخ سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ تک اسے "صدیقیہ" کہتے تھے۔

Scanned with CamScanner

۲- سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے حضرت خواجۂ خواجگان عبد الخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ تک اسے "طیفوریہ" کہتے تھے۔

۳- حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ سے شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ تک "خواجگانیہ" کہتے تھے۔

۴- خواجۂ خواجگان حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ سے اِمام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تک "نقشبندیہ" کے نام سے موسوم تھا۔

۵- حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے اور اپنے وقت کے قطب ارشد تھے اس لیے ان کی نسبت سے اس طریقے کو "علائیہ" بھی کہتے ہیں۔

۶- امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے زمانے سے اب تک یہ طریقہ عالیہ "نقشبندیہ مجددیہ" کہلاتا ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند    کہ برندہ زراہِ پنہاں بحرم قافلہ را

(حضرت نقشبندیہ عجب قافلہ کے سردار ہیں کہ پوشیدہ طور پر اپنے طالبان کو حرم میں لے جاتے ہیں)۔

✤ اسلامی تصوف کے مختلف سلاسل ہیں۔ اگرچہ قربِ الٰہی حاصل کرنے کیلئے ہر سلسلہ کے مختلف طریقے ہیں لیکن ان تمام سلسلوں کا مقصد ایک ہی ہے یعنی حبِ الٰہی رضاءِ الٰہی اور قربِ الٰہی اور تمام سلاسلِ طریقت موصل الیٰ اللہ ہیں۔ ان میں چار سلسلے چشتیہ سہروردیہ قادریہ اور نقشبندیہ زیادہ مشہور ہیں۔ اور چاروں طریقے برحق ہیں۔ طالب جس طریقہ میں بھی مرشدِ کامل کے ذریعے شامل ہو جائے باعثِ رحمت و برکت ہے۔ مگر طریقہ عالیہ نقشبندیہ چند ایسی خصوصیات اور فضائل کا حامل ہے۔ جن کے سبب اس طریقہ عالیہ کو دوسرے سلاسل اور طرق پر فوقیت حاصل ہے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

## ۱- اتباعِ سنتِ رسول مقبول ﷺ:

"اس طریقہ عالیہ کا مدار اتباع سنت کے التزام اور بدعت سے اجتناب پر ہے۔ معمولی سے معمولی آداب سنت ترک کرنے پر رضامند نہیں ہوتے۔ ظاہر ہے کہ جس طریقہ میں جس قدر اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب زیادہ ہوگا اسی قدر



اس میں انوارِ مصطفیٰ ﷺ زیادہ ہوں گے اور اسی قدر وہ نسبت قوت و رفعت میں زیادہ ہوگی"۔

✤ شہنشاہِ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے سنتِ رسول مقبول ﷺ کی بدرجہ کمال اقتداء کرنا اور آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا"۔ (حضرت القدس ص ۱۸۲)

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"ہمارے طریقے میں کسی کو محرومی نہیں ہے جو کوئی ہمارے طریقے سے منہ پھیرے وہ جان لے کر اس کا دین خطرے میں ہے کیونکہ یہ طریقہ بالکل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مطابق ہے"۔

اِمام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ طریقہ جو اقرب اسبق، اوفق، اوثق، اسلم، احکم، اصدق، اولیٰ، اعلیٰ، اجل، ارفع، اکمل اور اجمل ہے۔ وہ طریقہ نقشبندیہ ہے۔ قدس اللہ ارواح اھالیھا و اسرارِ موالیھا۔ اس طریقہ کی تمام بزرگی اور اس سلسلہ کے بزرگوں کی بلند شان۔ روشن سنت علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی سنت کی متابعت کی پابندی اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کے حضور اور آگاہی نے دوام پیدا کیا ہوا ہے۔ اس درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں پر فوقیت لے گئی ہے"۔ (مکتوبات شریف جلد اوّل مکتوب ۲۹)

"اس طریق کا مدار دو اصولوں پر ہے جن میں پہلا شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے آداب کو ترک کرنے پر راضی نہ ہو"۔ (دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۲۸)

آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد چتری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں:

"ان اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ کبریت احمر کی تاثیر رکھتا ہے اور یہی طریقہ متابعت سنت پر مبنی ہے"۔ (مکتوبات شریف۔ دفتر اوّل۔ مکتوب ۳۷)

آپ مزید ہدایات صادر فرماتے ہیں:

"آپ کو چاہیے کہ خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی نسبت عالیہ سے

اپنے باطن کو معمور اور کلی طور پر متابعت رسول ﷺ کے زیور سے اپنے ظاہر کو آراستہ و پیراستہ و مزین رکھیں''۔(ایضاً)

حضرت مجددؒ علیہ الرحمۃ اپنے صاحبزادگان سے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''صوفیاءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے طریقوں میں ''طریقہ عالیہ نقشبندیہ'' کو اپنانا اولیٰ وانسب ہے کیونکہ اس سلسلے کے بزرگ خواجگان قدس اللہ اسرارہم نے متابعت سنت کو لازم قرار دیا ہے اور رواسمِ کافری سے اجتناب برتنے کی تلقین کی ہے''۔

''اتباعِ سنت کی دولت میسر ہے تو اسی پر خوش رہتے اور احوال کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اور جن احوال سے اتباعِ سنت میں فتور پڑنے کا اندیشہ ہو تو پھر انہیں ناپسندیدہ قرار دے کر رد کر دیتے ہیں''۔(مکتوبات شریف۔دفتر اوّل مکتوب ۲۶۶)

حضرت مجددؒ علیہ الرحمۃ ملا عبدالکریم کو تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اس فنائے قلب کے درجۂ عظمیٰ تک پہنچنے کے لیے انتہائی قریبی راستہ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کا طریقہ ہے۔ وہ اتباعِ سنت کو لازم قرار دیتے اور رواسمِ کفریہ سے اجتناب برتتے ہیں۔ اسی لیے مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند ز راہِ پنہاں بہ حرم قافلہ را

(دفتر اوّل مکتوب ۲۷۸)

✤ حقیقت یہ ہے کہ حضراتِ نقشبندیہ کمال متابعت سنت ہی کی بدولت دوسروں سے سبقت لے گئے ہیں اور کمال متابعت کی وجہ سے یہی کمال متابعت ان کی فضیلت کی دلیل ہے۔ وللہ الحمد۔

## ۲۔سلسلۂ نقشبندیہ اور نسبتِ صدیقی رضی اللہ عنہ:

✤ ''اِمام ربانی حضرت مجددؒ الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:''طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے سرِ حلقہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد بالتحقیق تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔ اسی لیے تمام نسبتوں میں اس طریقہ عالیہ کی نسبت اعلیٰ وارفع ہے۔ چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علوم و معارف سے آگاہی دوسرے اصحاب کرام سے زیادہ رکھتے ہیں۔ اسی لیے آپ کے طفیل میں اکابر مشائخ نقشبند رحمۃ اللہ علیہم



اجمعین بھی دوسروں سے زیادہ علوم و معارف سے آگاہ ہیں''۔(دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۲۱)

✤ دوسری جگہ فرمایا:

''آپ کو معلوم ہے کہ اولیائے کے تمام سلاسل کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی منسوب ہے۔ پس [1]صحو کی نسبت ان میں غالب ہوگی اور ان کی دعوت اتم ہوگی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے''۔(دفتر اوّل مکتوب ۲۵۱)

## ✤ ۳۔طریقہ نقشبندیہ اقرب الطریق ہے:

''طریقہ نقشبندیہ دوسرے طریقوں کے مقابلہ میں قریب ترین طریقہ ہے کہ دوسروں کی انتہا اس کی ابتداء میں درج ہے۔ طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوار جہاں دوسروں کی نہایت ہوتی ہے وہاں سے ابتداء کرتے ہیں۔ کیونکہ ان حضرات نے سنتِ رسول مقبول ﷺ کی پابندی کی وجہ سے اپنی سیر کی ابتداء عالم اَمر سے کی ہے بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کہ ان کی سیر کی ابتداء عالم خلق سے ہوتی ہے''۔

امام ربانی حضرت مجددؒ الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالمِ خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے۔ لہٰذا طریقہ نقشبندیہ وصول کے لیے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں مندرج ہے''۔

؏ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

''ان بزرگوں کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کیونکہ

---

[1] احساس غیبت کے بعد احساس کی طرف لوٹ آنے کا نام ''صحو'' ہے۔ بالفاظ دیگر سالک کا انتہائے توحید حقیقی میں پہنچ کر فرقِ مراتب سے غافل نہ ہونا ''صحو'' ہے۔ یا اولیائے اللہ کے حضور و آگاہی میں اپنے ہوش و حواس قائم رکھنے کو ''صحو'' کہتے ہیں۔ اگر وہ مشاہدہ و حضور میں ایسے غرق ہوں کہ ہوش و حواس میں نہ رہیں تو اس حالت کو ''سکر'' کہتے ہیں۔ اس حالت میں ان کی زبان سے 'انا الحق'' اور ''سبحانی ما اعظم شانی'' جیسے الفاظ نکل جاتے ہیں (کیفی)

Scanned with CamScanner

ان بزرگوں (صحابہ کرام) کو حضور پر نور محسن انسانیت ﷺ کی پہلی صحبت میں ہی بطریق اندراج نہایت در بدایت وہ کچھ میسر آ گیا جو کامل اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے لہٰذا حضرت وحشی رضی اللہ عنہ قاتل سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو خیر التابعین ہیں سے افضل قرار پائے"۔ (دفتر اوّل-مکتوب ۵۸)

**✤ ۴-عمل بر عزیمت:**

"اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے حاملین عمل بر عزیمت کو حتی المقدور ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اور رخصت پر عمل تجویز نہیں کرتے۔ توبہ پر استقامت' عزیمت اختیار کرنا اور رخصت سے اجتناب کرتے ہیں"۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اکابر نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے عزیمت کو اپنا معمول بنایا ہے اور رخصت سے حتی الامکان اجتناب کیا ہے"۔

**✤ ۵-محبت و صحبتِ شیخ شرطِ افادہ و استفادہ:**

"اس طریقہ عالیہ میں افادہ اور استفادہ یعنی فائدہ پہنچانے اور فائدہ اٹھانے کی شرط شیخ کی صحبت و محبت قرار پائی ہے۔ جس کو جس قدر شیخِ طریقت سے محبت و صحبت زیادہ ہوگی' اسی قدر اس کو فیوض و برکاتِ شیخ زیادہ حاصل ہوں گے۔ اور یہی بعینہٖ جناب رسول مقبول ﷺ و صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معاملہ تھا"۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص میں اس قدر راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اس کی تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں زیبا و محبوب دکھائی دیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ دو اصل (استقامت سنتِ رسول ﷺ اور محبت شیخ) درست ہو گئے تو دُنیا و آخرت کی سعادت نقد وقت ہے"۔ (دفتر اوّل مکتوب ۲۲۸)

✤ شیخ کی محبت کو دُنیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ جان کر حق سبحانہ و تعالیٰ سے اس پر



ثابت قدم رہنے کی دُعا مانگتے رہا کریں اور احکامِ شرعیہ کے بجا لانے کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطنی جمعیت کا حاصل ہونا اسی دوستی کا ثمرہ ہے اگر تمام جہان کی جتنی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں گرا دیں لیکن اس محبت کو قائم رکھیں تو کچھ غم نہ کرنا چاہیے بلکہ اُمیدوار رہنا چاہیے۔ (دفتر اوّل مکتوب ۲۲۵)

"اگر دو امور میں پختہ ہو جاؤ تو پھر کوئی غم نہیں ایک تو صاحب شریعت غرا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت اور دوسری شیخ طریقت سے محبت و اعتقاد آگاہ رہیں اور التجا و تضرع کریں کہ ان دولتوں میں فتور نہ آنے پائے پھر جو کچھ بھی ہو آسان ہے اور اس کی تلافی ممکن ہے"۔ (دفتر سوم مکتوب ۱۳)

محبت شیخ کے لیے صحبتِ شیخ ضروری ہے' جس قدر صحبتِ شیخ زیادہ ہوگی اسی قدر محبت شیخ زیادہ ہوگی۔

✤ حضرت خواجہ خواجگان بہاؤ الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:

"ہمارا طریقہ شیخ طریقت کی صحبت پر ہے اور اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صحبت خیر البشر ﷺ کی وجہ سے ہی اولیائے امت سے افضل ہیں کہ کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگرچہ وہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہی کیوں نہ ہو"۔ (دفتر سوم مکتوب-۶۹)

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اگر صحبت اہلِ باطن میں مشغول ہو تو ظاہر میں غیر اللہ سے بھی پرہیز کرو"

"حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے "تعالوا تجلس فنؤمن ساعة" (آؤ! ہم مل کر بیٹھیں اور چند لمحے ایمان حقیقی سے مشرف ہو جائیں) یہ ماسوئ کی نفی ہے اللہ کے دوستوں کی صحبت کے بے شمار فائدے ہیں"۔ (رسالہ اُنسیہ از حضرت مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ ۱۰۲)

**۶-جذبۂ طلب مقدم ہے:**

"اس طریقے میں جذبۂ طلب' سلوک پر مقدم ہے لیکن اس میں سیر کی ابتداء عالم امر سے ہوتی ہے عالم خلق کی سیر ضمناً عالم امر کی سیر کے دوران ہی طے ہو جاتی ہے۔ اس کے برخلاف' دوسرے سلسلوں میں سیر کی ابتداء عالم خلق سے ہوتی

Scanned with CamScanner

ہے''۔

''بعض سالک' عالم امر میں مقامِ جذب پر فائز ہونے کی استعداد نہیں رکھتے۔ نقشبندی مشائخ اپنے تصرف سے سالک میں یہ استعداد اجاگر کر دیتے ہیں''۔ (دفتر اوّل مکتوب ١٤٥)

## ٧-عزلت نشینی سے پرہیز:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جواز عزلت نشینی کو مستحسن نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مشائخ کی رفاقت کی برکتوں کا قائل ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''عزلت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت وصحبت سے پرہیز کیا جائے نہ کہ ہم خیال دوستوں سے''

✤ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ؎

عزلت از اغیار باید نے زیار

(یعنی عزلت غیروں سے چاہیے کہ نہ دوست سے)

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''صحبت باہم رازاں سنت مؤکدہ ایں طریقہ علیہ الست''

(ہمرازوں کی رفاقت اختیار کرنا اس طریقہ عالیہ میں سنت مؤکدہ کے برابر ہے''۔ (مکتوبات شریف دفتر اوّل مکتوب ٦٦٥)

## ٨-کمالات مشائخ نقشبندیہ:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اولیاء اللہ کے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے پس ''صحو'' (ہوش مندی-بیداری) کی نسبت ان میں غالب ہوگی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے۔ ناچار ان کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبت سے بڑھ کر ہوگی۔ دوسروں کو ان کے کمالات کا کیا پتہ اور ان کے معاملات کی کیا خبر۔ میں نہیں کہتا کہ تمام مشائخ نقشبندیہ اس معاملہ میں برابر ہیں' ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ اگر ہزاروں میں سے ایک بھی اس



صفتِ کامل جائے تو غنیمت ہے''۔

✤ حضرت مہدی موعود علیہ السلام جو ولایت کی اکملیت کیلئے مقرر ہیں ان کو یہ نسبت حاصل ہوگی اور اس سلسلہ عالیہ کی تتمیم وتکمیل فرمائیں گے۔ کیونکہ تمام ولایتوں کی نسبت اس نسبت علیہ سے نیچے ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی سب ولایتوں کو مرتبہ نبوت کے کمالات سے بہت کم حصہ حاصل ہے اور یہ ولایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہونے کے باعث ان کمالات سے وافر حصہ رکھتی ہے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔ ؎

''بہ بیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا''

(مکتوبات شریف-دفتر اوّل-مکتوب نمبر ٢٥١)

✤ اسی طرح وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کے لیے مثل برق کے ہے ان بزرگانِ نقشبندیہ کے لیے دائمی ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ شیخ محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''تجلی ذاتی نزد اکثر مشائخ برقی است ونزد اکابر نقشبندیہ دائمی''

''فَيَكُونُ كَمَالُ هٰؤُلَاءِ الْأَكَابِرِ فَوْقَ جَمِيعِ الْكَمَالَاتِ وَنِسْبَتُهُمْ فَوْقَ جَمِيعِ النِّسَبِ''

ترجمہ: ''یعنی اکابر نقشبندیہ کے نزدیک تجلی ذاتی دائمی ہے اور دوسرے مشائخ کے نزدیک برقی ہے پس بدیں وجہ ان اکابر کا کمال تمام کمالات کے اوپر اور ان کی نسبت دوسری تمام نسبتوں پر فائق ہے''۔

حضرت مجددیہ علیہ الرحمۃ اسی مکتوب میں فرماتے ہیں:

''اکابر نقشبندیہ کے طریقے میں ابتداء ہی میں وہ درجہ ولایت حاصل ہوتا ہے جو دوسروں کو انتہائے کار میں ملتا ہے اور اس امر میں ان کا قدم صحابۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہے اور وہ مرشدِ حقیقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے ابتداء میں ہی مرتبہ ولایت حاصل کر لیتے تھے۔ اس لیے بزرگانِ نقشبندیہ کی ولایت تمام اولیاء کی ولایت پر فائق وعالی ہے''۔

## ٩-خلافِ شرع احوال ومواجید کی نفی:

''حضراتِ نقشبندیہ احوال ومواجید کو احکام شرعیہ کے تابع رکھتے ہیں اور اذواق

Scanned with CamScanner

ومعارف کو علوم شریعت کے تابع سمجھ کر جواہر نفیسہ شریعہ کے عوض میں وجد و حال کے متاع بے مایہ کو نہیں لیتے اور صوفیاء کے ترہات پر مغرور نہیں ہوتے۔ اسی واسطے ان کا وقت و حال، دوام اور استمرار پر ہے۔ نقشِ ماسوا ان کے دل سے اس طرح محو ہو جاتا ہے کہ اس کے حاضر کرنے میں اگر ہزار بار کوششیں کی جائیں تو حاضر نہ ہو سکے''۔

نقشبندی مشائخ، پیر خرقہ، پیر کلاہ و شجرہ نہیں ہوتے۔ وہ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہوتے ہیں۔ اس لیے شریعت کے مرشد اور طریقت و سلوک کے رہنما ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے سلسلوں میں ایسا نہیں ہے ان کے حلقے میں تعلیم و تسلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

''یہ خلاف شرع احوال و مواجید تسلیم نہیں کرتے۔ صوفیائے خام کی بے ہودہ باتوں کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے۔ اسی طرح خلاف شرع ریاضتوں کو بھی مردود قرار دیتے ہیں اور انہیں استدراجات سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دیتے۔ کیونکہ خلاف شرع صوفیوں کے احوال و مواجید اور ہندو جوگیوں، یونانی حکماء اور غیر مسلم صاحب ریاضت کے کرتبوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جس طرح جوگی اور دوسرے غیر مسلم ریاضت و مشقت سے اپنی قوت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ بالکل یہی حال سنتِ نبوی ﷺ کو نظر انداز کرنیوالے صوفیائے خام کا ہے۔ یہ سب نفس کے بندے ہیں۔ لیکن طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ سب سے زیادہ مخالفت نفس پر زور دیتے ہیں''۔ (مکتوبات شریف- دفتر اول مکتوب ۲۸۶)

## ۱۰- کمالات نبوت کی شاہراہ:

''یہ طریقہ (جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتا ہے اور ان کو کمالاتِ نبوت سے وافر حصہ حاصل تھا اور اسی سبب سے اس طریقے (نقشبندیہ) سے کمالات نبوت کا راستہ کھلا ہوا ہے''۔

✤ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''اس طریق میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں کے ہزار قدم کے برابر ہے۔ وہ راستہ جو بطریق تبعیت و وراثت کمالاتِ نبوت کی طرف کھلتا ہے۔ اس طریق عالی سے مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں کی نہایت کمالاتِ ولایت کی نہایت تک ہے



وہاں سے کمالاتِ نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلا نہیں ہے''۔ (مکتوبات شریف)

## ۱۱- شیخِ طریقت سے رابطہ:

''رابطہ شیخ کے معنی ہیں 'تصور شیخ''، یعنی ہر وقت، ہر جگہ قلب میں تصور شیخ کے ذریعے شیخ طریقت سے رابطہ قائم رہے۔ کیونکہ بعض اوقات شیخ طریقت کی بدنی صحبت میسر نہیں ہوتی تو تصور شیخ سے ہی رابطہ قائم رکھا جاتا ہے اور صحبت بدنی میں بھی جب تک تصور شیخ شامل نہ ہو صحبتِ بدنی بھی زیادہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ طریقہ نقشبندیہ کا مدار کار تین اُمور پر ہے، رابطہ، ذکر، مراقبہ اور رابطہ جس کو تصور شیخ بھی کہتے ہیں۔ شرکِ خفی ہے''۔

قارئین کرام! خواجگانِ نقشبند نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مبارک طریقہ کو مشعل راہ بنایا ہے۔ اور ان کے نزدیک کسی امرِ مستحب کا چھوڑنا ایک بڑی فروگزاشت ہو وہ شرک میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟[1] جب کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا ارشاد ہے کہ:

''طریقہ نقشبندیہ اتباعِ سنت اور اجتناب از بدعت کی وجہ سے تمام طُرق میں ممتاز ہے''۔

رابطہ شرک نہیں ہے۔ رابطہ شیخ ہی وہ کیمیا اثر نسخہ ہے جس سے ''فنا فی الشیخ'' اور ''فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے زینہ سے ہوتے ہوئے ''فنا فی اللہ'' کے ارفع و اعلیٰ مقام تک رسائی ہوتی ہے اور اس سے قرب الی اللہ کی منازل بہ سہولت طے ہوتی ہیں۔

✤ قطب زماں حضرت حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مرید کا رابطہ اپنے شیخ کے ساتھ جس قدر قوی ہوگا اسی قدر اس پر فیوض و برکات کا فیضان ہوگا اور معرفت زیادہ ہوگی۔ ذکر و عبادت میں سستی نہ آئے گی۔ فنا فی الشیخ ہونا ہی عین 'فنا فی الرسول'' اور 'فنا فی اللہ'' ہے مگر یہ نعمت کسی قسمت والے کو ملتی ہے۔ جو معرفت اور ترقی رابطہ سے ہوتی ہے وہ کسی اور شے سے نہیں ہوتی۔ رابطہ شرک نہیں۔ رابطہ مرید کے لیے زینہ ہے، جس کے ذریعے وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ پس شیخ کے ساتھ رابطہ پیدا کرنا چاہیے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے''۔

---

۱؎ تفصیل کے لیے ''حضرت مجدد اور ان کے ناقدین'' ص ۵۷ تا ۶۰ کا مطالعہ فرمائیں۔ (کیفی)

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پسر
نورِ وحدت جس سے آتا ہے نظر

✤ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ''
ترجمہ: ''جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہے''
اور یہ اصولی بات ہے کہ جس سے محبت ہوگی اسی کا خیال ہر وقت دِل میں جاگزیں رہے گا۔ اسی کے ساتھ اس کا حشر ونشر ہوگا۔ یہی تصورِ شیخ ہے اور یہی ''رابطہ''۔

✤ اس کی تصدیق قرآنِ حکیم میں بھی ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
''یایها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقین'' (سورہ توبہ-آیت ۱۲۰)
ترجمہ: ''اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ''۔
اس آیت مبارکہ سے صادقین کی معیت (ساتھ-رفاقت) مطلوب ہے۔ اُن کے حضور میں معیت ظاہری ہے اور غیبوبت ان کا خیال معیتِ باطنی اور معنوی ہے۔ جس کو حضرات خواجگان ''رابطہ'' کہتے ہیں۔
کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بہ چہ تسکیں بدہم دیدۂ و دِل را کہ مدام
دِل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد

✤ ابن ماجہ اور طبرانی نے نیک بندوں کی یہ نشانی روایت کی ہے:
''اذا رُءُوا ذکر الله''
ترجمہ: وہ جب دیکھے جائیں تو اللہ یاد آئے۔

✤ اور حضرت علامہ بغوی علیہ الرحمۃ کی روایت حدیث قدسی کی ہے۔
''اولیائی من عبادی الذین یذکرون بذکری واذکر بذکرهم''
''میرے بندوں میں سے میرے اولیاء وہ ہیں کہ میری یاد کے وقت اُن کی یاد اور اُن کی یاد کے وقت میری یاد آتی ہو''۔ یعنی وہ مبارک ہستی جس کی فنا اور بقا اللہ ہی سے ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا ذریعہ ہیں۔ جس کو ایسا ذریعہ ملے وہ خوش نصیب ہے''۔

✤ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دامت برکاتہم (فاضلِ ازہر) فرماتے ہیں:
''اور رابطہ تو حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول رہا ہے کہ وہ سال ہا



سال بعد بھی سردارِ دو عالم ﷺ کا مبارک ذکر شریف کرتے وقت کس ذوق وشوق اور محبت سے کہا کرتے تھے:
''کانی انظر الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم''
گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔
جس وقت وہ یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے وہ اس مبارک خیال کو دیکھا کرتے تھے جو ان کے نہاں خانۂ دِل میں محفوظ تھا۔ یہی وہ ''رابطہ'' ہے جو موصل الی اللہ ہے اور حضراتِ نقشبندیہ اس پر عامل ہیں''۔
(حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین ص ۵۹ مطبوعہ دہلی ۱۳۹۷ ہجری/ ۱۹۷۷ء)

تصور ہے وہ نسخہ کیمیاء    کہ جس نے مس دِل کو کندن کیا
تصور میں ہے بوئے سوز و گداز    ہے مہر و محبت ہی راہِ نیاز
تصور ہے معمولِ مردانِ دیں    جو سمجھے تھے کُونُوا مَعَ الصَّادِقِین
تصور ہے شمع فروزانِ راہ    زہے قولِ عاشق کَانّی اَرَاہُ
تصور نے ان کے کیا یہ اثر    کھلا ''لِی مع الله'' کا وہ بستہ در
تصور ہے بے شک وہ راہِ وصول    پہنچتی ہے جو بارگاہِ رسول ﷺ
ہوا جو گرفتارِ عشق نبی ﷺ    وہ دوزخ سے یکسر ہوا ہے بری
جو نارِ محبت کا ہو سوختہ    نہ ہو گا وہ دوزخ کا اندوختہ
قتیلِ وفا پر رحمت مدام    بہشت بریں ہو گا اس کا مقام
نہ اس میں خفا ہے نہ تنکیر ہے    ''مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' کی یہ تفسیر ہے

✤ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
ترجمہ: ''اور رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو اور یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو اور پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوائے اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آئے اور دونوں آنکھیں بند کر لیں یا ان کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ ٹکٹکی لگائے اور پھر جب کسی چیز کا فیض آئے تو اس کے پیچھے پڑ جائے اور دِل کی جمعیت سے کہے اور چاہیے کہ اس کی حفاظت کرے۔

"جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا ہے۔ بطریقِ محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی"۔ (قول الجمیل بحوالہ جواہرِ نقشبندیہ)

✤ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس رابطہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"اور حق تو یہ ہے کہ سب راہوں سے زیادہ قریب تر راہ یہ ہے کہ گاہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو مرید کی مزید محبت کی وجہ سے مرشد تصرف کرتا ہے۔ مشائخِ طریقت نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر تم سے یہ نہ ہو سکے تو اُن کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں"۔

✤ بمصداق حدیث شریف "ھم الذین اذا رأوا ذکر اللہ" (ابن ماجہ-طبرانی)

ترجمہ: "اولیاء اللہ وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد آجائے"۔

اور جن کی صحبت فوائدِ صحبت سے پر ہو کہ حدیث شریف "ھم قوم جلساء اللہ"

"اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں"

اور حدیث "قوم لا یشقی جلیسھم"

ترجمہ "اولیاء اللہ ایسی قوم ہیں جن کا جلیس (ہم صحبت) بدبخت نہیں ہوتا"

(شرح قول الجمیل بحوالہ جواہرِ نقشبندیہ)

✤ یہ حضرات اس آیتِ کریمہ کے مصداق ہیں:

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ۝ (سورۃ نور-آیت ۳۷)

ترجمہ: "یعنی وہ مرد کہ غافل نہیں کرتی ان کو سوداگری اور نہ خرید فروخت اللہ کے ذکر سے"۔

المختصر یہ کہ رابطہ کی سنیت اور اولویت روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔

## ۱۲- طریقہ نقشبندیہ عطیہ خداوندی:

حضرت خواجہ خواجگان سیّد بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے "امام الطریقہ" ہیں۔ آپ کے مرشد کامل نے جب آپ کو اجازت خلافتِ طریقہ عنایت فرمائی تو آپ نے دیکھا کہ بہت سے طالبانِ حق نے سالہا سال سے سونا ترک کر رکھا ہے اور کسی نے دن کو روزہ رکھنا اور کسی نے رات کو



جاگنا اپنا معمول بنالیا ہے۔ کسی نے دو مرتبہ قرآن مجید کو ختم کرنا مقرر کر رکھا ہے۔ اور کسی نے پانچ سو نوافل کی ادائیگی اپنے ذمہ لازم ٹھہرالی ہے۔ کسی نے اسی برس تک آسمان کی طرف نگاہ نہیں کی۔ کسی نے پاؤں پھیلانا ممنوع قرار دے لیا ہے اور کوئی بوجہ ضعفِ پیرانہ سالی یا بیماری کی وجہ سے حضراتِ صوفیاء کرام کے افکار ادا کرنے میں مجبور و معذور ہے اور اس کا وقت غفلت میں گزر رہا ہے اور اللہ کے اس ارشاد: "فاذکروا اللہ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَعَلٰی جُنُوْبِکُمْ"۔

(النساء-آیت ۱۰۳)

"اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (یعنی ہر حال میں اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرو) کی تعمیل سے قاصر ہیں تو "کُلُّ اَمْرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا" (ہر کام اپنے اوقات کیساتھ رہن رکھا گیا ہے) نے ظہور پکڑا اور نوشتہ روزِ ازل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک میں جوش پیدا کیا تو سر بسجدہ ہو کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگے"۔

"الٰہی اُمت کے قویٰ ضعیف ہوگئے ہیں۔ اب ان میں سختی برداشت کرنے کی قوت و ہمت نہیں رہی ہے۔ نبوت کا خیر و برکت والا زمانہ اِن سے دُور تر ہوتا جا رہا ہے لہٰذا تو اپنے فضل و کرم سے مجھ کو ایسا طریق عنایت فرما جو کہ آسان ہو اور تجھ تک جلد پہنچنے والا ہو"۔

پندرہ روز تک بحالتِ سجدہ آپ اسی طرح گریہ وزاری کرتے رہے صرف نماز باجماعت اور حوائج ضروریہ کے لیے حجرہ سے باہر تشریف لاتے۔ پندرہویں روز دریائے رحمتِ الٰہی موجزن ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ:

"اے بہاؤالدین! ہم تجھ کو وہ طریق عنایت فرماتے ہیں کہ جو ہمارے حبیب مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھا" (یعنی وقوف قلبی اور اتباع سنت نبوی ﷺ)

"حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عنایت ایزدی پر شکر ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا اور پھر اس طریق جدید (نقشبندیہ) کو رواج دیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس طریقہ نے ایسی ترقی کی کہ آج کروڑوں انسان اس سلسلۂ مبارک سے وابستہ ہیں اور یہ سلسلہ آفتاب کی روشنی کی طرح قبولیت

Scanned with CamScanner

حاصل کر کے روئے زمین پر پھیل گیا۔ ممالکِ روم، شام، کردستان، عرب، بخارا، ترکستان، کابل، چین، برصغیر پاک و ہند سب جگہ خلفاء اور طلبۂ نقشبندیہ موجود ہیں''۔

✤ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے لوگ دریافت کرتے تھے کہ آپ کے اس سلسلہ جدیدہ میں کیا فائدہ ہے! اس پر آپ ارشاد فرماتے کہ سب طریق مبارک اور ''نورٌ علیٰ نور'' ہیں اور سب خدا تعالیٰ تک پہنچتے ہیں لیکن جو طریقہ خدا تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں آسانی بہت ہے اور اس سے بہت جلد اللہ تعالیٰ تک رسائی ہو جاتی ہے۔

ذکرِ قلبی میں چونکہ جذب ربانی ہے اور ذکرِ زبانی میں سلوک، بدیں وجہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''ہم مطلوبوں سے میں سے ہیں، ہم فضل والوں میں سے ہیں''۔

✤ طلبہ حق میں سے ایک مراد ہوتے ہیں اور ایک مرید۔ مراد وہ لوگ ہیں جن کو خدا خود اپنی طرف کھینچے اور مرید کہ لوگ جو خود سعی کر کے خدا کی طرف چلیں۔ غرض جس قدر عبادات زبانی و جسمانی اور مالی ہیں یہ سب سلوک میں داخل ہیں اور ذکرِ قلبی اور فکرِ قلبی میں جذب ربانی ہے لہٰذا جذب اور سلوک میں بہت بڑا فرق یہ ہے کہ ایک کو خود خدا اپنی طرف کھینچے اور ایک اپنی کوشش سے خدا کی طرف جائے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص پیدل سفر کرے اور ایک شخص کو ریل یا ہوائی جہاز یا موٹر یا کوئی اور سواری میسر آ جائے۔ جس طرح اس میں آسانی اور جلدی ہے بالکل اسی طرح ذکر و فکر قلبی میں آسانی ہے۔

✤ دوسرے طریقوں میں ذکرِ قلبی آخر میں بتلایا جاتا ہے جب کہ طریقہ نقشبندیہ میں اول۔ دوسرے طریقوں میں اخذ فیض اور ذکر، اکثر اسماء صفاتِ الٰہی سے طالب کو مستفیض کر کے ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن طریقہ نقشبندیہ میں اکثر ذکر اسم ذات اور ہمت طالب کی ذات بحت کی طرف مخاطب کرتے ہیں۔ اسی لیے امامِ طریقہ حضرت خواجہ نقشبندیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اوّل ما آخر ہر منتہی      آخر ما حبیب تمنا تہی

''ہماری ابتداء اوروں کی انتہا ہے اور ہماری انتہا دامنِ آرزو خالی کر دیتی ہے''۔

(ماخوذ از تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)



## ۱۳۔ طریقہ نقشبندیہ ایک ''حرکی'' تحریک:

''مؤرخ سرحد جناب پروفیسر محمد شفیع صابر ایم۔اے لکھتے ہیں: ''علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر، روشن خیال، روشن دماغ، جدید و قدیم علوم پر حاوی، درد مند اور مخلص مسلمان اس دور میں کون ہوگا، وہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے احیائے اسلام کے کارناموں کے پیشِ نظر انہیں ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان قرار دیتے ہیں''۔ آپ نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دلی عقیدت مند تھے اور ان کے مرقد مبارک پر حاضری کو اپنی عین سعادت سمجھتے تھے بلکہ ''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' کو دوسرے سلسلوں پر اس لیے بھی فوقیت دیتے تھے کہ ان کے نزدیک سلسلہ نقشبندیہ ''حرکی'' DYNAMIC تحریک ہے جب کہ دوسرے سلاسل ''سکونی'' STATIC نظریات کے حامل ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسی ''حرکت'' کا نقطہ کمال تھے۔ انہوں نے اپنے دور کے مسلمانوں کے ذہنی جمود کو توڑا اور اپنے زورِ عمل سے انہیں دو قومی نظریے کے حق میں اور اکبر کے ملحدانہ خیالات کے خلاف صف آرا کر دیا''۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اسلامی خدمات اور روحانی کمالات کے قائل تھے بلکہ ان کے علمی کمالات کے دلی معترف بھی تھے۔ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کو ایک مکتوب میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

''میں نے گزشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بڑی مقبول ہوئی''۔

✤ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایسے مقام رفیع پر فائز ہیں کہ مفکرین مغرب کو بھی صحیح راہ پر لا سکتے ہیں۔ حضرت مجدد کی رفعتِ علمی کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''جہاں تک شیخ موصوف کی عبارت کا تعلق ہے، مجھے ڈر ہے کہ میں نفسیاتِ حاضرہ کی زبان میں اس کے حقیقی معنی شاید ہی بیان کر سکوں کیونکہ اس قسم کی زبان ہی موجود نہیں''۔

Scanned with CamScanner

✤ اسی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی امامِ ربانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کو عرفان وسلوک کا مجتہد اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اُنہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بے باکی اور تنقید و تحقیق سے کیا' اس سے سلوک وعرفان کا ایک نیا طریقہ وضع ہوا......اُن سے پہلے جتنے بھی سلسلہ ہائے تصوف رائج تھے وہ یا تو وسط ایشیا یا سرزمین عرب سے آئے تھے مگر یہ صرف اُنہی کا طریقہ ہے جس نے ہندوستان کی حدود سے نکل کر باہر کا رُخ کیا اور جواب بھی پنجاب صوبہ سرحد' سندھ' افغانستان' ہندوستان اور ایشیائی روس میں ایک زندہ قوت میں موجود ہیں۔ (مقدمہ تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)

✤ یہ طریق (نقشبندیہ) یقیناً موصل الی اللہ ہے۔ عدمِ وصول کا احتمال یہاں نہیں پایا جا سکتا۔ کیونکہ اس راہ کا پہلا قدم جذبہ ہے جو وصول کی دہلیز ہے۔ سالک کے وصول کا مانع یا تو جذب محض ہے جس میں سلوک نہ ہو۔ یا سلوکِ محض بغیر جذبہ کے یہاں دونوں مانع نہیں پائے جاتے۔ کیونکہ اس طریقہ میں نہ سلوکِ خالص ہے نہ جذبِ محض۔ بلکہ جذبہ ہے متضمن سلوک۔ لہٰذا اس طریقہ عالیہ میں وصول کا سدراہ سوائے طالب کی سستی کے اور کوئی چیز نہیں۔ طالبِ صادق کہ پیر کامل کی صحبت میں رہے اور شرائط طلب کو جو اکابر سلسلہ نے قرار دی ہیں۔ بجالائے تو اُمید ہے کہ البتہ واصل ہوگا۔

✤ اگر پر پیر ناقص سے کسی کا پالا پڑ جائے تو چونکہ وہ خود واصل نہیں دوسروں کو کیسے واصل بنا سکتا ہے اس صورت میں طریقہ کا کیا قصور ہے۔

✤ حضرت اِمام ربانی مجددؒ الف ثانی قدس سرہ اپنا طریق یوں بیانِ فرماتے ہیں:

''یہ ہے بیان اس طریق کا بدایت سے نہایت تک۔ جس کے ساتھ حق سبحانہ نے اس فقیر کو ممتاز فرمایا ہے۔ اس طریقؒ کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے۔ جو متضمن اندراجِ نہایت در بدایت ہے اس بنیاد پر عمارتیں اور محل بنائے گئے ہیں۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا' بخارا و سمرقند سے بیج زمین ہند میں جس کا مایہ خاکِ طیبہ و بطحا سے بویا گیا ہے اور اس کو سالوں آبِ فضل سے سیراب رکھا گیا اور تربیت احسان سے پرورس کیا گیا۔ جب وہ کھیتی کمال کو پہنچی تو یہ علوم و معارف پھل لائی'' (مکتوباتِ شریف دفتر اوّل۔ مکتوب ۲۶۰)



یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

✤ الغرض طریقہ عالیہ نقشبندیہ بے شمار خصوصیات وفضائل کا حامل ہے جس کی طرف سیّدی مرشدی اوحد زمان ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ خواجگان حضرت الحاج صوفی عبدالمجید دعوت دے رہے تھے اور اب شیخ طریقت واقفِ اسرارِ شریعت' مخزنِ علم وحکمت منبع رشد وہدایت حضرت قاری صوفی عزیز الرحمٰن دامت برکاتہم اس سلسلے کی شایانِ شان خدمت کر رہے ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس کی خدمت واشاعت میں کوشاں ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

(یہ سعادت بزورِ بازو حاصل نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کی بخشش ومہربانی نہ ہو۔)

Scanned with CamScanner

# اصطلاحاتِ نقشبندیہ

حضراتِ مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم نے اپنے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد گیارہ کلمات طیبات پر رکھی ہے۔ ان میں سے پہلے آٹھ کلمات قدسیہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ سے اور آخری اصطلاحات جو تین ہیں وہ شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ سے مروی ہیں۔ یہ اصطلاحات اشغال واعمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ آٹھ کلمات یہ ہیں:

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱-ہوش دردم | ۲-نظر برقدم | ۳-سفر در وطن | ۴-خلوت درانجمن |
| ۵-یادکرد | ۶-بازگشت | ۷-نگہداشت | ۸-یادداشت |

## ۱-ہوش دردم

''اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور و آگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے۔ یہ اصل میں ''پاس انفاس'' ہے۔ یعنی ہر سانس میں خدا سے غافل نہ رہے اور ہر دم ہوش میں رہے تاکہ جو سانس نکلے یادِ الٰہی میں نکلے اور سانس کی اس قدر محافظت کرے کہ کوئی سانس غفلت اور معصیت میں نہ گزرے۔ اگر غفلت یا معصیت ہو جائے تو استغفار کرے اور سانس کو غفلت سے اس قدر اور اتنا زیادہ بچائے کہ 'حضورِ دائمی' کو پہنچ جائے اور قریب قریب یہی معنیٰ ''وقوفِ زمانی'' کے بھی ہیں''۔

✤ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے: ''ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا اور آخرت کے واسطے عمل کیا''۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں:

''کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو۔ یعنی سانس کے خروج و دخول میں اور دخول و



خروج کے درمیان محافظت چاہئے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے''۔

''ہوش دردم'' مبتدی کے واسطے موزوں ہے۔ اور اس شغل سے تفرقہ انفسی دفع ہوتا ہے۔ ہوش دردم اور وقوفِ زمانی قریب قریب ایک ہی مطلب رکھتے ہیں۔ وقوف زمانی کی تشریح آگے بھی اسی عنوان سے کر دی گئی ہے۔ وقوفِ زمانی کو صوفیاء کرام ''محاسبہ'' بھی کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے بندو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کے لیے اسلام لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔ (یعنی اپنا محاسبہ کرو اُس دن کے لیے جب تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی)

## ۲-نظر برقدم:

''اپنی نگاہ کو اپنے پاؤں کی طرف رکھنا۔ یہ بڑا بامعنی کلمہ ہے اور یہ بہت سی خوبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ سب سے افضل واعلیٰ یہ بات ہے کہ نگاہ نیچی رکھنا سنتِ رسول مقبول ﷺ ہے۔ سالک کو چاہیے کہ وہ اپنی نظر کو اپنے پاؤں کی طرف رکھے اور راہ چلتے ہوئے ادھر اُدھر نہ دیکھے تاکہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے۔ کیونکہ نامحرم عورت پر نظر پڑنا ایک زہر آلود تیر کی طرح ہے جس سے ہلاکت یقینی ہے۔ اس ہلاکت سے مراد ایمان کا نقصان رُسوائی اور تباہی دارین ہے''۔

✤ نظر کی پراگندگی اور رنگارنگ اشیاء دیکھنے سے خیال منتشر ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی طرف سالک کی یکسوئی نہیں رہتی۔ اس لیے یہ عمل ''نظر برقدم'' تفرقہ بیرونی کے ازالہ لیے ہے۔ جیسا کہ ''ہوش دردم'' تفرقہ اندرونی کے دفعیہ کے لیے ہے۔

✤ سالک اپنے برائی اور نیکی کے قدم کو دیکھے کہ کس طرف جھکاؤ زیادہ ہے اگر برائی میں قدم دیکھے تو پیچھے ہٹائے اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے۔

نظر برقدم پر عمل کرنے سے سنت رسول ﷺ پر عمل ہوتا اور خدا تک رَسائی آسان ہو جاتی ہے۔

وقت رفتن بر قدم باید نظر — ہست سنت حضرت خیر البشرؐ
اندریں حکمت بیش است و بے شمار — دیدہ خواہد طالبِ حق آ شکار

Scanned with CamScanner

اتباعِ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میر ساند حق جل و علاء

چلتے وقت نظر پاؤں پر ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

اس میں بہت سے حکمتیں ہیں کہ جو طالبِ خدا (سالک) پر آشکارا ہوتی ہیں نبی کریم ﷺ کی پیروی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے۔

"رشحات" میں ہے کہ شاید نظر برقدم "سرعت سیر" کی طرف اشارہ ہے یعنی مسافت ہستی کے قطع کرنے اور عقبات خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے۔ بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نظر کو نیچی رکھنا بہ نسبتِ مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ مختلف اولیاء مختلف انبیاء کے قدوم پر ہوتے ہیں۔

## ۳۔سفر دَر وطن

"سفر در وطن سے مراد ہے اپنے باطن میں سفر کرنا۔ یعنی صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔ یا یہ کہ آدمی صفاتِ بشریہ کو چھوڑ کر صفات ملکیہ کو حاصل کرے۔ یعنی طلبِ جاہ و مال عجب، حسد، بغض، کینہ اور تکبر سے دِل کو پاک وصاف کرے۔ کیونکہ جب تک یہ خصائل رذائل دِل میں بھرے ہوں گے تو نورِ خدا کس طرح آسکتا ہے"۔

حضرت بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

صد تمنا در دِل داری فضول     کے کند نورِ خدا دَر دلِ نزول

(تو سینکڑوں فضول آرزوئیں دل میں لیے پھرتا ہے۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ خدا کا نور تیرے دِل میں کب نزول کرے گا)

✤ اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں     ایں خیال است ومحال است وجنوں

(تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور اس حقیر دُنیا کو بھی، یہ تو محض خیال، جنوں اور محال و ناممکن بات ہے)۔

اِمام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:



"سفر در وطن" سے مراد یہ ہے کہ 'سیر آفاقی' کو چھوڑ کر 'سیر انفسی' کی طرف سفر کرنا"۔

خواجگان نقشبندیہ سفر ظاہراً اتنا ہی کرتے ہیں کہ پیر کامل تک پہنچ جائیں اور دوسری حرکت جائز نہیں رکھتے اور ملازمت شیخ سے دُوری نہیں چاہتے اور ملکہ آگاہی کے حصول کے لیے پوری کوشش کرتے ہیں اور سیر آفاقی کو سیر انفسی کے ضمن میں طے کرتے ہیں۔۔ دوسرے سلاسلِ تصوف سلوک کو "سیر آفاقی" سے شروع کرتے ہیں اور "سیر انفسی" پر ختم کرتے ہیں۔ سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے۔ اور اندراج نہایت در بدایت کے یہی معنی ہیں کہ "سیر انفسی" جو دوسرے سلاسل کی نہایت ہے وہ اکابرینِ نقشبندیہ کی بدایت (ابتداء) ہے۔ وَلِلّٰہِ الحمد

✤ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس نے اللہ کی محبت کا مزا چکھا تو اس نے اس کو طلب دنیا سے باز رکھا"

(شرح قول الجمیل ص ۹۶)

✤ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ حدیث پاک "جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"جس دِل میں خیال غیر خدا ہے وہ دِل بھی رحمتوں کے نزول کا مستحق نہیں ہوتا"۔

حضرت شاہ ہدایت علی جے پوری نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

کینہ و بغض و حسد حقد وریا     خود سری خود بینی و مکر و دغا

ایں خصائل ناقصہ را دُور کن     قلب خود از یادِ حق معمور کن

تاشود قلبِ سینہ نور و ضیاء     تاشود خانۂ دلت خانۂ خدا

(کینہ، بغض، حسد، دشمنی و کمینہ پن اور ریاکاری، خودسری، خود بینی مکر ودغا اور فریب کاری۔

یہ سب بری عادتیں ہیں ان سے دور رہو (چھوڑ دو) اور اپنے دِل کو یادِ خدا سے معمور کرو۔ (آباد کرو)۔

تا کہ تیرا سیاہ دِل روشن ومنور ہوجائے اور تیرا دِل خانہ خدا بن جائے۔

حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صد تمنا وز ولاداری فضول    کے کند نورِ خدا در دِل نزول

سینکڑوں آرزوئیں لغو تو دِل میں تو رکھتا ہے تو پھر کب تک خدا کا نور تیرے دل میں نازل ہوگا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: تو خدا کو بھی چاہتا اور ذلیل دُنیا کو بھی یہ محض خیال اور جنون اور محال بات ہے۔

## ۴۔ خلوت در انجمن

''خلوت در انجمن'' کا مطلب یہ ہے کہ دِل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اور اپنے تمام حالات میں یعنی کھانے پینے' بولنے' پڑھنے' پڑھانے' چلنے پھرنے' بیٹھنے اور سونے وغیرہ میں چاہے حالتِ پاکی میں ہو ناپاکی میں۔ دِل اللہ کے ساتھ اس قدر مشغول ہو کہ توجہ الی اللہ خوب راسخ (پختہ) ہو جائے''۔

✤ خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دل بیار ُدست بکار (دل یار (اللہ) کی طرف اور ہاتھ کام کی طرف)

ارشادِ باری تعالیٰ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

''رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله'' (سورۃ النور آیت ۳۷)

''میرے بندے وہ ہیں کہ جن کو تجارت اور لین دین میرے ذکر سے غافل نہیں کرتے''۔

✤ حضرت خواجہ اولیائے کبیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''خلوت در انجمن یہ ہے کہ سالک اگر بازار میں جائے تو ذکر میں استغراق کے سبب کوئی آواز نہ سنے''

✤ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

''سفر در وطن میں خلوت در انجمن کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے'' خلوت در انجمن سے مراد یہ ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود ہے اور دِل میں سوائے اللہ کے کسی کا خیال نہ رہے''۔ اور یہ بات بے تکلفی کے ساتھ ہو۔ تصنع' بناوٹ اور تکلف نہ ہو۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کا قول ہے کہ:



''ذکر میں جہد واہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت (خلوت در انجمن) حاصل ہو جاتی ہے''۔ اسی لیے مشائخ نقشبندیہ بجائے چلہ کشی کے اِسی خلوت پر قناعت کرتے ہیں۔ کیونکہ حاصل چلہ اس میں داخل ہے۔ اسی لیے وہی مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔

ایک بزرگ کا قول ہے۔

از بروں درمیانِ بازارم    وز دروں خلوتیست با یارم

ترجمہ: ''میرا ظاہر جسم تو بازار میں ہے اور میرا باطن یعنی دِل خدا کے ساتھ ہے''۔

وضع اور لباس میں بھی تصنع بناوٹ اور تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک بزرگ (غالباً حضرت خواجہ میر درد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔

''میں نہ تو عالموں والا لباس پہنتا ہوں نہ درویشوں والا تا کہ لوگ مجھے عالم یا درویش نہ سمجھیں۔ بلکہ عام لوگوں کا لباس پہنتا ہوں تا کہ پہچانا نہ جاؤں''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا کہ عام لوگوں کی طرح رہتے تھے اور کوئی شانِ درویشی کا امتیاز ظاہر نہ کرتے تھے اور بالکل یہی طریقہ حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔

✤ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں تمہاری صورتوں اور لباس و اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہوں''۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ما بروں رانہ نگریم وقال را    ما دروں را بنگریم و حال را

''ہم کسی کی ظاہری حالت کو نہیں دیکھتے بلکہ ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں''

اسی لیے مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اُس چیز کی تکمیل میں زیادہ کوشش اور سعی کرتے ہیں جس کو خدا دیکھتا ہے۔

فقیروں کی شکل بنانے اور اپنے فقر کو دوسروں پر ظاہر کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک تیرا باطن پرہیزگار نہیں ہوتا تجھے فقیر نہیں بننا چاہیے۔

✤ حضرت فرید الدین عطار علیہ الرحمۃ (صاحب تذکرۃ الاولیاء) فرماتے ہیں:

فقر خود را پیش کس پیدا مکن    محنت امروز را فردا مکن

"اپنے فقر کو کسی پر مت ظاہر کرو۔ اور آج کا کام کل پر مت چھوڑو"۔

✤ خواجۂ خواجگان شہنشاہِ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا"۔

✤ حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

از دروں شو آشنا و زبروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

"اپنے اندر یعنی دِل میں خدا کی یاد رکھو اور ظاہر میں بیگانہ رہ یہ عمدہ روشن مثال دُنیا میں بہت کم ہے"۔

✤ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ نے اس طرح فرمایا ہے: طالبانِ حق کے لیے (چنانچہ) اس نصیحت کو دِل لگا کر سنو۔ یہاں مٹی کے کان کام نہیں آئیں گے۔

بندوں کو چاہیے کہ بات چیت کرتے وقت (یہ حال ہو کہ) دِل خدا کے ساتھ ہو اور جسم محل میں۔ (یعنی باطن میں تو وہ اللہ سے مشغول ہو اور ظاہر میں وہ خلق سے آشنا نظر آئے)۔

## ۵- یادکرد

"یادکرد کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ ذکر خواہ زبانی ہو یا قلبی- ذکر اسم ذات کا یا نفی اثبات یعنی کلمہ شریف کا جو کچھ مرشد سے اجازت ہو۔ ذکر اس قدر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہو جائے"۔

✤ شہنشاہ نقشبند خواجۂ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: "ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دِل ہمیشہ حضرت حق (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ حاضر رہے۔ اور یہ محبت اور تعظیم کے ساتھ ہو کیونکہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا دوسرا نام ہے۔

✤ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

باش دائم اے پسر در یادِ حق      گر خبرداری زعدل و دار حق

"اے بیٹے! ہمیشہ یادِ حق (اللہ تعالیٰ کی یاد) میں رہا کرو۔ اگر تجھے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی خبر ہے"۔



المختصر یہ ہے کہ یادکرد سے مراد ہے: "ذکر لسانی و قلبی جس سے غفلت دور ہو اور حق تعالیٰ کی یاد تازہ رہے"۔ ذکر اسم ذات ہو یا نفی اثبات' ذکر ایسی شے ہے جس سے فنا و بقا حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے۔ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو- تاکہ مراد پاؤ) یہ آیت کریمہ مدعائے مذکورہ پر نصِ قاطع ہے۔

## ۶- بازگشت

"بازگشت یعنی رجوع کرنا یا پھرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے۔ ذکر میں یہ شرط نہایت عظیم ہے جسے ہرگز نظرانداز نہ کیا جائے"۔

✤ حضرت خواجہ شہنشاہِ نقشبند علیہ الرحمۃ کی دُعا یہ تھی:

"الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو      محبت و معرفتِ خود بدہ"

"اے اللہ! میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی و رضا' تو اپنی محبت و معرفت عطا فرما"۔

✤ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ہمارے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس دُعا کو بار بار پڑھنا شرطِ عظیم فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ طالب کو چاہیے کہ وہ اس سے غافل نہ رہے۔ اس لیے کہ ہم نے جو پایا اس دعا کی برکت سے پایا"۔

اور حق تو یہ ہے کہ ذکر و فکر کے دوران اگر کچھ عالم غیب سے نظر آ جائے تو سالک اس پر مغرور ہو کر اسے اپنا مطلوب نہ سمجھ لے۔ کیونکہ ذاتِ الٰہی تو کجا صفاتِ الٰہی میں سالک اگر لاکھوں برس بھی گزار دے تو سیر ختم نہ ہو۔ لہٰذا یہ دُعا سب کو ختم کر کے ذاتِ حق سے قریب کرتی ہے۔

✤ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ اسی ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد      آں ہمہ غیر حق است بحقیقت کلمہ لانفی آں باید کرد

"یعنی جو کچھ دیکھا جائے اور سنا جائے اور جانا جائے' وہ سب غیرِ خدا ہے۔ کلمہ طیبہ کے لا سے سب کی نفی کرنی چاہیے"۔

✤ مشائخ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے کہ کلمہ توحید کے تلفظ کے ضمن میں لا مقصود ملاحظہ کرتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ کیونکہ جو معبود ہوتا ہے وہ مقصود ہوتا ہے۔

✤ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے برادر بے نہایت در گہیست     ہر کہ بروئے می رسی بروئے مالیست

''اے بھائی جان! خدا کی بے انتہا درگاہیں ہیں۔ جب تو کسی درگاہ پر پہنچ جائے اس کو نہایت جان کرمت ٹھہر''۔

## ۷۔نگہداشت

''نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ ذاکر قلب کو خطرات اور حدیث نفس سے نگاہ میں رکھے اور ان کو دور کرے یعنی جو خیالات اور وسوسے دل میں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہ آنے دے''۔

✤ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''سالک کو لائق ہے کہ خطرہ کو اس کے ابتدائے ظہور میں روک دے۔ اس لیے کہ جب خطرہ ظاہر ہو جائے گا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ نفس پر اثر کرے گا۔ پھر اس خطرہ کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ یہ نگہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکۂ خلو۔تختۂ ذہن کا خطرات ووساس کے خطور کرنے سے''۔

✤ خطرات کو دور کرنے کے لیے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ مفید ہے۔

✤ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''خطرہ کو دل میں ساعت دو ساعت بھی نہ رکھنا چاہیے۔ بزرگوں کے نزدیک یہ نہایت اہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت عرصۃ تک حاصل رہتی ہے''۔

حضرت عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کوشش تادر دل نیاید فکر غیر     نے رود فکر دل طالب بغیر

''اس بات کی کوشش کر کہ تیرے دل میں خیال غیر خدا نہ آئے اور نہ طالب کے دل کا خیال سوائے خدا کے کسی کی طرف جائے''۔

✤ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''وسوسوں کی روئی کو کان سے باہر نکال تاکہ تیرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔ تاکہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے اور تاکہ تو راز کی باتوں کو جان



سکے۔ (اگر سالک ایک دم میں سو بار کلمہ کہے تو اس درمیان میں ایک بار بھی خیال ادھر اُدھر نہ بھٹکنے پائے۔ بلکہ اسماء وصفات سے گزر کر احدیتِ مجردہ اور وراء الوراء پر ہی نظر رکھے''۔

## ۸۔یادداشت

''یادداشت سے مراد ''دوامِ آگاہی بحق سبحانہ''۔ بعض کے نزدیک یادداشت کا مطلب یہ ہے کہ توجہ صرف ہر حال اور ہر دم بر سبیل ذوق اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔ بعض کے نزدیک یادداشت سے مراد حضور بے غیب ہے''۔

اگر دوامِ آگاہی اس قدر غالب ہو کہ ''کثریت کونیہ'' اس کی مزاحم نہ ہو بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اسے فناء کہتے ہیں۔ اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے ''فنائے فنایا'' ''فناءُ الفناء'' بولتے ہیں اور 'عین الیقین'' بھی کہتے ہیں۔ اہل تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہودِ حق بتوسط حُبِ ذاتی ہو جائے اور اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں۔ یہ دولت بدون فناء تام اور بقاء کامل حاصل نہیں ہوتی۔

✤ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

''حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا بالا استقامت حاصل نہیں ہوتا' مگر بعد ''فنائے تام'' اور بقائے کامل کے''۔

یہاں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ یادکرد' نگہداشت اور یادداشت میں کوئی فرق نہیں ہے تو خیال رہے کہ یادکرد اور نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہوتا ہے لیکن یادداشت میں بلا کوشش خود بخود قلب اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ومخاطب رہتا ہے اور یہ مقامِ ولایت ہے۔

یادداشت حاصل شود بعد از فناء     بلکہ حاصل می شود بعد از بقاء
بعد ازیں غافل نہ باشد یک زماں     خواہ باشد فرح و غم سود وزیاں
در جماعتِ اولیاء داخل شود     نزد جملہ طرق او واصل شود

۱- یادداشت فنائے تام کے بعد حاصل ہوتی ہے بلکہ بقائے کامل کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

۲- اس کے بعد تھوڑی دیر بھی خدا سے غافل نہ رہے خواہ اُسے خوشی ہو یا رنج' فائدہ ہو یا

Scanned with CamScanner

نقصان۔

۳-وہ شخص جو فناء وبقاء سے مشرف ہو چکا وہ ولی ہے اور متفقہ طور پر وہ واصل بحق ہے۔

✤ خلاصہ یہ کہ یادداشت ذاتِ مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعے الفاظ اور تخیلات کے ہو۔ یہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک دِل پر استیلائے شہودِ حق بتوسط حبِ ذاتی ہو جائے اور اسی کو ''مشاہدہ'' کہتے ہیں۔

✤ شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تین اصطلاحات

## ۹-وقوفِ زمانی

''وقوفِ زمانی اور ہوش دردم دونوں تقریباً ہم معنی ہیں۔ وقوفِ زمانی کا ایک مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیے کہ واقف نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی ہر وقت خیال رکھے کہ سانس حضور میں گزرتا ہے یا غفلت میں''۔

''دوسرا مطلب یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے اگر وقت طاعت میں گزرا ہے تو شکر بجالائے۔ اور اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے۔ اسی طرح حالتِ بسط میں شکر اور حالت قبض میں استغفار کرے۔ صوفیاءِ کرام کی اصطلاح میں اسے ''محاسبہ'' کہتے ہیں''۔

✤ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وانیبوا الی ربکم واسلموا له من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون۔ (سورۃ الزمر آیت ۵۴)

''اور اپنے ربّ کی طرف رجوع لاؤ اور اس کے حضور گردن تسلیم رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو'' (ترجمہ کنزالایمان)

✤ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول ''حاسبوا قبل ان تحاسبوا'' (تم محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ محاسبہ کیے جاؤ) میں بھی اسی ''محاسبہ'' کی طرف اشارہ ہے۔

(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)

✤ ''شفاء العلیل'' ترجمہ: قول الجمیل میں بھی حضرت عمر فاروق کا یہی قول نقل کیا گیا ہے اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ اصل سند محاسبے کی یہ آیت مبارکہ ''ولتنظر نفس ما



قَدَّمَتْ لِغَدٍ (سورۃ الحشر) وقوفِ زمانی متوسط کے لیے موزوں ہے۔

## ۱۰-وقوف عددی:

✤ وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر واقف رہنا ہے کہ جب ذکر حق کرے تو طاق عدد کرے یعنی ۳-۵-۷-۹-۱۱- وغیرہ کیونکہ اس میں ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مناسبت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ وتر ویحب الوتر''

''یعنی اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے''

چونکہ اللہ ایک (طاق) ہے اور ایک (طاق) کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا ذکر قلبی میں اس نوعیت کی رعایت عددی تفرقہ کے دور کرنے اور جمعیت خاطر کے پیدا کرنے میں خاص طور پر مؤثر ہے۔ لہٰذا ذکر عددی کے ساتھ ساتھ ذکرِ قلبی بھی ضروری ہے۔ المختصر یہ کہ نفی واثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو ''وقوفِ عددی'' کہتے ہیں۔ اور وقوفِ عددی تو عددِ طاق کی محافظت کا نام ہے۔ یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا۔ مقاصد ذکر کے حصول میں طریق وقوفِ عددی ممد ہے۔ شرائط میں سے نہیں۔

## ۱۱-وقوف قلبی

✤ وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت، ہر آن اور ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے۔ تاکہ سب طرف سے توجہ ٹوٹ کر معبودِ حقیقی کی طرف توجہ ہو جائے۔ اور خطرات وسوسے دِل میں داخل نہ ہوں۔ خصوصاً ذکر کے دوران اس کا پورا پورا خیال رکھے۔ اسی لیے تو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے حبس دم اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم کا نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرمایا ہے۔ اور قرآن مجید کی اس آیہ مبارک کا اشارہ بھی وقوفِ قلبی کی طرف ہے:

''یاایها الذین امنوا اذکروا الله ذکراً کثیراً'' (سورۃ احزاب آیت ۴۱)

''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔ (ترجمہ کنزالایمان)''

✤ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

''وقوفِ قلبی یہ ہے کہ دِل کا نگران واقف رہے اور قطع نظر ذکر کے اس کی طرف توجہ رکھے۔ تاکہ اس میں تفرقہ راہ نہ پائے اور وہ ماسوا کے نقوش سے منقش نہ ہو

Scanned with CamScanner

جائے۔ کہتے ہیں کہ دِل بیکار نہیں رہتا۔ یا ماسوا سے ملا رہتا ہے یا مطلوبِ حقیقی سے جب دِل ماسوا سے ممنوع ہو گیا تو اسے مطلوب کی طرف توجہ سے چارہ نہ ہو گا۔ غرض تم دِل کو دشمن سے باز رکھو۔ دوست کی طلب کی حاجت نہیں، وہ خود جلوہ گر ہو جائے گا"۔

✤ وقوفِ قلبی حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے نزدیک بہت ضروری ہے اور رکن عظیم ہے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا دارومدار اسی پر ہے کیونکہ دورانِ ذکر اس نوعیت کا ارتباط اور اس قسم کی حضور و آگاہی ایک ضروری شرط ہے جس کے بغیر ذکر مؤثر نہیں ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حبس دم اور رعایت عددی کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا۔ بلکہ فوائد میں داخل فرماتے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے:

عَلٰی بَیْضِ قلبكَ كن كَاَنَّكَ طائِر

فمن ذٰلِكَ الاحوال فيك تولّد

ترجمہ: "اپنے دِل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جاؤ اور اسے سہہ پس اس طریقہ سے جس طرح انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تیرے دِل میں نورِ خدا پیدا ہوگا"۔

دراصل وقوفِ قلبی تمام اسباقِ نقشبندیہ کے احوال اور خصوصاً ان کی تکمیل پر ملکۂ حکمرانی کا نام ہے جس طرح وقوفِ زمانی ہوش دردم۔ یاد کردن کی حالت پر نگرانی کا نام ہے، اسی جامعیت کی بنا پر امام الطریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میرے طریق کی بنیاد اتباعِ سنت (ظاہراً) اور وقوفِ قلبی (باطناً) پر ہے۔"



# مرشد (شیخِ طریقت) کی ضرورت

دُنیا کے ہر کام، ہر فن اور پیشہ کی طرح فن روحانیت یعنی "سلوک الی اللہ" طے کرنے اور حق تعالیٰ کا قرب و معرفت حاصل کرنے کے لیے استاد کی ضرورت ہے۔ علم تصوف کی اصطلاح میں ایسے روحانی استاد کو "شیخ" (مرشد) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

## لفظ شیخ کی اصل

✤ لفظ شیخ کی اصل یہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"الشیخ فی قبیلته کالنبی فی امته"

"اپنے قبیلہ میں شیخ اسی طرح ہے جس طرح ایک نبی اپنی اُمت میں ہے"۔

(حدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

✤ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"جاننا چاہیے کہ شیخ بننے اور حق کی طرف خلق کو دعوت دینے کا مقام بہت عالی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا" "الشیخ فی قومه کالنبی فی امته"

ترجمہ: "شیخ اپنی قوم ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت ہے"

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۲۴)

جس طرح خدا تک پہنچنے کے لیے پیغمبر کی ضرورت ہے اسی طرح رسول ﷺ تک پہنچنے کے لیے مرشد (شیخِ طریقت) کی حاجت ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دُنیا کسی وقت بھی اہل اللہ سے خالی نہیں ہوتی۔ آج بھی کچھ بندگانِ خدا ایسے ہیں جن کی ذات اور صفات سے ان مبارک سلسلوں (سلاسلِ تصوف) کی آبرو قائم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Scanned with CamScanner

"یا ایھا الذین امنوا اتقو اللہ و کونوا مع الصادقین" (سورہ توبہ-آیت ۱۱۹)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو"

قارئین محترم! قرآن پاک ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "صادقین" ہر دور میں موجود رہیں گے۔ اسی لیے ان کی رفاقت اور معیت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر وہ بالکل ختم ہو جائیں تو پھر یہ آیتِ قرآنی ساقط العمل ہو جائے گی اور یہ قرآن کی شان کے خلاف ہے۔

✤ صاحب "کتاب اللمع" لکھتے ہیں کہ:

"قرآن مجید کے الفاظ صادقین، مقربین، متوکلین، مخلصین، سارعین الی الخیرات، اولیاء، ابرار اور شاھدین سے صوفیاء (اہل اللہ) ہی مراد ہیں"۔ اور اہل طریقت کی حقانیت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جناب خضر علیہ السلام سے یوں مستدعی ہونا۔

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِی مما علمت رشدًا۔

"آیا میں آپ کی پیروی کروں اس شرط پر کہ آپ اپنے خداداد علم سے مجھے اصلاح وتقویٰ کی تعلیم دیں"۔

کسی دنیاوی غرض پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ یہ واقعہ اس بات پر دال ہے کہ جس طرح علمِ شریعت حاصل کرنا فرض ہے اسی طرح علم حقیقت و معرفت حاصل کرنا بھی فرض ہے اور یہ علم (سلوک و معرفت) کسی شیخ کامل کی صحبت اور اس کی رشد و ہدایت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

## ضرورتِ شیخ طریقت

قرآنِ حکیم میں اللہ جل شانہ نے ضرورتِ شیخ کو یوں بیان فرمایا ہے:

"یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ○ (سورۃ مائدہ-آیت ۳۵)

"اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو وسیلہ اس تک رسائی کے لیے اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔

اس آیتِ مبارکہ سے دو باتوں کا حکم نازل ہوا۔ اوّل: حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا۔ اور دوسرا: اُس تک رسائی کرنے کے لیے وسیلہ تلاش کرنا۔

✤ وسیلہ سے مراد وہ ہادی، مرشد، شیخ یا پیر ہے جس نے راہِ سلوک طے کیا ہوا ہو۔ راستے کے



نشیب و فراز سے واقف ہو اور خدا رسیدہ ہو۔ بعض لوگ لفظ وسیلہ سے مراد "ایمان" لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث ہمارے پاس موجود ہے لہٰذا ان سے بڑھ کر کون وسیلہ ہوگا۔ ان کا یہ فرمان بالکل درست ہے لیکن قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے بھی تو کسی عالم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ عالم یا مولوی وسیلہ ہے قرآن و حدیث کا علم سمجھانے میں۔ جیسا کہ ہم اسی مقالہ کے شروع میں عرض کر چکے ہیں کہ ہر کام کے لیے اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اُستاد وسیلہ ہوگا۔ اس وسیلے کے بغیر کوئی فن نہیں سیکھا جا سکتا۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

"فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" (سورۃ النحل آیت ۴۳)

"اہل ذکر یعنی جاننے والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے"۔

اللہ تعالیٰ نے خود وسیلہ پکڑنے اہل ذکر سے پوچھنے اور صادقین کے پاس بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔

بہر حال وسیلہ عقلاً و نقلاً ضروری ہے اور تمام مفسرین خواہ متقدمین ہوں یا متاخرین کے وسیلہ کا مطلب شیخ طریقت ہے کیونکہ یا ایھا الذین امنوا کا خطاب اُن لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لا چکے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی قدس اللہ اسرارہم جو اہل طریقت میں مقبول ہیں، وسیلہ سے مراد شیخ طریقت لیتے ہیں۔ اس کے سوا نہ تو اللہ جل شانہ تک رسائی اور قرب حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی راستہ کا علم ممکن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کامل مکمل کی ایک التفات سے اس قدر تصفیۂ باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اور تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کے لیے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"اللہ رب العزت کی نعمتوں کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہلسنّت و جماعت کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجا لاتا رہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ و تزکیہ کرے"۔ (مکتوبات شریف دفتر اوّل مکتوب ۷۱)

✤ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"اگر ان دو امور میں پختہ ہو جاؤ تو پھر کوئی غم نہیں، ایک تو صاحب شریعت علیہ

Scanned with CamScanner

وآلہ والصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت اور دوسری شیخ طریقت سے محبت واعتقاد۔
آگاہ رہیں اور التجا وتضرع کریں کہ ان دو دولتوں میں فتور نہ آنے پائے پھر جو
کچھ ہو آسان ہے اور اس کی تلافی ممکن ہے''۔(مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۳)

کاملوں سے ملتا ہے یہ گوہر میاں
کاغذوں میں ہے بھلا ہمت کہاں

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ نے منصب نبوت کی یوں وضاحت فرمائی ہے:

**ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔**(سورۃ جمعہ آیت ۲)

ترجمہ:''اللہ وہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں کے درمیان پیغمبر انہی میں سے جو پڑھتا ہے ان لوگوں کے سامنے اللہ کی آیات اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب وحکمت''۔

کتاب کیساتھ معلم کتاب یعنی سکھانے والے (استاد) کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔نسخہ کے ساتھ طبیب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

✤ حضرت علامہ محمد مقصود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ:

''جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں شیخ کی کیا ضرورت ہے۔ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں نبی یا رسول کی کیا ضرورت تھی۔چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضرورت تھی آج بھی ہمیں وہی ضرورت درپیش ہے۔جس طرح رسول اکرم ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن تھی اب بھی نائب رسول اللہ ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن ہے۔حیرت ہے کہ علمائے ظاہر لوگوں کے درمیان تو اپنی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ایسے شیخ کامل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جو ان سے کئی گنا زیادہ عبادات' مجاہدات و ریاضات کر کے ذات حق کے قرب ومعرفت کا شرف حاصل کر چکے ہیں''۔
(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۵۰)

✤ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۹-۷۶۷ء)۸۰-۱۵۰ ہجری - نے بہ ہمہ علم وتفقہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پہلے



تصوف اور صوفیائے کرام کی مخالفت میں مشغول تھے۔لیکن بعد میں حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہ کر حلاوت ایمان نصیب ہوئی تو جو شخص احکام شریعت ان سے دریافت کرنے آتا تو خود بتادیتے لیکن جب کوئی شخص راہ حقیقت دریافت کرنے آتا تو حضرت شیخ بشر حافی علیہ الرحمۃ کے پاس بھیج دیتے۔یہ دیکھ کر ان کے شاگردوں کو غیرت آئی اور عرض کیا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہو کر ایک صوفی کے حوالے کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ''مجھے اللہ کے احکام کا علم ہے اور ان کو خود اللہ کا علم ہے''۔اس لیے طالبان حق کو ان کے پاس بھیجتا ہوں۔

✤ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

جس کا کوئی امام نہ ہو شیطان اس کا امام ہوتا ہے۔(**من لیس لہ شیخ فشیخہ ابلیس**)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول ان الفاظ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا ہے۔''**من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان**''(رسالہ قشیریہ ص ۳۲۸)[1]

✤ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ:

''وسیلہ سے مراد ارادت وبیعت مرشد کی ہے''۔(القول الجمیل شرح شفاء العلیل)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''کمالات باطنی حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اس لیے پیر کامل کی تلاش بھی ضروریات دین میں سے ہے کیونکہ وصول الی اللہ پیر کامل کے توسط کے بغیر نادرات میں شامل ہے۔(ارشاد الطالبین)

✤ حضرت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمۃ آیت''**یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونو مع الصادقین**''کے تحت فرماتے ہیں:

''صادقین وہ لوگ ہوتے ہیں جو وصول الی اللہ کے طریق کے رہنما ہیں جب سالک ان کی صحبت میں شامل ہوجاتا ہے تو ان کی محبت وتربیت' قوت وولایت سے سیر الی اللہ اور ترک ماسوا کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے''۔(تفسیر روح البیان)

✤ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیے اور اپنے باطنی امراض کا علاج ان سے کرانا

---

۱ بعض صوفیاء نے اسے حدیث بتایا ہے اور بعض نے مشائخ کا قول (کیفی)

Scanned with CamScanner

چاہیے" (مکتوب ۲۳۰ دفتر اوّل)

"وہ لوگ جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں زندگانی گزارتے ہیں وہ بھی ان رذائل سے پاک ہوجاتے ہیں"۔ (دفتر سوم مکتوب ۲۴)

اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

**"هم قوم لا يشقىٰ جليسهم"** (بخاری ومسلم)

"یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں ہوتا ہے"۔ (دفتر اوّل مکتوب ۱۰۹)

پس کامل بنانے والے شیخ کی صحبت کبریتِ احمر ہے اس کی نظر دوا اور اس کی باتیں شفاء ہیں۔ (دفتر اوّل مکتوب ۲۳)

✤ مشائخ نقشبندیہ سے نسبت' ان سے عقیدت اور ان کی متابعت دین و دُنیا دونوں میں باعثِ سعادت ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم ہستیوں سے اپنی ارادت ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔

"یہی نسبت اور ارادت ایک دولت ہے جو ہم بے مایگانِ کار اور تہی دستانِ راہ کے لیے توشہ آخرت اور وسیلۂ نجات ثابت ہو۔ اگر اس کے دامن تک ہاتھ نہ پہنچ سکا تو اس کے دوستوں کا دامن تو پکڑ سکتے ہیں...... اللہ اس راہ میں ثبات و استقامت ورزی عطا فرمائے اور اس کے دوستوں کی محبت واردات سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور اور آباد رہیں"۔ (تذکرہ)

✤ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: **يوم ندعوا كل اناسٍ بامامهم**

ترجمہ: "قیامت میں ہم سب کو اِمام کے ساتھ بلائیں گے اگر شیخ طریقت یا پیرو مرشد نہ ہو تو کس کے ساتھ اٹھیں گے"۔

✤ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"شیخ اپنے مرید کو اپنی باطنی قوت سے علمِ الٰہی سکھاتا ہے اور شیخ کا کلام مرید کے باطن کو معمور کردیتا ہے اور اس کو قربِ الٰہی پر چلادیتا ہے۔ (ترجمہ عوارف المعارف)

اسی لیے ان ہدایت یافتہ حضرات کی پیروی کا حکم اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

**"اولئك الذين هدى اللّٰهُ فبهدٰهم اقتده** - (سورۃ انعام۔آیت ۹۱)



"یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی تو تو بھی ان ہدایت یافتہ کی پیروی کر"۔

✤ بزرگانِ دین اپنے پیروکاروں کے قلب و دماغ اور رگ و ریشے میں اللہ کی عبادت اور بندگی کا ایسا داعیہ پیدا کرتے ہیں کہ ان کی نظروں سے ماسویٰ اللہ معدوم ہوجاتا ہے اور وہ ہر لحہ دِل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتے اور مشاہدۂ حق میں مشغول رہتے ہیں اور سالکانِ طریقت اپنے مرشد کامل کے رُوئے انور میں نورِ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فیض حق اندر کمالِ اولیاء — نورحق اندر جمال اولیاء
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند در حضور اولیاء
چوں شوی دور از حضورِ اولیاء — در حقیقت گشتہ دور از خدا
یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

✤ آخر میں بارگاہِ ربّ العزت میں میری عاجزانہ اور نیازمندانہ دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو حضرات مشائخ نقشبندیہ اور تمام بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجدّدی دام فیضہم کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرماء۔ اور معتقدین پر آپ کا سایۂ عاطفت ہمیشہ قائم رکھے۔

**آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم**

Scanned with CamScanner

# بیعت کی اہمیت

امت مسلمہ کے اولیاء اللہ میں بیعت کا طریقہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ درویشی یا فقیری تب تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی شیخ وقت کی بیعت نہ کی جائے کیونکہ طریقت کی خاردار راہ میں سالک کو قدم قدم پر قطاع الطریق کے ہاتھے چڑھنے کا خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے:

✤ ''الرفیق ثم الطریق'' (پہلے ہم سفر بعد سفر) (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۲)

✤ حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ (۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) فرماتے ہیں:

یار باید راہ تنہا مرو — از سر خود اندریں صحرا مرو
ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد — او ز غولاں گمرہ درچاہ شد
گر نہ باشد سایہ پیرائے فضول — پس ترا سرگشتہ دارد بانگ غول

✤ ''بیعت'' کا لفظ ''بیع'' سے بنا ہے جس کے معنی بیچنا یا فروخت کر دینا۔ چونکہ مرید شیخ طریقت کے ہاتھ پر بک جاتا ہے لہٰذا اس سے بیعت ہو گیا۔

✤ اصطلاحی طور پر بیعت اس تغیر حال کو کہتے ہیں کہ بندہ شیخ یا مرشد کے واسطہ سے اپنا سب کچھ اپنی مرضی سے چھوڑ کر اپنے مالک و خالق کی رضا کو اپنا نصب العین قرار دے۔ اس سلسلہ میں مرشد یا شیخ طریقت کچھ حکم دے اس پر بے چوں و چرا عمل کرے۔

✤ حیات بشری کے ایک ایک لمحہ میں شیخ مرید کا خضر راہ ہوتا ہے اور مرید بھی اپنے علم و عقل اور انا و خودی سے دست بردار ہو کر شیخ کے سامنے ایسی مکمل سپردگی کرتا ہے کہ کسی معاملہ میں وہ صاحب اختیار نہیں رہتا۔ ''شیخ کے سامنے مرید کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو غسال کے ہاتھ میں مردہ کی ہوتی ہے جس طرح چاہے الٹا پلٹتا رہے۔

(لطائف اشرفی جلد اوّل ص ۱۷۴-جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۴۱)



بیعت جب کسی شیخ کامل کے دست حق پر کی جاتی ہے تو بمعہ آداب و شرائط وہ سلسلہ شیخ کامل کے توسط سلسلہ بہ سلسلہ جناب سید المرسلین ﷺ تک پہنچتی ہوئی اللہ رب العزت پر ختم ہوتی ہے۔ اگر بیعت کرنے والا اپنے اس عہد پر قائم رہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے انتہائی انعامات و مراتب سے نوازا جاتا ہے۔

✤ ''مرید'' کا لفظ ارادہ سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں قصد کرنا۔ اس کا ماخذ یہ آیت ہے: ''یریدون وجہ اللہ اولئک ھم الفائزون'' لہٰذا مرید کے معنی ہوئے ارادہ کرنے والا۔ چونکہ مرید اللہ کی رضا کا طالب ہو کر شیخ کے پاس جاتا ہے۔ لہٰذا اسے مرید کہتے ہیں۔ اور مرید بننے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ سے عہد کرنا کہ مولیٰ میں تیرا بندۂ فرمانبردار بنوں گا۔ مگر چونکہ اللہ جل شانہ تک ہماری رسائی نہیں تو اس کے کسی نیک بندے (شیخ طریقت) کے ہاتھ پر یہ عہد کرتے ہیں۔ جیسے جب خدا کو سجدہ کرنا ہو تو کعبہ کو سامنے لے کر سجدہ کر لیتے ہیں۔ ''کعبہ قبلہ نماز ہے۔ اور پیر و مرشد قبلۂ عہد و پیمان ہوتا ہے''۔ (اسرار الاحکام)

✤ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رہبر کامل خود آنحضور ﷺ تھے۔ اور انہوں نے زمانۂ رسالت میں مختلف اوقات میں مختلف مقاصد کے لیے بیعتیں کیں۔

اوّلاً اسلام لاتے وقت حضور پرنور ﷺ سے بیعت کی۔ پھر خاص معاہدوں کے لیے بیعت کی جیسے حدیبیہ کے مقام پر ''بیعت الرضوان'' پھر خلفاء راشدین کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ لہٰذا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مرید مصطفی ﷺ تھے۔ اور اب صرف بیعت توبہ کی جاتی ہے جو در اصل ان تمام امور پر منحصر ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

✤ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہٖ ومن اَوفٰی بما عٰھد علیہ اللہ فسیُؤتیہ اجرًا عظیمًا ۝

ترجمہ: جو لوگ بیعت کرتے ہیں آپ حضور سیّد المرسلین ﷺ سے، وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے نقصان پر عہد توڑتا ہے۔ اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب ان کو اجر عظیم عنایت کرے گا''۔ (سورۃ فتح ۱۰)

✤ بیعت چند قسم کی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پہلی بیعت حضور ﷺ سے۔

Scanned with CamScanner

پر ہاتھ بیعت اِسلام تھی۔ پھر خاص موقعوں پر بیعت خاصہ ہوئیں۔ پھر خلفاء راشدین کے ہاتھ پر بیعت دو بیعتوں پر مشتمل تھی۔ بیعت سلطنت اور بیعت طریقت خلفاء راشدین کے زمانہ تک ہر سلطان شیخ بھی ہوتا تھا کیونکہ ان کی خلافت خلافتِ راشدہ تھی۔ ان کے بعد سلاطین اس پائے کے نہ رہے لہٰذا ان سے صرف سلطنت کی وفاداری کی بیعت کی گئی جسے آج کے دور میں ''حلفِ وفاداری'' کہتے ہیں۔ اور مشائخ عظام سے ''بیعتِ طریقت'' ہوئیں۔

✤ عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ایک مشہور حدیث نقل فرمائی ہے:

''رسول اللہ ﷺ سے لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکانِ اِسلام یعنی صوم وصلوٰۃ حج پر' گاہے ثبات وقرار پر' معرکہ کفار میں کبھی سنت نبی ﷺ کے تمسک پر کبھی بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے شائق اور حریص ہونے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس بات پر کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں''۔ (قول الجمیل فی شرح شفاء العلیل ص ۱۳)

''رسول اللہ ﷺ خلیفۃ اللہ تھے۔ معلم قرآن وحدیث تھے اور امت کا تزکیہ فرمانے والے تھے۔ اس لیے ان کا فعل ان کے خلفاء کے واسطے ہوگیا''۔

(قول الجمیل فی شرح شفاء العلیل ص ۱۴)

✤ اسی لیے حضور سیّد المرسلین ﷺ کے بعد باوجود دِین اسلام کامل ومکمل ہونے کے جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت و توحید کی۔ جیسا کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

''اتبعوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر''۔

''میرے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کی تابعداری کرو۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضراتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ' عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ) کی بیعت فقط خلافت کی بیعت نہیں کی بلکہ باطنی امور میں بھی بیعت کی تھی۔

✤ مفسر قرآن علامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بالصراحت فرماتے ہیں:

''حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمود کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد رسول کریم ﷺ بیعت



ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کردند مقصود ازیں بیعت فقط امورِ دُنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود'' (ارشاد الطالبین ص ۱۲۵)

''حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے رسولِ کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر' عمر' عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد صرف امورِ دنیا ہی نہ تھا۔ بلکہ کمالات باطنی کا حصول بھی تھا''۔

✤ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''خلفائے راشدین کے بعد ملوکِ وسلاطین میں بیعت یعنی بیعت توبہ وتقویٰ معدوم ہوگئی تو حضراتِ صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان کر سنیت بیعت اختیار کی۔ چنانچہ توبہ اور ترکِ معاصی کا عزم کرنا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوط سے پکڑنا امرِ مخفی ہے اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کردیا''۔ (قول الجمیل ص ۱۷)

✤ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ انسان علم وتفقہ اور زُہد ورع میں کتنا ہی بلند مقام کیوں نہ ہو وہ پیر ومرشد (شیخ طریق) سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ حضرت اِمام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے بہ ہمہ علم وتفقہ حضرت اِمام جعفر صادق کی بیعت کی تھی۔ ان سے خرقہ خلافت پایا تھا اور تلقین ذکر وفکر حاصل کی تھی۔ نیز انہوں نے تبرکاً خرقہ اجازت حضرت فضیل بن عیاض سے پہنا تھا۔ (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۲)

حضرت اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت تھی۔ آپ نے ان کی بیعت بھی کی تھی اور ان سے خرقہ اجازت بھی پایا تھا۔ (ایضا) حضرت اِمام احمد بن حنبل نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کرکے ان سے خرقہ اجازت حاصل کیا تھا۔ (ایضا) حضرت اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲-۱۸۹ہجری) ۷۴۹-۸۰۴ء- نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۶۵-۷۸۱ء) کی بیعت کی تھی اور ان سے خرقہ اجازت پایا تھا۔ حضرت اِمام ابویوسف (۱۱۳-۱۸۳ہجری) ۷۳۱-۷۹۹ء حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ (م-۲۳۷ہجری) ۸۵۱ء کے مرید تھے۔ (ایضا)

✤ ان شواہد کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سالک کے لیے مرشد یا شیخ طریقت کی تلاش ضروری اور لازمی ہے کیونکہ شیخ یا مرشد کے بغیر تربیت وتزکیہ اخلاق ناممکن ہے۔ جس طرح اُمت ہدایت ورہنمائی کے لیے نبی کی محتاج ہوتی ہے اسی طرح طالب بھی شیخ کا محتاج ہوتا ہے۔ نبوت کے بعد نیابت نبوت سے فاضل کوئی درجہ نہیں ہے اور

Scanned with CamScanner

یہ نیابت خلق کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر حق تعالیٰ کی دعوت دینا ہے۔ اس سے مراد یہی نیابت ہے۔ حدیثِ رسول مقبول ﷺ ہے:

"الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ"

"شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں"

## وضاحت

✤ شیخ طریقت کی تلاش و جستجو میں طالب کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ہر انسان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دے دے۔ بلکہ جس طرح جسمانی بیماری کے لیے کسی حاذق طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح باطنی یا روحانی بیماریوں کے لیے بھی مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر نیم حکیم جان کے لیے خطرہ ہوتا ہے تو ناقص شیخ طالب کے ایمان کے لیے خطرہ ہوتا ہے نیم حکیم مرض کی صحیح تشخیص نہیں کرسکتا۔ اسی طرح ناقص شیخ تربیت سالک نہیں کرسکتا۔ اس لیے بیعت کرنے والے کو کسی مرشدِ کامل؛ جو کہ صحیح جانشین مصطفیٰ ﷺ ہو، کی بیعت کرنی چاہیے ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان وضرر کا احتمال زیادہ ہے۔ مریدِ کامل ہی اس کو واصل باللہ کرسکتا ہے۔ عارفِ کامل حضرت میاں محمد جہلمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مرد ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کر دا
کامل لوگ محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

✤ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"پیر ناقص کی مثال ایسی ہے کہ وہ مریض جو طبیب ناقص سے علاج کرائے۔ وہ درحقیقت اپنے مرض میں زیادتی کر رہا ہے اگرچہ ابتدا میں اس کی دوا قدرے تخفیف کر دے مگر فی الحقیقت وہ عین ضرر و نقصان ہے۔

(مکتوبات شریعت دفتر اوّل مکتوب ۶۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ کمایا اور جاننا چاہیے کہ زمین کو خالی رکھنا دو طرح پر ہے پہلے یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ردّی تخم ڈالے اور بیج ضائع کرنے کی یہ دوسری قسم ضرر اور



فساد میں پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے جیسا کہ مخفی اور پوشیدہ نہیں"۔

بیج کی خرابی اور فساد یہ ہے کہ انسان پیر ناقص سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے راستے پر چلے کیونکہ پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار ہوتا ہے۔ اور جس چیز میں ہوائے نفس کی آمیزش ہو وہ تو خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی۔ اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہوگا۔

"دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والوں راستوں میں تمیز نہیں کرسکتا کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے۔ تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے گا۔ جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہے۔" (دفتر اوّل مکتوب ۲۳)

## شیخ کامل کا انتخاب

✤ آج کل زندگی کے ہر شعبہ میں مکار اور گندم نما جو فروشوں کی اکثریت ہے اور اصل و نقل کی تمیز جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ آج کل خالص ضروریاتِ زندگی اور ادویات ملنا بھی محال ہے لیکن دنیا کے کام چل رہے ہیں۔ اسی طرح جب یہ مسلمہ بات ہے کہ زمانہ اہل اللہ کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے) تو انتخاب شیخ اگرچہ مشکل مسئلہ ہے لیکن شیخ کامل سے روحانی فیض حاصل کرنے کی خاطر تصوف میں آداب و شرائط مقرر کیے گئے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ پھر اس بارے میں قرآن و حدیث اور اولیائے ربانی کے اپنے ارشادات بھی موجود ہیں جس سے ولی کامل کی پہچان آسان ہو جاتی ہے اس بارہ میں اہلِ تصوف کی ہدایت یہ ہے کہ مجذوبوں اور مغلوب الحال درویشوں کو ہرگز شیخ نہیں بنانا چاہیے۔ اگرچہ یہ لوگ واصل باللہ ہی کیوں نہ ہوں۔ "تربیت" مشیخت اور پیری کے لیے یہ لوگ بالکل موزوں نہیں ہوتے۔ (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۲)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب کے لیے ایک تیر بہ ہدف دُعا کا طریقہ یوں بتلایا ہے کہ طالب نصف شب کو جاگ کر دو رکعت نماز پڑھے سجدہ کرے اور آہ وزاری کے ساتھ یہ دُعا پڑھے:

"یا ربّ دلّنی علی عبد من عبادك المقربین یدلنی علیك و یعلمنی طریق الوصول الیك"۔

Scanned with CamScanner

''اے میرے ربّ! مجھے اپنے مقرب بندوں میں سے کسی بندے کی طرف رہنمائی کر جو مجھے تیری طرف رہنمائی کرے اور تجھ تک پہنچنے طریقہ بتلا دے''۔

اللہ تعالیٰ اس دُعا کے نتیجہ میں اسے اپنے اولیاء اللہ میں سے ضرور کسی شیخ کی طر رہنمائی کرے گا جو اس کا رہبر ہو۔ (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۱)

طالب کو جب ایسا شیخ یا پیر میسر آئے جو اس کی نگاہوں میں معیار پر پورا اترے اور جو اپنی پاکیزگی سیرت کے لیے معروف ہو تو اسے اپنے نفس کو پاک کر کے شیخ کی خدمت میں جانا چاہیے۔

✤ حضرت اِمام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''نعمتیں عطا کرنے والے ربّ کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے مطابق صحیح اور درست رکھے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکامِ شرعیہ بجا لاتا رہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ و تزکیہ کرے''۔

(مکتوباتِ شریف۔ دفتر اوّل مکتوب ۱۷)

''شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیے اور اپنے باطنی امراض کا علاج اس سے کرانا چاہیے اور جب تک شیخ کامل نہ ملے ان احوال کو ''لا'' کے نیچے لا کر نفی کریں اور معبودِ برحق کا جو بے چون و بے چگون ہے اثبات کرے''۔

(دفتر اوّل مکتوب ۲۳)[1]

---

[1] تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''کونوا مع الصادقین'' ملاحظہ فرمائیں۔



# (۱)

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، محسن انسانیت

صاحبِ لولاک، اِمام الانبیاء، افضل الخلائق

محبوب ربّ العالمین، رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ

۱-سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، محسنِ انسانیت، صاحبِ لولاک، امام الانبیاء، افضل الخلائق
محبوب ربّ العالمین، رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ

✤ ابتداء:............اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (الحدیث)

✤ شان:............لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْهَرتُ الرَّبُوْبِیۃ
(حدیث قدسی)

✤ حیات ظاہری: ۱۲ ربیع الاوّل عام الفیل/۲۲ اپریل ۵۷۱ء/ یکم جیٹھ ۶۲۷ بکرمی مکہ معظمہ

✤ وصال: ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری/ ۶۳۲ء............مدینہ منورہ

بلغ العلی بکمالہ　　کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ　　صلوا علیہ والہ

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ اس کے آگے طویل حدیث ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ پھر ساری کائنات کی تخلیق اسی نور کے توسط سے ہوئی۔

روایت ہے کہ نورِ عالم وجود میں آ کر ستر ہزار برس تسبیح میں مصروف رہا اور پھر اس سے ملائکہ عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و زمین جن و انس غرض جملہ عالم کا ظہور ہوا۔ احکام ابن القطان رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ اُن کے جدامجد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام



کے پیدا ہونے سے چودہ ۱۴ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اور حدیثِ قدسی کا ترجمہ ہے: ''اے پیغمبر ﷺ! اگر تو نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا''، یعنی آپ ﷺ موجبِ کائنات ہیں۔

ازاں بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی اس نور سے نورانی فرمائی گئی۔ اسی نور کی تعظیم منظور تھی جو ربّ العرش نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدے کا حکم دیا اور یہی وہ گراں بہا امانت تھی جس کے تحمل سے پہاڑ اور زمین و آسمان عاجز ہو گئے اور انسان کے حوصلہ بلند نے بسر و چشم کہہ کر اٹھا لیا

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

یہ نورِ رحمت ظہور پشت ہائے پاک سے ارحامِ طیبہ میں نقل کرتا رہا یہاں تک کہ عرب کی عزت افزائی منظور ہوئی۔ اور یہ ودیعت بدیع حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے بنی اسمٰعیل علیہ السلام کو اور اور بنی اسمٰعیل علیہ السلام میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں عبد المطلب کو نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے والد ماجد عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں خاندان، گھر، نسب اور اپنی ذات کے حوالے سے سب سے افضل ہوں۔ (اور یہ اللہ کا فضل ہے میں فخر نہیں کرتا) (ترمذی) اسی طرح کا ایک مضمون بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

قارئین باتمکین! یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ''چاہِ زمزم'' حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بابرکت ایڑیوں سے جاری ہو گیا تھا۔ ایک مدت تک تو وہ کنواں بدستور جاری رہا لیکن پھر اٹ گیا اور اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ عبدالمطلب نے اس کنوئیں کی جگہ خواب میں دیکھی اور ارادہ کیا کہ اس کو پھر سے کھدوائیں۔ قریش سدِراہ ہوئے اور نوبت لڑائی تک جا پہنچی۔ قریش اس معرکہ میں مغلوب ہوئے اور عبدالمطلب غالب۔ عبدالمطلب کا اس وقت ایک ہی بیٹا تھا۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر پروردگار مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور چاہِ زمزم بھی بن جائے تو اپنا ایک بیٹا قربان کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عبدالمطلب کی نذر پوری کردی۔

Scanned with CamScanner

دس بیٹے جوان ہو گئے اور چاہ زمزم بھی جاری ہو گیا۔اب انہوں نے ارادہ کرلیا کہ وہ اپنی نذر پوری کریں' قرعہ ڈالا گیا تو عبداللہ کا نام نکلا۔عبدالمطلب ان کو ذبح کرنے لے چلے۔چونکہ ان کی پیشانی میں نورِ احمدی ﷺ چمک رہا تھا۔اس لیے سب کو ان کا ذبح ہونا ناپسند تھا۔آخر ان کے بدلے سو اونٹوں کی قربانی کر دی گئی۔عبداللہ کی شادی بی بی آمنہ سے ہوئی جو وہب بن عبد المناف کی بیٹی تھیں۔جس سال نورِ محمدی ﷺ صلب پدر سے منتقل ہو کر بطنِ مادر میں آیا۔قریش قحط سے بدحال تھے۔آپ ﷺ کے قدم میمنت لزوم کی برکت سے خوب بارش ہوئی اور ساری سرزمین عرب سرسبز اور سیراب ہو گئی حتیٰ کہ اس سال کا نام قریش نے ''سنۃ الفتح والابتھاج'' رکھا۔(فتح اور خوشی کا سال) حضرت عبدالمطلب کے بارے میں بھی یہ منقول ہے کہ جب قریش میں قحط پڑ جاتا تھا تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر ''جبل ثبیر'' پر لے جاتے اور ان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور (محمدی ﷺ) کی برکت سے بارانِ رحمت سے نوازتا تھا۔(المواہب اللدنیہ)

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی بشارت ہوئی اور بشارت دینے والے نے آپ ﷺ کے واسطے نام محمد ﷺ بتایا۔(سیرتِ ابن ہشام راوی ابن اسحاق) ۱۲-ربیع الاوّل کو پیر کے دِن صبح صادق کے وقت حضرت سرورِ کائنات' فخر موجودات ﷺ نے اس عالم خاک کو اپنے وجودِ باجود سے رشک افلاک بنایا۔

ہوئی پہلوئے آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہویدا
دُعائے خلیل (علیہ السلام) اور نوید مسیحا (علیہ السلام)

خالقِ کائنات جل جلالہ نے اس لیے کہ غافل ہوشیار و خبردار ہو جائیں۔محسن انسانیت ﷺ کے تولد کے وقت بہت سے امورِ عجیبہ ظاہر فرمائے۔

عثمان ابی العاص اپنی والدہ اُم عثمان ثقفیہ سے جن کا نام فاطمہ بنت عبدار ہے روایت کرتے ہیں جب آپ کی ولادتِ شریفہ کا وقت آیا تو آپ ﷺ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین کے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔(اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے) اس میں یہ اشارہ تھا کہ سرورِ کائنات ﷺ کل انوار کے مرکز ہیں اور ہر چیز اپنے مرکز کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔(کُلِ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ)



ملک فارس کے آتش کدوں کی آگ جو ہزاروں برس سے جل رہی تھی اور کبھی نہ بجھتی تھی اچانک بجھ گئے اس میں یہ رمز تھی کہ دینِ حق کے جلوہ سے آتش پرستی کی گرم بازاری نہ رہے گی۔دریائے ساوا دفعتاً خشک ہو گیا۔اس میں یہ اشارہ تھا کہ اب آب پرستی اور پرستش دریا پر پانی پھر جائے گا۔تمام روئے زمین کے بت اوندھے گر پڑے اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کی رسالت سے بت پرستی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ایوانِ کسریٰ (کسریٰ کے محلات) میں زلزلہ پیدا ہوا اور اس کے چودہ کنگرے (کنارے) ٹوٹ کر گر پڑے۔

لرز کر گر پڑے چودہ کنگورے قصرِ کسریٰ کے
اُٹھا جب شور عالم میں نبی ﷺ کی آمد آمد کا

چنانچہ آج تک وہ محل جس کا نام طاق کسریٰ ہے بغداد کے قریب شہر مدائن کے ویرانہ میں پھٹا ہوا کھڑا ہے۔سیاح وہاں جا کر اب تک اس معجزے کو دیکھتے ہیں[1]۔اس میں یہ راز کہ آپ ﷺ کی برکت سے شجاعانِ عرب کے قدم تختِ جم پر جم گئے اور شاہانِ عجم کی حکومت کی بنیاد ہل گئی۔

نہ ہے قبرِ دارا' نہ گورِ سکندر
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

چودہ کنگرے گرنے میں راز تھا کہ اس کے بعد چودہ بادشاہ خاندان میں فرمانروائی کریں گے پھر قصرابیض کا خزانہ غازیانِ عرب کا مال ہو گا۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ کی آمد ہر طرف خوشیاں منائی گئیں۔ستاروں کو چاند نے اور شبنم کو ہوا نے مبارک باد دی۔جنت کے دروازے کھل گئے۔فرشتوں کا سلام آیا اور حوروں نے مسرت کے ترانے گائے۔

مبارک ہو ختم المرسلین ﷺ تشریف لے آئے
جنابِ رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف لے آئے

آپ ﷺ کے والد ماجد تولد شریف سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔چھ برس کی عمر تھی کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی اور جدّ امجد عبدالمطلب پرورش ظاہری کے متکفل ہوئے۔جب سن اقدس آٹھ پر پہنچا وہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئے آپ کے چچا ابوطالب نے سرپرستی اپنے ذمہ لی۔ابوطالب کے ساتھ آپ ملکِ شام کو تشریف لے گئے۔

---
[1] اس عاجز راقم الحروف کو بھی عراق کی زیارتوں کے دوران اس کو دیکھنے کا موقع ملا تھا۔(کیفی)

راستہ میں بحیرا نامی ایک نصرانی عابد نے ان علامتوں سے جو اس نے اپنی کتابوں میں دیکھی تھیں۔ آپ ﷺ کو پہچانا اور دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا کہ یہ بے شک رسول ربّ العٰلمین ﷺ ہیں۔ آپ کے ہمراہیوں نے پوچھا: تم نے کیسے جانا تو اس نے جواب دیا کہ جس وقت تم یہاں آئے میں نے دیکھا کہ شجر و حجر آپ ﷺ کو سجدہ کر رہے ہیں۔

؎ کیا جانے کوئی عظمت و رفعت رسول ﷺ کی
اللہ جانتا ہے حقیقت رسول ﷺ کی!

۲۵ برس کی عمر میں آنحضور سیّد المرسلین ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ سے شادی کی۔ اکتالیسویں سال حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور سورہ اقراء نازل ہوئی۔ جب سن شریف پچاس کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کا شرف بخشا۔

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالا ہے　　انسان تو ہے لیکن انسان نرالا ہے

نزول وحی کے بعد تیرہ برس مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے۔ اور دس برس مدینہ منورہ آپ ﷺ کے جمال و کمال سے منور و مشرف رہا۔ ۲۷ غزوات میں بہ نفس نفیس شریک ہوئے اور نو لڑائیوں میں تلوار چلائی۔ تین حج ادا فرمائے دو حج "فرضیت سے پہلے" اور ایک اس کے بعد یہ آخری حج "حجۃ الوداع" کے نام سے مشہور ہے۔ ۶۳ سال ۴ دن کی عمر میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری بروزِ پیر بمطابق ۸ جون ۶۳۲ء بوقت چاشت آپ ﷺ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف لے گئے۔

صلی اللہ علیہ حبیبہ محمد والہٖ وبارک وسلم ؎

در فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا　　دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
جو نہ تھے خود راہ پیر اوروں کے ہادی بن گئے　　کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

✤ حیات النبی ﷺ:

"ہمارے نبی رحمتِ عالم محسنِ انسانیت ﷺ "حیات النبی" ہیں قیامت تک آنحضور کی اُمت مرحومہ کو آنحضور سے وہی فیضان بواسطہ اولیاء کرام پہنچتا رہے گا۔ جو آنحضور کی ظاہری زندگی میں پہنچتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی اُمت میں وقتاً فوقتاً اولیاء و صلحاء پیدا ہوتے رہیں گے اور ان اولیائے کرام کے ذریعے سرورِ کائنات



ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہوتی رہے گی۔ چنانچہ امام وقت سیّدنا مخدوم علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے برہانِ نبوی ﷺ کو آج تک (تا قیامت) کے لیے باقی رکھا ہے۔ اور اولیاء کرام کو اس کے اظہار کا سبب بنایا ہے تا کہ آیات حق اور حجتِ صدق سیّدنا حضرت محمد ﷺ ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیں۔ اور اُن کو دُنیا کے والی گردانا گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے راز داں (محرم) ہو گئے اور انہوں نے متابعت نفس کو اپنا رستہ بنایا ہے۔ آسمان سے بارش اُن کے قدموں کی برکت سے آتی ہے اور زمین سے نباتات اُن کے احوال کی صفائی کی بدولت اُگتی ہیں"۔ (کشف المحجوب اُردو ترجمہ ص ۳۴۴)

حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حقیقت محمد یہ ﷺ کا تعلق جس طرح ذاتِ رسول ﷺ کے ساتھ حیات (ظاہری) میں تھا۔ بعینہٖ وہی تعلق اب بعد وصال بھی بدن مبارک کے ساتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے دین کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور جس طرح حضور پر نور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کی تصرفات جاری تھے۔ ویسے ہی اب بھی جاری ہیں یہی معنی ہیں "حیات النبی ﷺ" ہونے کے اور اسی وجہ سے قطب، غوث، ابدال اور اوتاد وغیرہ رسول مقبول ﷺ کی اُمت میں ہوتے رہیں گے"۔ (ذکرِ خیر)

✤ رحمت عالم ﷺ کا فیضِ صحبت

"ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جب آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے ہیں تو دُنیا ہمیں ہیچ معلوم ہوتی ہے لیکن جب گھر میں بال بچوں میں بیٹھتے ہیں تو یہ حالت بدل جاتی ہے۔ سرورِ کائنات نے فرمایا: "اگر تمہارا ایک سا حال رہتا تو فرشتے تمہاری زیارت کو آتے" (ترمذی) ایک دفعہ حضرت حنظلہ ؓ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں منافق ہو گیا ہوں۔ میں جب آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ ﷺ جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو یہ چیزیں میری آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہیں۔ لیکن بال بچوں میں آ کر سب بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر باہر نکل کر بھی تمہاری وہی حالت رہتی تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے"۔ (مسلم و ترمذی)

Scanned with CamScanner

# (۲)

# حضرت ابوبکر صدیق

## رضی اللہ عنہ



## ۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

- افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق، اِمام المتقین، اِمام العارفین والصادقین، جانشینِ رحمت عالم ﷺ، یارِ غارِ مصطفیٰ ﷺ، امیر المؤمنین حضرت ابی بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔
- ولادت: ۳ عام الفیل ۵۷۳ء.................................مکہ معظمہ
- وصال: ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ ہجری/۲۳ اگست ۶۳۴ء..............مدینہ منورہ
- مقام:.........."مَا صَبَّ اللّٰہُ فی صدری اِلَّا صَبَبْتُہٗ فِی صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ" (الحدیث)

**تعارف:**

"آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کا نام مبارک ابوقحافہ عثمان بن عامر تھا۔ "صدیق" اور "عتیق" آپ رضی اللہ عنہ کے القاب ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت "ابوبکر" تھی جو نام سے زیادہ مشہور ہو گئی تھی اور آج تک آپ رضی اللہ عنہ عبداللہ کی بہ نسبت "ابوبکر" کی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نرم مزاجی اور رحم دلی سے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو "اواہ" کا لقب دے رکھا تھا یاد رہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام "عبداللہ" سرورِ کائنات ﷺ نے رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا خطاب "صدیق" آسمانی ہے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے بزبان جبرئیل علیہ السلام اور بزبانِ سرورِ کائنات ﷺ "صدیق" رکھا ہے۔ وہ نماز میں آنحضور کے خلیفہ تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں ہمارے دِین کے لیے پسند فرمایا تو ہم اپنی دُنیا

کے لیے اُن سے راضی ہیں''۔ (حاکم مستدرک)

## ✤ ولادتِ باسعادت اور شجرہ نسب:

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۳ عام الفیل بمطابق ۵۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ عمر میں آپ رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ سے تقریباً دو سال تین ماہ چھوٹے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں رسول اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان میں چار پشتوں کو ''صحابی'' ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم ابوقحافہ عثمان، خود آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد اور آپ رضی اللہ عنہ کا پوتا محمد بن عبدالرحمٰن رضوان اللہ علیہم اجمعین سب صحابی تھے''۔

سرورِ کائنات ﷺ نے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اسلام پیش کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق نے بلا تامل اور بلا ایک لحہ توقف کے اسلام قبول کرلیا۔ سرورِ کائنات ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں اور ابوبکر صدیق میں یہ فرق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام بلا حجت قبول کیا اور یہ ان کی فضیلت ہے۔

## ✤ ایثار و قربانی:

''جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو آپ رضی اللہ عنہ نے سب کے سب سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے''۔ (ابن عساکر)

جنگِ تبوک ۹ ہجری میں آپ نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ (عشق رسول ﷺ میں) لا کر آنحضرت ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر! تو نے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''اللہ اور اس کا رسول ﷺ''۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

ابوبکر واسطی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ تصوف پر مبنی پہلا بیان اُمت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے ادا ہوا (اللہ اور اس کا رسول ﷺ کافی ہیں) اس بیان سے صوفیاء



کرام نے بڑے لطیف مطالب اخذ کیے اور عقلاء الجھ رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے اتنا کسی کی دولت سے حاصل نہیں ہوا۔ (ابن کثیر-ابویعلی وغیرہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''وہ پرہیزگار ہے جو اپنا مال (اسلام کے لیے) اس غرض سے دیتا ہے کہ پاکیزہ ہو جائے''۔ (سورۃ الیل)

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے ابتدائے اسلام میں بہت سے غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرایا۔

## ✤ قرآن حکیم اور فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا: ''ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا ع'' (سورۃ التوبہ آیت ۴۰)

''وہ دوسرے تھے دونوں میں، جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہتے تھے گھبراؤ نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے''۔

تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس آیت میں ''صاحب'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ نفس واقعہ سے بھی ظاہر ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں یارِ غار رضی اللہ عنہ کی رفاقت و محبتِ رسول کا جو مقام ہے۔ اسے مفسرین کرام نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ وہ منقبت ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی دوسرا صحابی شریک نہیں۔

قرآن حکیم کی درج ذیل سورتوں میں بھی فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان ہوئے ہیں۔

۱- والذی جاء بالصدق و صدق بہ (سورۃ الزمر-آیت نمبر ۳۳)
۲- فان اللہ ھو مولٰہُ وجبریل و صالح المؤمنین (سورۃ التحریم-آیت نمبر ۴)
۳- ھو الذی یصلی علیکم (سورۃ الاحزاب-آیت نمبر ۴۳)
۴- ونزعنا فی صدورھم (سورۃ الاعراف-آیت نمبر ۴۳)

٥- **وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله** (سورۃ والیل-آیت ۱۷)

٦- **والیل اذا یغشی** (سورۃ والیل مکمل)

٧- **الذین ینفقون اموالهم** (سورۃ البقرۃ-آیت ۲۰۴)

٨- **الذین یغضون اصواتهم** (سورۃ الحجرات آیت ۳)

٩- **لا یسوی منکم من انفق** (سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۰)

١٠- **ولمن خاف مقام ربه** (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۴۶)

تفصیل کے لیے تفسیر مظہری، تفسیر مواہب الرحمٰن اور تفسیر خزائن العرفان ملاحظہ فرمائیں۔

## ✤ احادیث مبارکہ اور فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سرکارِ دوعالم ﷺ نے مختلف احادیث میں آپ رضی اللہ عنہ کی توصیف فرمائی ہے مثلاً

۱- کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے دِل میں نہیں ڈالی جس کو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینہ میں نہ ڈال دیا ہو۔ (بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

۲- اگر میں اپنے پروردگار کے سواء کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا

(صحیح بخاری-مسلم-ترمذی)

۳- خدا کی قسم! پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی اور شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ (ابوداؤد)

۴- سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ''ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ ہم نے نہ چکا دیا ہو مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جو احسان ہمارے ذمہ ہے اُس کا بدلہ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ عطا کرے گا''۔ (ترمذی)

۵- رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر آسمان کے فرشتوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ فرشتوں میں سے میرے دو وزیر جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام ہیں اور اہل زمین سے میرے دو وزیر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ترمذی)

۶- اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا تمام جن وانس کے ایمان کے مقابلہ میں موازنہ کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔[1] (بیہقی شعب الایمان)

---

[1] یعنی باستثناء ایمان انبیاء علیہم السلام۔ (کیفی)



۷- اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مرضِ وفات میں حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بلالو تاکہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک حکم نامہ لکھ دوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرلے اور کہنے والا کہے۔ کہ میں مستحق (خلافت) ہوں اور اللہ تعالیٰ اور مؤمنین نہیں چاہتے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو''۔ (مسلم شریف)

۸- ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات ﷺ مسجد میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے سیدھی طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف عمر رضی اللہ عنہ تھے اور حضور انور ﷺ دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی)

۹- آنحضور ﷺ نے حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوں گے۔ (ترمذی)

۱۰- نبیوں کے علاوہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔ (طبرانی)

## ✤ عشق نبوی ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

''حدیثِ رسول مقبول ﷺ ہے: ''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان اپنے مال اپنے والد، والدین اور دیگر تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے''۔ (بخاری شریف)

اس حدیث مبارکہ سے عشق رسول ﷺ کی اہمیت اور اس کا مقصود روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ شمع رسالت کے پروانے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عشق رسول ﷺ کا ایک ایسا مثالی نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق رسول کی توثیق خود قرآن نے کی ہے احادیثِ مبارکہ نے کی ہے اور تاریخِ اسلامی کے اوراق کی تو آپ رضی اللہ عنہ کے عشق رسول ﷺ کے واقعات سے معمور اور روشن ہیں۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

حسن کامل ہے ترا   عشق کامل ہے میرا

اور یہ عشق ہی درحقیقت وہ سرچشمہ تھا جس سے دوسرے کمالات پیدا ہوئے تھے۔ جب تک رسالت ونبوت کا آفتاب جہاں تاب اس عالم ناسوت میں ضوفگن رہا اس کی کرن وروشنی

بن کر ساتھ رہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی جدائی گوارا نہ کی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ زبان پر نام مبارک آیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

طبری اور ابن اثیر میں ایک روایت ہے کہ دراصل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا باعث ہی یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی جدائی کا غم برداشت نہ ہوسکا۔ وہ سوزِ دروں سے اندر ہی اندر پگھلتے رہے اور آخر اپنے محبوب ﷺ سے جا ملے۔

رسالت کا مصدق، الامین کا چاہنے والا
رفیقِ جلوت و خلوت، سراپا عشق کا مظہر

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وصالِ نبوی ﷺ کے دوسرے برس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ابھی اتنا ہی کہا تھا "رسول اکرم ﷺ پہلے سال جب خطبہ دینے کھڑے ہوئے" کہ حضور کے وصال کا سانحہ یاد آ گیا اور بلک بلک کر رونے لگے۔ سنبھل کر پھر خطبہ شروع کیا۔ لیکن پھر ہچکی بندھ گئی۔ آخر تیسری بار ضبط سے کام لے کر خطبہ تمام کیا۔ (مسند امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ ج-۱ص ۸)

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے کاشانہ اقدس میں داخل ہو رہے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا بلند آواز سے بول رہی تھیں چونکہ آنحضرت کے سامنے اونچی آواز سے بولنا خلافِ ادب تھا اس لیے غصہ آ گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مارنے کے لیے طمانچہ اٹھایا۔ (ازالۃ الخفاج ۲ص ۱۵)

### ✤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تصوف:

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "تصوفِ صدیقی رضی اللہ عنہ" پر ایک طویل بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کمالِ طریقت کے لیے جن اوصاف وملکات نفسانی کی ضرورت ہے مثلاً توکل احتیاط، کفِ لسان، تواضع، شفقت بر خلق خدا، رضا، نفیٔ ارادہ، زُہد، خشیت، عبرت، عجز وانکسار، رقتِ قلب، تحمل، فقر ودرویشی یہ سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بتمام وکمال پائے جاتے تھے اور اس بناء پر آپ رضی اللہ عنہ طائفہ اصفیاء واہل طریقت کے سرخیل وامام تھے"۔

حضرت سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ (صاحب کشف المحجوب) میں لکھتے ہیں کہ: "تصوف کی جڑ اور بنیاد صفا" ہے۔ اس صفت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔



اصل "انقطاع عن الاغیار" ہے اور فرع دُنیا سے دِل کا خالی ہونا ہے اور چونکہ صفاء صدیقیت کی صفت لازمہ ہے اس بناء پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "امام اہل ایں طریقہ" ہیں۔ (ازالۃ الخفاج ۲ص ۲۱)

حضرت ابوالعباس بن عطار رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر ومشائخ صوفیاء میں سے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ "کونوا ربانیین" کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: "اس سے مراد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہو جاؤ۔ ایک ربانی درحقیقت وہی شخص ہے کہ دونوں جہان زیر وزبر ہو جائیں لیکن اس میں کوئی تشویش اور اضطراب پیدا نہ ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان یہی تھی۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی مضطرب اور پریشان تھے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کوئی اضطراب پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے نہایت جرأت اور دلیری سے فرمایا: "لوگو! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے لیکن ہاں البتہ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے اسے باور کرنا چاہیے کہ اللہ حی (زندہ) ہے اور اُس کو کبھی موت نہیں آئے گی"۔

(صحیح بخاری- کتاب اللمع فی التصوف ص-۱۲۱ رحمۃ للعٰلمین ﷺ - ج ۱-ص ۳۴۴)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ توحید سے متعلق سب سے زیادہ بلند وہ مقولہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان سے ادا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ: "پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لیے اپنی پہچان کا راستہ اس کے سواء اور کچھ بتایا ہی نہیں کہ لوگ اس کی معرفت سے عاجز ہیں"۔

(کتاب اللمع فی التصوف)

معرفت وطریقت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہی وہ مرتبہ ومقام اعلیٰ ہے جس کی وجہ سے وہ اربابِ تصوف کے امام وپیشوا ہیں اور صوفیائے کرام کے سب سے بڑے سلسلۂ تصوف (نقشبندیہ) کی انتہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہوتی ہے۔ یعنی سلسلۂ نقشبندیہ کے پیر اعلیٰ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

رسول پاک ﷺ کی صحبت سے تھا دِل مثل آئینہ
تجلی گاہِ عرفاں تھا نبی ﷺ کے فیض سے سینہ

### ✤ طریقہ نقشبندیہ اور مسلکِ صدیقیہ رضی اللہ عنہ:

"حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر

صدیق ؓ کا سلوک حصولِ جذبہ کے سلوک فوقانی کے متعلق ہے۔ اس سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سوراخ کھود کر ذاتِ غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس راہ سے راستہ طے کیا جائے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ بھی اسی راہ سے انتہاءِ مقام تک واصل ہوئے۔ یہ سلوک سیر آفاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر ؓ کا سلسلہ ''خواجگانِ نقشبندیہ'' سے مخصوص ہے۔ بقیہ تینوں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے راستوں سے عالمِ غیب تک واصل ہوئے۔ سالکانِ طریقت کا سلوک ان چاروں راستوں سے ہوتا ہے''۔

### ✤ یارِ غار ؓ کا سفرِ آخرت:

''۲۱ جمادی الثانی ۱۳ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء کو دوشنبہ (پیر) کے دن آپ ؓ نے فرمایا آج کیا دن ہے؟ معلوم ہوا دوشنبہ (پیر) پھر آپ ؓ نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نے کس دن وصال فرمایا تھا۔ معلوم ہوا اسی دن (پیر کو) فرمایا: میری بھی یہی آرزو ہے''۔

اور مجھے اُمید ہے کہ میں آج رات ہی انتقال کروں گا۔ چنانچہ آپ ؓ پیر اور منگل کی درمیانی شب کو ۶۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے آپ ؓ کی وصیت کے مطابق آپ ؓ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت عمر ؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور رحمتِ عالم ﷺ کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔

### ✤ رفیقِ قبر اور حبیبِ مصطفیٰ ﷺ:

''حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ تیار کر کے روضہ اقدس ﷺ کے سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا۔ السلام علیک یارسول اللہ ھذا ابوبکرؓ حضور ﷺ یہ یارِ غار ابوبکر ؓ حاضر ہے۔ اس کے لیے کیا ارشاد ہے؟ اگر روضہ اقدس سے اجازت مل جائے دروازہ کھل جائے تو مجھے حجرۂ اقدس میں دفن کر دینا۔ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں۔ ہم آپ ؓ کا جنازہ آنحضورؐ کے حجرہ مبارک کے سامنے لے گئے اور وصیت پر عمل کرتے ہوئے وہی



الفاظ دہرائے۔ ابھی وہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے کہ روضۂ اقدس کا بند دروازہ یک دم کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور ﷺ سے یہ غیبی آواز سنی ''اُدْخُلوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ'' ۔

ترجمہ: ''یعنی حبیب ؓ کو حبیب ﷺ کے دربار میں داخل کردو''

چنانچہ سرورِ کائنات ﷺ کی صریح اجازت حاصل ہونے کے بعد آپ ؓ کو بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پہلوئے نبوت ﷺ میں دفن کر دیا گیا۔

(شواہد النبوت از علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ۔ امام مستغفریؒ)

### ✤ مادہ تاریخ وصال:

''چونکہ آپ ؓ انبیاء کے بعد سب لوگوں سے افضل دیکھتا ہیں اس لیے آپ ؓ کی تاریخ رحلت کلمہ ''احد (۵۱۳)'' سے نکلتی ہے ''جود (۵۱۳)'' اور ''وجد (۵۱۳)'' سے بھی یہی تاریخ رحلت نکلتی ہے''۔

### ✤ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی کرامات وخوارق:

''آپ ؓ کی کرامات تو بے حساب ہیں۔ تاہم بطور تبرک ہم صرف ایک کرامت کا تذکرہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں''۔ (تفاصیل کے لیے احقر کی کتاب ''تذکرہ صدیق اکبرؓ'' ملاحظہ فرمائیں۔)

### ✤ کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار:

''امیر المؤمنین حضرت ابوبکر ؓ نے اپنے دورِ خلافت میں قیصرِ روم سے جنگ کے لیے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ ؓ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلے میں صفر کے برابر تھی۔ مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصر کیا اور ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا نعرہ مارا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آگیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلع فتح ہو گیا۔ بلاشبہ یہ حضرت ابوبکر ؓ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے کیونکہ آپ ؓ نے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت

Scanned with CamScanner

دے کر اس فوج کو روانہ فرمایا تھا''۔(ازالۃ الخفاء از حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ)

✤ **ارشاداتِ قدسیہ:**

۱- عاقل کے لیے کوئی مسافرت نہیں اور جاہل کے لیے کوئی وطن نہیں۔

۲- فرمایا: اپنے گناہوں کو یاد کر کے رویا کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت ہی بنا لو۔

۳- چار چیزیں چار چیزوں سے تمام و کامل ہو جاتی ہیں۔

۱-نماز سجدہ سہو سے ۲-روزہ صدقہ فطر سے ۳-حج فدیہ سے ۴-اور ایمان حیاء سے

۴- جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کی طرف جہاد کے لیے روانہ کیا تو ان سے فرمایا: ''تو موت کا حریص بن'' تجھے حیات عطا ہو گی۔

۵- اگر آپ رضی اللہ عنہ مشکوک کھانا کھا لیتے اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہو جاتا تو اسے قے کر کے پیٹ سے نکال دیتے اور یوں دعا فرماتے: ''اے اللہ! جو کچھ لوگوں نے پی لیا ہے اور انتڑیوں کے ساتھ مل گیا ہے تو اس پر مجھے مواخذہ نہ کرنا''۔



# (۳)

# حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

# ۳-حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

✤ ولادت: ۸۷اق-عام الفیل (بہ اختلاف روایت) بمطابق ۴۰۴ء......اصفہان (ایران)

✤ وصال: ۱۰اجب ۳۳ ہجری بہ اختلاف روایت بمطابق ۶۵۴ء......مدائن (عراق)

✤ بارگاہ رسالت ﷺ میں مقام:......اَلسَّلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتُ (حدیث رسول ﷺ)

✤ باطنی انتساب:......امیر المؤمنین حضرت ابی بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

✤ بھائی چارہ:..........حکیم الامت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

✤ نام ونسب:

''اِسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا نام کچھ اور تھا۔ جب اسلام کے دامانِ رحمت میں آئے تو محسن انسانیت ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام سلمان رضی اللہ عنہ رکھا۔ یہ نام معنوی حیثیت سے بھی قابل توجہ ہے جو سلامتی اور فلاحِ دُنیا و آخرت کی اُمید دلاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے آبائی وطن ''اہالی'' اصفہان (فارس) کی نسبت فارسی مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد مجوسی (آتش پرست) تھے''۔

✤ قبول اِسلام:

''آپ رضی اللہ عنہ نے آتش پرستی سے بیزار ہو کر دین موسوی علیہ السلام اختیار کیا۔ پھر عیسائی مذہب اختیار کیا۔ بعد ازاں مدینہ منورہ پہنچ کر ماہ جمادی الثانی ۱ہجری میں مشرف باسلام ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بکمال صبر و استقامت اس راہ میں شدائد اور تکالیف برداشت کیں کہتے ہیں کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ ان کی محنت بالآخر رنگ لائی اور وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ غلامی ان کا مقدر بنی لیکن



اسی نے ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔ یہ ان کے لیے ذریعۂ ہدایت اور نوشتۂ نجات بن گئی''۔

اسی سے ہوگی تیرے غم کدہ کی آبادی　　تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن　　بنتی ہے بیاباں میں فاروقی رضی اللہ عنہ و سلمانی رضی اللہ عنہ

✤ انتساب:

''سرور کائنات ﷺ کی صحبت کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے طریقہ اخذ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ کے مقرب اصحاب میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اصحاب صفہ کے قابلِ قدر گروہ میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بھی صحبت رکھی''۔

بات حق کی ہے گو ذرا سی ہے　　خود شناسی ' خدا شناسی ہے

✤ فضائل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بزبانِ رسولِ رحمت ﷺ:

۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رحمت نے فرمایا:
ترجمہ حدیث: ''سبقت لے جانے والے چار افراد ہیں۔ میں خود عربوں میں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سابق ہیں اسی طرح بلال رضی اللہ عنہ حبش کے سابق اور صہیب رضی اللہ عنہ روم کے سابق ہیں''۔
(کنز العمال ج ۶-ص ۱۰۳اص-مستدرک حاکم-ج ۳ص ۲۸۵-مجمع الزوائد حلیۃ الاولیاء)

۲- آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''جنت تین آدمیوں' علی رضی اللہ عنہ عمار رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کی مشتاق ہے۔ (ترمذی' کنز العمال-حاکم)

۳- آپ رضی اللہ عنہ اُن چار صحابیوں رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور اپنے حبیب ﷺ کو اُن کی دوستی کا ارشاد فرمایا ہے: ''آنحضور ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں ان کے نام بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: وہ علی رضی اللہ عنہ' مقداد رضی اللہ عنہ' ابوذر رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے اور خبر دی ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے''۔ (ترمذی-ابن ماجہ-کنز العمال-۶/۱۶۲)

۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی علیہ السلام کے سات نجیب اور رفیق ہوتے ہیں۔ جبکہ مجھے چودہ نجباء عطا کیے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ کون کون حضرات ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا: ایک میں خود ہوں، دو میرے بیٹے (حسن و حسین رضی اللہ عنہ) ہیں اور باقی حضرات حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں''۔ (جامع ترمذی ص ۵۴۱)

۵- حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلمان رضی اللہ عنہ ایسے عالم ہیں کہ کوئی اُن کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا''۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۶۲)

## ✤ مناقب سلمان بزبانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

۱- یزید بن عمیر سے روایت ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا تو ان سے لوگوں نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمٰن! ہمیں کچھ وصیت اور نصیحت فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ (معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ: علم ان چار بزرگوں کے ہاں سے حاصل کرنا- عویمر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔ (جامع ترمذی ص-۵۴۳)

۲- ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''وہ علم اوّل اور علم آخر دیئے گئے تھے۔ جو کچھ ان کے پاس ہے۔ اسے نہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ ان پر اس معاملے میں سبقت لی جا سکتی ہے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۸۵)

۳- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے شام سے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہدیہ سلام بھیجتے وقت بیان فرمایا تھا: ''بے شک تمہارے درمیان ایسا شخص موجود ہے کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تنہائی میں راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوتے تو اُن کے سوا کسی اور کو ہرگز ملاقات کا موقع نہ دیتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱- ص ۱۴)

۴- حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے علم کی تصدیق ان الفاظ میں کی



ہے: ''سلمان رضی اللہ عنہ سراپا علم و حکمت ہیں''۔ (استیعاب ج ۳- ص ۵۷)

۵- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے مقربِ خاص ہونے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: ''حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راز و نیاز کی مجلس اس قدر طویل ہو جاتی تھی کہ ہم (ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سمجھنے لگتیں کہ کہیں وہ (محبت میں) ہم سے بازی نہ لے جائیں''۔

(سیر الصحابہ ص ۱۰۲- اسد الغابہ ج ۲/ ۳۳۰، استیعاب ج ۲/۵۶)

## ✤ طریقت میں اعلیٰ مقام:

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ طریقت میں ایک نہایت اعلیٰ و ارفع مقام رکھتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن خاص خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''رقباء'' (نگرانِ اُمت) قرار دیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اُن میں سے ایک ہیں۔ طریقت کے چار مشہور سلاسل طیبہ میں ''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' کی اہم کڑی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ یہ سلسلہ پابندیٔ شریعت اور احیاءِ سنت میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق نے روحانی فیض اپنے نانا بزرگوار حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ دوسرے طریق کے مطابق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو یہ فیضانِ نبوت اپنے آبائے طاہرین کی معرفت بھی میسر آیا تھا''۔

این سلسلہ از طلائے تاب است　　　این خانہ ہمہ آفتاب است

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مشائخ میں حضرت حبیب بن اسلم راعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلمان فارسی سے شرفِ مصاحبت رکھتے تھے۔

## ✤ اوّلین ترجمہ سورۂ فاتحہ درزبانِ فارسی:

بقول ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی:

''امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ ''المبسوط جلد اوّل صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں کہ چند نومسلم ایرانیوں کی خواہش پر سورۂ فاتحہ کا فارسی ترجمہ انہیں لکھ کر بھیجا تھا فقیہ ''تاج الشریعہ'' کی

تصریح یہ ہے کہ انہوں نے تسمیہ کا ترجمہ "بنام یزداں بخشاوندہ" کیا تھا اور یہ ترجمہ رسولِ رحمت ﷺ کو دکھایا تھا جو انہوں ﷺ نے ناپسند نہیں فرمایا"۔

(فاران' ماہنامہ) کراچی دسمبر ۱۹۷۷ء)

## ✤ وصالِ پُر ملال:

"آپ ؓ کے وصال سے بہت پہلے بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ؓ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ ؓ کو دیکھا کہ رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے زار و زار رو رہے ہیں۔ عیادت کے لیے آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آپ ؓ کیوں روتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ میں موت کے خوف سے قطعاً نہیں روتا اور نہ مجھے زندہ رہنے کا لالچ ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم سے عہد و پیمان لیا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کا دنیاوی ساز و سامان سوار کے توشہ سفر جتنا ہونا چاہیے جب کہ میرے اردگرد یہ کالے ناگ پڑے ہیں"۔

(محترم قارئین! حضرت سلمان فارسی ؓ نے جس سامان کو سانپ اور کالے ناگ قرار دیا تھا۔ وہ مٹی کا ایک لوٹا' پالان' پوستین' کپڑے دھونے کا ایک برتن (ٹب وغیرہ) اور ایسی ہی چند معمولی چیزیں تھیں۔ پھر بھی فرما رہے تھے کہ کہیں میں ان چیزوں کے جمع کرنے کی وجہ سے حضور ﷺ کے جمال مبارک سے محروم نہ رہ جاؤں۔ اللہ اکبر! یہ ہے اللہ کے بندوں کی شانِ استغنائی' ہمیں اپنی دُنیاداری پر بھی نظر ڈالنی چاہیے) میری نظر اپنے سامان پر پڑتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے ہم سے جو عہد لیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا۔ (حضرت سلمان فارسی ؓ کے وصال سے پہلے بیقرار اور وجۂ اضطراب کے واقعات کنز العمال ج ۷ ص ۴۵' حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۹۷' طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۹۰' سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۱۲ پر مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں سے معمولی فرق کے ساتھ درج ہیں۔ (کیفی)

جب حضرت سلمان فارسی ؓ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ ؓ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ جو کستوری و مشک تمہارے پاس ہے اُسے لے آؤ اور پانی بھی لے آؤ۔ آپ ؓ نے مشک و کستوری کو اپنے ہاتھ سے پانی میں ملایا پھر فرمایا اسے میرے اردگرد چھڑک دو اور بالا



خانے کے تمام دروازے کھول دو۔ کیونکہ میرے پاس ایک ایسی مخلوق آنے والی ہے جو نہ انسان ہیں اور نہ جن اور جو خوشبو تو محسوس کرتی ہے۔ لیکن کھانا نہیں کھاتی۔[۱] اور خدا جانے میری زیارت کے لیے آنے والی وہ مخلوق کس دروازے سے داخل ہو۔ آپ ؓ کی زوجہ محترمہ کا بیان ہے کہ میں آپ ؓ کا ارشاد بجالائی اور بالا خانے سے نیچے چلی آئی۔

(طبقات ج ۴/۹۳' حلیۃ اولیاء ج ۱ ص ۲۰۸)

حضرت بقیرہ رضی اللہ عنہا (زوجہ حضرت سلمان فارسی ؓ) کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد میں اوپر آئی تو دیکھا کہ حضرت سلمان فارسی ؓ مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ہونٹوں پر ملکوتی تبسم لیے ہوئے ہیں کہ گویا سو رہے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ؓ کی زوجۂ محترمہ کا بیان ہے کہ جب میں باہر نکلی (گھر سے یا بالا خانے سے) تو آواز آئی: السَّلامُ عَلیکَ یَا ولی اللہ! السلام علیک یا صاحب ؓ رسول ﷺ اللہ! جب میں اندر آئی تو روحِ مبارکہ قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔[۲] اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ راجعون۔

## ✤ تدفین:

"نمازِ جنازہ غالباً صحابی رسول ﷺ گورنرِ مدائن حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ یا فرزندِ رسول ﷺ حضرت امام حسن ؓ نے پڑھائی۔ اور علم و عمل کا یہ مہرِ تاباں سر زمین مدائن میں ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا"۔

علامہ بدر الدین سرہندی لکھتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے ایک رات بہ کرامت مدائن جا کر حضرت سلمان فارسی ؓ کو غسل دیا اور جنازہ پڑھا کر اسی رات مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

(حضرات القدس اُردو ص ۸۸)

آپ ؓ کے مدفن کے بارے میں تذکرہ نگاروں میں اختلاف ہے بعض روایات کے مطابق آپ ؓ کا مدفن درجِ ذیل مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ۱-بیت المقدس ۲-دامغان' ۳-صدوذ' ۴-اصفہان کے نزدیک' ۵-لیدا (فلسطین)۔ لیکن اکثر محققین کے نزدیک آپ ؓ مدائن میں ہی دفن ہیں اور یہ مدفن ایک ثابت شدہ حقیقت ہے اور بلاشبہ یہی

---

[۱] عطا ابن سائب کی روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ ملائکہ رات کو آنے والے ہیں۔ [۲] شواہد النبوت ص ۲۲۱

Scanned with CamScanner

مشہور اور متعارف ہے۔[۱]

## ✤ قطعہ تاریخِ رحلت:

چون سلمان بفضل خدائے کریم — زدنیائے دون شد بخلدِ بریں
"زفوتش زعالم سفر کردہ حق" — دگر ماند خالی زسیّد زمیں
۳۳ ہجری — ۳۳ ہجری

## ✤ کراماتِ حضرت سلمان فارسی ؓ:

۱- علامہ ابن تیمیہ ؒ لکھتے ہیں کہ: "ایک بار حضرت ابوالدرداء ؓ اور حضرت سلمان فارسی ؓ ایک بڑی پلیٹ میں کھانا کھا رہے تھے۔ تو پلیٹ یا وہ کھانا تسبیح پڑھنے لگ گیا اور دونوں صحابہ کرام ؓ نے اس آواز کو سنا"۔ (الفرقان۔ص ۱۳۱ بحوالہ سیرتِ سلمان ؓ)

۲- آپ ؓ کی مشہور کرامت یہ بھی ہے کہ جنگل میں دوڑتے ہوئے ہرن کو بلایا، تو وہ آپ ؓ کے پاس فوراً ہی حاضر ہو گیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ اڑتی ہوئی چڑیا کو آپ ؓ نے آواز دی تو وہ آپ ؓ کی آواز سن کر زمین میں اتر پڑی (تذکرہ محمود) گویا چرند پرند آپ ؓ کے تابع فرمان تھے۔ **سبحان اللہ!**

## ✤ بعد از وفات خواب میں عبداللہ ؓ بن سلام سے ملاقات:

"مغیرہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی ؓ نے حضرت عبداللہ ؓ بن سلام سے پہلے وفات پائی تھی۔ حضرت عبداللہ ؓ بن سلام نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابوعبداللہ! کیسے حال ہیں؟ فرمایا حال اچھا ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ ؓ نے وہاں کس عمل کو افضل پایا۔ جواب میں فرمایا: میں نے توکل کو عجیب چیز پایا"۔ (طبقات ابن سعد جلد ۴ ص ۹۲۔ شواہد النبوت ص ۲۲۱)

## ✤ باقیاتِ صالحات:

"آپ ؓ نے انتقال کے بعد پسماندگان میں تین بیٹیاں چھوڑیں۔ بیٹیوں

[۱] ہم نے (عاجز راقم الحروف نے) زیارتِ بغداد شریف کے دوران روضۂ سلمان فارسی ؓ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا۔ یہ مقام (مدفن سلمان فارسی ؓ) اب آپ کی نسبت خاص سے "سلمان پاک" کہلاتا ہے۔ مدائن بغداد سے تقریباً چالیس پچاس کلومیٹر ہے۔



کے علاوہ پسماندگان میں آپ ؓ کی بیوی بقیرہ ؓ بھی موجود تھیں۔ علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک اصفہان میں اور مصر میں مقیم رہیں۔ کچھ لوگ اصفہان میں اپنے آپ کو حضرت سلمان فارسی کی بیٹی کی اولاد قرار دیتے ہیں"۔ (اسد الغابہ ج ۲۔ ص ۲۲۱)

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ حضرت سلمان فارسی ؓ:

۱- حضرت سلمان فارسی ؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ آپ ؓ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن پاک نہیں پڑھا۔ اس میں واضح طور پر بیان ہے "ولذکر اللہ اکبر" (بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے یعنی افضل ہے"۔
(فضائل ذکر ص ۲۰)

۲- حضرت سلمان فارسی ؓ کا قول ہے کہ: روزِ قیامت لوگوں میں زیادہ گناہوں والے وہ لوگ ہوں گے جو دُنیا میں زیادہ باتیں اللہ کی نافرمانی میں کرتے رہتے ہیں۔
(حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۰۲)

۳- ہر انسان کے لیے باطن اور ظاہر ہے جس نے اپنے باطن کی اصلاح کر لی اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی بھی اصلاح کر دے گا اور جس نے اپنے باطن کو خراب کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی درست نہیں کرے گا۔

۴- تم سلام پھیلایا کرو، کھانا کھلایا کرو اور نماز پڑھا کرو جب کہ دوسرے لوگ محوِ خواب ہوں۔

۵- حضرت سلمان ؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ سے فرمایا: اے جریر! کیا تم جانتے ہو کہ روزِ محشر کے اندھیرے اور ظلمات کیا ہیں؟ جریر نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: لوگوں کا دُنیا میں ایک دوسرے سے ظلم کرنا ہی ظلماتِ قیامت کا باعث ہوگا۔

(تفصیلات ہماری کتاب "تذکرہ سلمان فارسیؓ" میں ملاحظہ فرمائیں)

Scanned with CamScanner

# (۴)

# حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ



## ۴-امام الاولیاء امام المتقین حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ

✤ ولادت: ۲۳ شعبان ۲۴ ہجری / ۶۴۵ء............مدینہ منورہ

✤ وصال: ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۸ ہجری / ۷۲۷ء............مشلل (درمیان مکہ ومدینہ)

✤ نسبت باطنی: ...............حضرت سلمان فارسیؓ

✤ مقام: ...............کبار تابعین اور فقہائے سبعہ میں سے تھے۔

✤ **تعارف:**

"خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ مبارک میں شاہ فارس (ایران) یزد جرد (شہریار) جو عجم کا آخری بادشاہ تھا' کی تین بیٹیاں مالِ غنیمت میں آئیں۔ ان میں ایک (شہر بانو) حضرت امام حسینؓ کے عقد میں آئیں۔ جن سے حضرت امام زین العابدینؒ پیدا ہوئے۔ دوسری حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ کی زوجیت میں آئیں جن سے حضرت سالمؒ پیدا ہوئے۔ اور تیسری حضرت محمد بن ابی بکر صدیقؓ کے نکاح میں آئیں۔ جن سے حضرت امام قاسمؓ پیدا ہوئے۔ اس طرح امام زین العابدینؓ امام حسینؓ' حضرت سالمؒ بن عبداللہؓ بن عمر فاروقؓ اور حضرت امام قاسمؒ بن محمدؓ بن ابی بکر صدیقؓ تینوںؓ ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی اور کسریٰ یزدجرد کے نواسے ہیں"۔ (ابن خلکان)

✤ **ولادتِ باسعادت:**

"آپؒ کی ولادت باسعادت ۲۳-شعبان ۲۴ ہجری بمطابق ۲۴-جون ۶۴۵ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپؒ کی

تاریخ پیدائش ۱۳-شعبان ۵۳۵' ۵۳۷ اور ۵۲۹ ہجری بھی تحریر کی ہے"۔

✤ **والد ماجد:**

"آپ کے والد ماجد محمدؓ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ آپ حجۃ الوداع کے سفر میں "ذوالحلیفہ" کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ حضرت اسماءؓ بن عمیس تھیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ نے ان (اسماءؓ بن عمیس) سے نکاح کر لیا۔ لہٰذا آپؒ کے والد ماجد محمدؓ نے حضرت علیؓ کے زیر سایہ تربیت حاصل کی اور پروان چڑھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو اپنے عہد خلافت میں مصر کا گورنر مقرر کیا تھا اور امیر معاویہ کے سپہ سالار حضرت عمروؓ بن العاص کے ہاتھوں قتل ہوئے"۔

✤ **پرورش وتعلیم وتربیت:**

"حضرت قاسمؒ ابھی بچے ہی تھے کہ سر سے باپ کا سایہ عاطفت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اٹھ گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اسے یتیم اور ننھے بچے کی پرورش اور تعلیم وتربیت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس بچے کی تربیت وتعلیم میں اس درجہ توجہ مبذول فرمائی کہ آگے چل کر یہی یتیم و بے کس بچہ چوٹی کے علماء میں شمار ہوا۔ (مدینہ طیبہ کے ان شہرۂ آفاق فقہائے سبعہ کا ایک ممتاز رکن بنا) جن کے علم وفضل کی دھاک چار دانگ عالم بیٹھی ہوئی تھی اور اُن کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہر مسلمان کے لیے باعث اطمینان تھی"۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے علاوہ آپؒ نے مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت رافعؓ بن خدیجؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبداللہؓ بن خباب، صالحؒ بن خوات، اسلمؒ مولیٰ عمرؓ، عبدالرحمٰن یزید بن جاریہ، حضرت فاطمہ بنت قیس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ **سبحان اللہ!**

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں: "حلال وحرام کی پہچان، احکام فرائض سے واقفیت اور علم و



عرفان کی گہرائی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مقام بلند ہے۔ آپؓ کا تمام وکمال علم (حدیث وفقہ) آپؓ سے آپؓ کے بھتیجے قاسم بن محمدؒ اور بھانجے عروہ بن زبیرؓ نے حاصل کیا اور انہوں نے آپؓ کے قول کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عہد حکومت میں واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ "اگر خلافت کا معاملہ میرے بس میں ہوتا تو قاسم بن محمد رضی اللہ عنہم کے سوا کسی کو خلیفہ مقرر نہ کرتا"۔ سلمان بن عبدالملکؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد اپنے بھائی یزید بن عبدالملکؒ کو ولی عہد مقرر کیا ہوا تھا۔ لہٰذا آپؒ معاہدہ کی پابندی کی وجہ سے مجبور تھے۔ (شذرات الذہب)

✤ **نسبت باطنی:**

"علم باطن میں آپؒ کی نسبت حضرت سلمان فارسیؓ سے تھی۔ آپؒ نے اپنے جد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیقؓ کی باطنی نعمت بطور مریدی اور ہدایت آپؓ کے وسیلہ جلیلہ ہی سے حاصل کی۔ چونکہ حضرت امام زین العابدینؓ سے بھی آپؒ کو محبت تھی اور صحبت بھی رہی ہے۔ اسی طرح آپؒ نے حضرت علیؓ کی نسبت باطنی کا فیض بھی حاصل کیا"۔

کیوں نہ اصحابؓ نبی ﷺ ٹھہریں ہدایت کے نجوم
ضوفگن ہے مہرِ تابانِ شہنشاہِ عرب

✤ **حدیث وفقہ اور تعلیم وتدریس:**

"آپؒ علم حدیث میں بڑے ماہر اور فقہ اسلامی کی عقدہ کشائی میں یگانہ روزگار تھے۔ مدینہ طیبہ کے شہرۂ آفاق "فقہائے سبعہ" کے ایک ممتاز رکن کی حیثیت سے مشہور ہیں"۔

ابن سعدؒ لکھتے ہیں: "آپؒ لائق اعتماد عالم، عالی قدر فقیہ، کثیر الحدیث امام اور بڑے پرہیزگار تھے"۔ (طبقات ابن سعد)

ابن حبان فرماتے ہیں: آپؒ تابعین کے سردار، علم وادب اور فقہ میں اپنے اہلِ زمانہ پر گوئے سبقت رکھتے تھے"۔ (تہذیب التہذیب)

Scanned with CamScanner

ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ”میں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سنتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا“۔(صفۃ الصفوۃ)

خالد بن نزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”قاسم رحمۃ اللہ علیہ، عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور عمرہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ احادیث تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔

تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسندِ تدریس کو رونق بخشی اور جو علوم و فنون مختلف اساتذۂ فن سے جمع کیے تھے اب اُنہیں بڑی فیاضی کے ساتھ طلبۂ علم میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ صبح سویرے مسجد میں تشریف لے آتے۔ پہلے دو رکعت نماز پڑھتے پھر حلقۂ درس میں بیٹھ کر تلامذہ کو پڑھانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔(طبقات ابن سعد)

✤ **روایت بالمعنیٰ:**

”روایت بالمعنیٰ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اگرچہ اکثریت جواز کی قائل ہے مگر اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہی الفاظ بیان کیے جائیں جو پڑھتے وقت استاد سے سنے ہوں۔ صرف مفہوم ادا کر دینے پر اکتفا کرنا بہتر نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی کا اہتمام فرماتے تھے اور ’روایت بالمعنیٰ‘ جائز نہیں سمجھتے تھے“۔

ابن عون رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ آپ (قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ) بلفظ روایت بیان کیا کرتے تھے۔

(طبقات ابن سعد)

✤ **بے نفسی اور زُہد وقناعت:**

”اس قدر وافر علم اور گہری فقاہت کے باوجود بے نفسی ملاحظہ ہو کہ جب کوئی ایسا مسئلہ سامنے آتا جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ جانتے تو صاف صاف اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیتے اور اس کی کبھی پرواہ نہ کرتے کہ لوگ اس سے کیا اثر لیں گے اور میرے وقار کو اس سے کیا صدمہ پہنچے گا“۔

ابوالزناد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف اُسی سوال کا جواب دیتے جس کی حجت عیاں اور حقانیت بہت واضح ہوتی تھی۔

شاہی خاندان (یعنی خلیفہ اوّل کے پوتے اور شاہِ ایران کسریٰ کے نواسے ہونے کی حیثیت میں) سے تعلق رکھنے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دُنیا سے کوئی محبت نہ تھی۔ مال ومتاع



سے مطلق اُنس نہیں تھا، بلکہ اس کے برعکس امیرانہ شان وشوکت اور سرمایہ دارانہ ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی سے دلی نفرت تھی۔ امام ایوب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ”میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو زعفران سے رنگی ہوئی معمولی چادر پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کی سیر چشمی کا قناعت کا یہ حال تھا کہ ایک لاکھ روپیہ کا گراں قدر عطیہ چھوڑ دیتے تھے پھر اس کے متعلق دل میں حرص و آرزو کا کوئی واہمہ پیدا نہیں ہونے پاتا تھا“۔(صفۃ الصفوۃ) ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے افضل اور قانع آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ روپیہ لینے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ وہ اُن کے لیے ہر لحاظ سے حلال تھا۔

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے　　خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

✤ **فضائل ومناقب:**

”یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جسے ہم علم وفضل میں قاسم رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دیں۔(تذکرۃ الحفاظ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں لکھتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں عبدالرحمٰن بن قاسم نے حدیث بیان کی اور وہ اپنے زمانے کے افضل ترین انسان تھے۔ ایوب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ”میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا“۔(تہذیب)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے مدینہ منورہ میں امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو علم وفضل، عمل وتقویٰ، فقہ وحدیث، تفسیر القرآن الکریم اور علومِ طریقت وحقیقت میں افضل نہیں دیکھا“۔(خزینۃ الاصفیاء) زبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

✤ **لباس اور اوضاع واطوار:**

”آپ رحمۃ اللہ علیہ چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اس میں قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن محمد نقش تھا۔ سر پر عموماً سفید عمامہ باندھتے تھے۔ اپنے سر اور داڑھی کو مہندی لگاتے تھے“۔

✤ **اولادِ امجاد:**

”آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے دو صاحبزادے عبدالرحمٰن اور محمد رحمۃ اللہ علیہ اور دو

Scanned with CamScanner

صاحبزادیاں اُم فروہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُمِ حکیم رحمۃ اللہ علیہ چھوڑیں۔ عبدالرحمٰن بڑے جلیل القدر محدث اور عالی مرتبہ فقیہ تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں افضل اہل زمانہ کہا ہے۔ اُمِ فروہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ اور امام جعفر صادق آپ کے نواسے تھے"۔

## ✤ وصال:

"آپ نے سفرِ حج میں ۷۰ یا ۷۲ سال عمر پا کر ۱۰۱ ہجری/۷۱۹ء میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہدِ حکومت میں قدید نامی جگہ میں (مکہ اور مدینہ کے درمیان) داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی آخری آرام گاہ قدید سے تین میل دُور "مقام مشلل" میں واقع ہے اور زیارت گاہِ خلائق و ملائکہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ مفتی غلام سرور لاہوری قدس سرہ نے لکھا ہے کہ مؤرخین کی اکثریت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۷ ہجری/۷۲۵ء میں انتقال فرمایا۔ محققین نے ۱۰۸ ہجری/۷۲۶ء/۷۲۷ء بھی لکھا ہے"۔

## ✤ قطعہ تاریخِ رحلت:

قسمت خود یافت چون قاسم بخلد — سال وصل آن امام نیک نام

"طالب اللہ" و "حق فرمودہ" اند — "زاہدِ کامل بقولِ خاص و عام"

۱۰۸ ہجری — ۱۰۸ ہجری — ۱۰۸ ہجری

## ✤ مادۂ تاریخِ رحلت:

"حق" — "زاہد کامل" — "زاہد اکمل"

۱۰۸ ہجری — ۱۰۸ ہجری — ۱۰۸ ہجری

## ✤ تلامذہ:

"آپ کے مشہور تلامذہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، امام سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ امام شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ، عمر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ عروۃ بن زبیر اور ابوبکر بن محمد شامل ہیں"۔



# (۵)

# حضرتِ اِمامِ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

# امامِ اُمت: داعی شریعت وطریقت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

* ولادت: ۱۳ ربیع الاوّل ۸۰ ہجری/ ۶۹۹ء............مدینہ منورہ
* وصال پاک: ۱۵ رجب ۱۴۸ ہجری/ ۷۶۵ء............جنت البقیع مدینہ منورہ
* نسبت باطنی:..............والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
* نسبت صدیقی:............نانا جان محترم امام قاسم رضی اللہ عنہ
* مقام:............امامِ زمانہ

## تعارف:

"آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک جعفر، کنیت سامی ابوعبداللہ وابواسمٰعیل اور لقب پاک صادق تھا۔ آپ امام باقر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم پاک بی بی اُم فروہ فاطمہ تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے امام قاسم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ اور بی بی فروہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اسماء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کی صاحبزادی تھیں۔ اس طرح آپ کا نسبی تعلق والد کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور والدہ کی طرف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے"۔

## ولادتِ باسعادت:

"آپ کی ولادت باسعادت ۱۳ ربیع الاوّل ۸۰ ہجری/ ۶۹۹ء بروز پیر ہوئی۔ بعض نے آپ کی تاریخ پیدائش ۸۳ ہجری، ۸۲ ہجری اور ۸۷ ہجری بھی تحریر کی ہے۔ اسی طرح ماہ کی تاریخوں میں بھی اختلاف ہے۔ ۱۳ ربیع الاوّل، ۷ ربیع الاوّل اور ۸ ربیع الاوّل بھی لکھا ہے"۔



## فیضانِ نسبت:

"علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اور ان کا اپنے والد ماجد امام زین العابدین سے اور ان کا اپنے والد محترم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کا اپنے والد محترم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ دوسری طرف آپ کا انتساب باطنی اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ کا فرمان ہے: "وَلَدَنِیْ ابوبکر مرّتین" (میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دو مرتبہ جنا گیا ہوں) پہلی ولادتِ ظاہری کہ میرے نانا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہیں اور دوسری ولادتِ معنوی کہ علم باطنی بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔ آپ چودہ برس کے تھے جب آپ کے دادا زین العابدین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اس طرح ۱۴ سال تک آپ ان کے سایہ تربیت میں رہے۔ چونتیس برس کی عمر تک آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے والد ماجد کا سایہ شفقت نصیب ہوا۔ آپ کے نانا قاسم رضی اللہ عنہ کا شمار مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا تھا۔ آپ نے تین بزرگوں یعنی دادا، نانا اور والد سے تعلیم و تربیت پائی"۔

(نقشبندیہ طریق میں آپ رضی اللہ عنہ کو دونوں طرف سے فیض اور نسبت حاصل ہے اسی لیے آپ صاحب زُہد کامل اور بڑے متقی تھے)

## لقب صادق کی وجہ

آپ کے لقب صادق کی بابت بہت سے مؤرخین نے لکھا ہے:

"لُقِبَ بالصادقِ لِصدقہٖ فی مَقَالَتِہٖ، آپ کو آپ کی صدق بیانی کی وجہ سے صادق کا لقب دیا گیا ہے"۔ ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کی ولادت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ کلمہ حق اور پیکرِ صداقت ہو گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ عباسی خلیفہ منصور نے انہیں یہ لقب دیا تھا"۔

## علمی فضل و کمال:

"امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے علوم وفضائل والے گھرانے اور علم وعرفان کے مرکز شہر مدینہ منورہ میں تعلیم وتربیت پائی تھی۔ اس لیے مختلف علوم میں آپ کامل تھے

بڑے بڑے علماء اور ائمہ آپؒ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ کے حلقہ درس میں سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام یحیٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان عینیہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوایوب بجستانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے فرزند ارجمند امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی عدیم المثال ہستیاں بھی شریک ہوا کرتی تھیں۔ جنہوں نے آپ کے وسیلہ جلیلہ سے بہت سی احادیثِ مقدسہ بھی روایت کی ہیں''۔

## ✤ روایتِ حدیث:

''آپ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ اپنے نانا امام قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ، نافع محمد بن مکندر رحمۃ اللہ علیہ، عطا رحمۃ اللہ علیہ اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ علامہ ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث شمار کیا ہے۔ آپ سے بکثرت احادیث روایت کی گئی ہیں۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو احادیث آپ بیان کرتے ہیں ان کی سند کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے سنی ہیں اور بعض ان کی تحریر کی شکل میں مجھے ملی ہیں۔ آپ کا قول منقول ہے کہ ابان بن تغلب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تیس ہزار حدیثیں نقل کی ہیں۔ امامیہ کے ہاں آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ سے کتنی کثیر تعداد میں حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ حدیث نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں''۔

## ✤ علم کلام:

''امام جعفر صادق کے زمانے میں مسلمانوں کا علوم عقلیہ (فلسفہ وغیرہ) سے تعارف ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے دینی عقائد وغیرہ میں خرابیاں پیدا ہونے لگی تھیں۔ علمائے دِین نے فلسفیانہ اسلوب میں ان کا ردو ابطال کرنے کے لیے علم کلام ایجاد کیا۔ امام جعفر صادقؒ نے بھی علم کلام میں مہارت حاصل کی اور بے



دینی اور الحاد پھیلانے والوں سے کئی بار مناظرے کئے اور ہر بار انہیں شکست دی۔ تاریخ کی کتابوں میں ایسے کئی مناظروں کا حال بیان کیا گیا ہے''۔

(اُردو دائرہ معارف اِسلامیہ)

## ✤ مناقب وفضائل:

''حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، اخلاقِ فاضلہ کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ بڑے عابد، زاہد متقی اور پارسا تھے۔ ہر دور اور ہر فرقے کے علما نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب ومحاسن اور آپ کی پاکیزہ و بلند شخصیت کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً: عمر بن ابی المقدام رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''جب میری نظر جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ پر پڑتی تو یہی نظر آتا تھا کہ وہ شجر نبوت کا ثمر ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے'':

''اِتَّفَقُوْا عَلٰی اِمَامَتِہٖ وَجَلَالَتِہٖ وَسَیَادَتِہٖ''۔

''لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امامت، جلالت اور عظمت پر متفق ہیں''۔

شہرستانی کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ علم دین وادب کا چشمہ، حکمت کا بحرِ زخار، زہد وتقویٰ میں کامل تھے۔ عبادت وریاضت میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ آپ دُنیا سے بے رغبت اور حب دُنیا اور شہرت سے بے تعلق تھے۔

آپ لطائف تفسیر القرآن و حدیث اور اسرارِ تنزیل میں بے نظیر تھے۔ بلکہ آپ کے اشاراتِ جمیلہ اور اسرارِ جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''آپ معاملات طریقت کی حجت، اربابِ مشاہدہ کی برہان، اولادِ نبی ﷺ کے امام اور برگزیدہ نسلِ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور آپ علوم کی باریکیوں اور کلام اللہ کے نکات بیان کرنے میں مخصوص تھے''۔ بانی فقہ اِمام الائمہ سراج الامت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ آپؒ نے کبھی اِمامت کی خواہش نہ فرمائی اور نہ کسی سے امرِ خلافت میں نزاع کی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو شخص دریائے معرفت میں ڈوب جاتا ہے اس کو ایک جو برابر طمع نہیں ہوتی اور جو شخص حقیقت کے زینوں پر عروج کرتا ہے وہ مجاز کے گڑھوں کی کبھی خواہش نہیں کرتا۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

ے

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے ۔۔۔ خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

## ✤ کراماتِ بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ کشف و کرامات تھے۔ آپ سے بے حد و حساب کرامات کا ظہور ہوا۔ ہم تبرکاً صرف ایک کرامت ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

''ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف گیا۔ ناگاہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت سے حقیقتِ حال دریافت فرمائی۔ اس نے کہا میں اور میرے لڑکے اس گائے کا دودھ پی کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اب ہم پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گائے کو زندہ کر دے۔ اُس عورت نے کہا ہم پر تو مصیبت پڑی ہوئی ہے اور آپ مصیبت کے وقت مذاق کر رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا فرمائی اور اُس مردہ گائے کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماردی اور آواز دی۔ گائے زندہ ہو گئی اور کھڑی ہو گئی۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام لوگوں میں چلے گئے تا کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے''۔

(شواہد النبوۃ از علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ)

## ✤ وصالِ پاک:

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر سیاست سے کنارہ کش رہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی تعلیم و تربیت وعظ و تبلیغ کے لیے وقف کیے رکھا۔ آپ نے ۱۵ رجب ۱۴۸ ہجری/ ۷۶۵ء میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں اس روضے میں آپ کی تدفین ہوئی جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ دادا زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے۔ آپ کی عمر مبارک اڑسٹھ ''۶۸'' سال ہے۔

آپ کی تاریخ وفات میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ بعض نے ۱۴۹ ہجری/ ۷۶۶ء بھی تحریر کی ہے۔



## ✤ مادہ تاریخ وفات:

''حق طلب'' (۱۴۹ ہجری) اور ''دلیل جمال'' (۱۴۸ ہجری) ہے

## ✤ تعظیم و توقیر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

''حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حسنِ خلق کے سبب جلوت میں اُن کے مزاج گرمی میں مزاح و تبسم زیادہ تھا۔ مگر جب اُن کے سامنے حضور سرورِ کائنات ﷺ کا ذکر بابرکت ہوتا تو اُن کا رنگ زرد ہو جاتا اور میں نے اُن کو حدیث رسول ﷺ بیان کرتے وقت کبھی بے وضو نہیں دیکھا۔ میں عرصہ دراز تک ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا مگر جب بھی اُن سے ملاقات ہوئی تو اُن کو نماز میں مشغول پایا خاموش بیٹھے تدبر و تفکر میں یا قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے ہی پایا۔ وہ خلوت میں بھی کبھی فضول اور بے معنی بات چیت نہیں کرتے تھے۔ ھم عن اللغو معرضون مومن لغو اور بے ہودہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ (القرآن) علوم شرعیہ کے عالم باعمل اور خدا ترس تھے۔ صاحبِ زُہد کامل اور بڑے متقی تھے۔ آپ نہایت ہی باادب تھے۔ (تہذیب)

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱۔ جس نے اللہ کو پہچانا اس نے ماسویٰ سے منہ پھیر لیا۔

۲۔ علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

۳۔ جو شخص عبادت پر فخر کرے وہ گناہگار ہے اور جو معصیت پر اظہار ندامت کرے وہ فرمانبردار ہے۔

۴۔ جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلبِ مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

۵۔ جب تجھ سے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اپنے ربّ سے معافی مانگو کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے۔

Scanned with CamScanner

۶- نیکی تین خصلتوں کے بغیر کامل وتمام نہیں ہوتی۔

I- اسے جلدی کرنا

II- اسے چھوٹا سمجھنا

III- اسے چھپانا۔

۷- نیک بختی کی علامت یہ بھی ہے کہ عقلمند دشمن سے واسطہ پڑ جائے۔

۸- اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی طرف یہ حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرتے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اسے تکلیف دے۔



# (۶)

## عارفِ یزدانی حبیبِ ربانی

# حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

## ۶-عارفِ یزدانی حبیبِ ربانی سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

- ولادت: ۱۳۶ ہجری/ ۵۴-۷۵۳ء.......................بسطام (قومس ایران)
- وصال: ۱۵ شعبان ۲۶۱ ہجری/ ۸۷۵ء..........بسطام (ایران)
- نسبت باطنی:...................حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بطریقِ اویسیت
- لقب:...................................سلطان العارفین
- روحانی مرتبہ ومقام:......بایزید رحمۃ اللہ علیہ ہم میں ایسے ہیں جیسے جبرئیل علیہ السلام فرشتوں میں ہیں۔(حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)

### تعارف وابتدائی حالات:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی طیفور ؒ ہے۔ لیکن آپ اپنی کنیت اور نسبت 'بایزید بسطامی' کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شیخ عیسیٰ بڑے زاہد اور نیک نفس بزرگ تھے۔ لیکن افسوس کہ ان کی عمر نے وفا نہ کی اور اُنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے چند ماہ بعد ہی دارِ فانی سے رخت سفر باندھ لیا اور اس طرح آپ سایۂ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا ''سروشان'' آتش پرست تھے جو بعد ازاں نار کو چھوڑ کر نور کی طرف آ گئے تھے اور زنار توڑ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے اور بقیہ عمر انہوں نے پرہیز گاری اور درویشی میں گزار دی تھی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی اور تھے اور وہ دونوں بڑے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عمر میں چھوٹے تھے لیکن روحانی مرتبہ ومقام میں سب سے بڑھ گئے تھے۔

؎ یہ مرتبہ بلند ملا' جس کو ملا

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ ''وفیات الاعیان'' میں رقم طراز ہیں کہ ''حضرت بایزید



بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی آدم رحمۃ اللہ علیہ اور علی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور وہ دونوں عابد اور زاہد تھے مگر بایزید رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں سے زُہد و عبادت میں سبقت لے گئے''۔ قارئین محترم! ان خاندانی حالات کے پیشِ نظر بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے زُہد و تقویٰ توارث میں پایا تھا اور پاکیزہ ماحول کی روح پرور فضاؤں میں پروان چڑھے۔

پروفیسر اے-جے-آربری (A.J.ARBERRY) نے اپنی کتاب "MUSLIM SAINTS AND MYSTICS" میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب آپ ابھی ماں کے شکم میں ہی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ اگر کبھی کوئی شبہ والا لقمہ کھانے لگتیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پیٹ میں مضطرب ہو جاتے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ وہ لقمہ پھینک دیتیں۔ (MUSLIN SAINTSA AND MYSTICS Page 10)

شکم مادر میں یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی کرامت تھی۔ یہی کرامت ''تذکرۃ الاولیاء'' اور ''سفینۃ الاولیاء'' میں بھی درج ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ یتیم بچہ آگے چل کر روحانیت اور شہرت کی اِنتہائی بلندیوں کو چھو لے گا اور بالآخر ''سلطان العارفین'' کہلائے گا۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔

پاک باز ماں نے ''طیفور'' نام رکھا لیکن یہ شہبازِ طریقت مشہور اپنی کنیت اور نسبت ''بایزید بسطامی'' سے ہی ہوا۔

### ولادتِ باسعادت

''آپ رحمۃ اللہ علیہ سن ولادت میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخِ ولادت ۱۳۶ ہجری/ ۷۵۳ء تحریر کی ہے۔ بعض نے ۱۲۸ اور ۱۳۱ ہجری بھی تحریر کی ہے۔ کتاب ''کارنامہ بزگان ایران'' میں درحدود ۱۸۸ ہجری تحریر ہے۔ علامہ فضل احمد عارف لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سال وفات کہ جس میں اختلاف کی گنجائش بہت کم ہے' کو سامنے رکھتے ہوئے سن ولادت ۱۸۸ ہجری درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک قول کے مطابق آپ نے ۷۴ سال کی عمر پائی تھی۔ علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۷۳ سال اور سن وفات ۲۶۱ ہجری تحریر کیا ہے۔

اس لحاظ سے آپ کی ولادت ۱۸۸ ہجری میں ہونا ثابت ہوتی ہے''۔ (کیفی)

## ✤ تعلیم وتربیت:

''جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہوش سنبھالا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے شہر کی ایک مسجد میں آپ کو تعلیم کے لیے بھیج دیا۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن پڑھتے رہے اور قرآن سیکھتے رہے۔ ایک روز آپ اپنے اُستادِ محترم سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ ''سورۃ لقمان'' کی اس آیت پر پہنچے:

''اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ'' (آیت ۱۴)

''یعنی میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُستاد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے معنی پوچھے۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنا اور والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معنی سنے تو حالت دگرگوں ہو گئی اور چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اپنے اُستادِ محترم سے رخصت لے کر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے والدین کا''۔ لیکن میں دو آقاؤں کا خادم کیسے بن سکتا ہوں۔ مجھ میں ہمت نہیں ہے یا تو مجھے خدا سے مانگ لو تا کہ مکمل طور میں تمہارا ہو جاؤں یا مجھے خدا کے لیے چھوڑ دو تا کہ پورے طور پر اسی کی بندگی کر سکوں۔

خدا رسیدہ ماں نے جواب دیا: بیٹا ''طیفورا!'' میں اپنا حق چھوڑے دیتی ہوں اور تمہیں خدا کے لیے وقف کرتی ہوں، جاؤ اور خدا کے بن کے رہو''۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے ماں کا یہ جواب سنا تو بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر علم ومعرفت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

## ✤ تلاشِ علم ومعرفت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ بسطام سے نکلے اور ملکِ شام اور گردونواح کے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ایک روایت کے مطابق تقریباً تیس سال تک شام کے جنگلوں، صحراؤں اور بیابانوں میں ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔ اور زیادہ تر بھوکے رہتے تھے۔ قریہ بہ قریہ، شہر بہ شہر پھرتے رہے اور متعدد علماء ومشائخ سے ظاہری وباطنی علم سیکھا۔ ''سیروا فی الارض'' کے



مصداق سفر وسیاحت بجائے خود رسمی تعلیم سے زیادہ علم وآگہی، بصیرت اندوزی اور عبرت پذیری کا باعث ہے۔ کیونکہ زمین کے چپے چپے پر عبرت کے بے شمار نشان موجود ہیں اور ذرّے ذرّے پر عروج وزوال کی بجائے کتنی داستانیں بکھری پڑی ہیں۔

نہ ہے قبر دارا، نہ گورِ سکندر — مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

## ✤ اساتذہ وشیوخ:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام کی تعداد خاصی ہے۔ دورانِ سفر میں ایک سو تیرہ اولیاء اللہ اور مشائخِ عظام کی زیارت کی اور ظاہری وباطنی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔ (تذکرہ الاولیاء) یہ تعداد آپ کی علمی استعداد، طلبِ صادق اور محنت شاقہ کی نشاندہی کرتی ہے۔ شیخ عطاء نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام کی تعداد ۱۱۳ ہی لکھی ہے''۔

بعض بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ خود حاضر نہیں ہو سکے۔ تاہم غائبانہ طور پر ان سے بھی فیض یاب ہوئے۔ لیکن آپ کے کمالات ومقامات کی تکمیل اویسیہ طریقہ سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے ہوئی۔ اور ایسے کمالات ومقامات حاصل کیے کہ ''سلطان العارفین'' کے عظیم اور زندہ جاوید لقب سے نوازے گئے۔ صاحبِ رشحات لکھتے ہیں کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اویسی ہیں۔ اُردو دائرہ معارف اِسلامیہ جلد اوّل پر درج ہے کہ ''تصوف میں بایزید'' کے اُستاد ابوعلی السندی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جنہوں نے آپ کو ''وحدتِ سری'' سے متعارف کیا۔ وہ عربی نہیں جانتے تھے۔ (ص-۹۳۲)

انگریز مستشرق پروفیسر نکلسن (R.A.NICHOLSON) نے اپنے مقالے میں جو کہ ''جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے، (JOURNAL OF ROYALASIATIC SOCIETY 1906) تحریر کیا ہے کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف میں استاد ایک کرد تھے۔ اور تصوف وطریقت اختیار کرنے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں ''اصحاب الرائے'' کے مسلک پر تھے۔ لیکن طریقت پر چلنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی خاص مسلک فقہ کی پابندی اور تقلید سے اپنے آپ کو بلند کر لیا''۔

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعد ازاں آپ ہر اُس فتویٰ پر عمل کرتے تھے جو تقویٰ اور

زیادہ احتیاط پر مبنی ہوتا اور یہی سبھی اہلِ طریقت کا طریقہ ہے۔

اسلامی انسائیکلو پیڈیا کے فاضل مصنف کے بیان کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں ''حنفی المذاہب'' تھے

### ✤ شجرۂ طریقت:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقت یوں ہے: بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ......حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ......حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ...... حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ''

### ✤ سفرِ حج مبارک وزیارت مدینہ منورہ:

''سیاحت کے دوران حضرت بایزید غالباً خراسان میں تھے کہ حج کا ارادہ کیا۔ زادِراہ تقویٰ ساتھ لیا اور سفر کا آغاز کر دیا۔ عاشق درِمحبوب تک سر کے بل چل کر جانے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں کوئی اور کوچۂ جاناں میں سر کے بل چل کر گیا ہو یا نہ گیا ہو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ضرور گئے ہیں''۔

صاحب تذکرۃ الاولیاء کے مطابق بایزید رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال میں خانہ خدا تک پہنچے جاتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے ''یہ دُنیا کے کسی بادشاہ کی چوکھٹ نہیں ہے کہ اس جگہ ایک بار دوڑتے ہوئے پہنچ جائیں''۔ (بعض روایات کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ سفرِ حج میں قدم قدم پر سجدہ کرتے ہوئے خانہ خدا پہنچے) خانہ خدا میں کیا کچھ دیکھا؟ اس کے متعلق سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ''کشف المحجوب'' میں حضرت بایزید کا ایک قول نقل کر کے انکشاف کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''پہلی بار جب میں زیارت کعبہ سے مشرف ہوا تو وہاں میں نے گھر کو تو خوب دیکھا لیکن گھر والا نظر نہیں آیا۔ پس میں نے سمجھا کہ میرا حج ابھی قبول نہیں ہوا۔ دوسری دفعہ مکہ معظمہ گیا تو گھر والا بھی دیکھا اور گھر بھی دیکھا۔ تیسری دفعہ حج پر گیا تو گھر والے کا خوب مشاہدہ کیا اور گھر کہیں دکھائی نہیں دیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عاشقِ رسول ﷺ تھے اور عاشقوں کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ حج کے ساتھ ہی زیارت مدینہ سے فراغت حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حج کیا تو مدینہ منورہ نہیں گئے اور کہنے لگے۔ ''یہ ادب نہیں



کہ زیارت مدینہ کو زیارت مکہ کے ماتحت رکھ دیا جائے''۔ لہٰذا اگلے سال دیارِ رسول ﷺ کے لیے الگ خراسان سے رختِ سفر باندھا۔ روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی۔ آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پر درود وسلام کے پاکیزہ الفاظ دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے......اتنے میں اونگھ سی آ گئی۔ دیکھا تو نظروں کے سامنے حضور سرورِ کائنات ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے تھے۔

''بایزید رحمۃ اللہ علیہ اُٹھو اور اپنی ماں کی جا کر خدمت کرو''۔

### ✤ والدہ ماجدہ کی خدمت میں:

زیارت مدینہ سے فارغ ہو کر بسطام پہنچے۔ رات ڈھل چکی تھی۔ گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی آواز آہستہ آہستہ آ رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کان لگا کر سنا تو والدہ ماجدہ کہہ رہی تھیں۔ اے باری تعالیٰ میرے پردیسی بیٹے کو نیک بنا اور اسے خیر وعافیت کے ساتھ رکھ۔ اور اس سے بزرگوں کے دِل خوش کر دے اور اپنی مہربانی سے اس کے حالات کو خوب سے خوب تر بنا دے......'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دروازے پر دستک دی۔ ماں نے پوچھا کون ہو؟'' جواب دیا'' آپ کا پردیسی بیٹا!'' ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگیں''۔ ''اے طیفور! تمہاری جدائی سے میری کمر دوہری ہو گئی ہے اور آنکھیں خراب ہو گئیں ہیں۔ حضرت بایزیدؒ اس کے بعد گھر میں مقیم رہے اور والدہ کی خدمت میں سرگرم رہے۔ فرماتے ہیں ''جس کام کو میں تمام کاموں کے بعد سمجھتا تھا' درحقیقت اسے سب پر اوّلیت حاصل ہے اور وہ ماں کی خدمت اور رضا جوئی تھی''۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں تمام ریاضتوں مجاہدوں' خدمت اور پردیس میں تلاش کرتا رہا وہ سب کچھ ماں کی خدمت میں مجھے مل گیا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ والدہ محترمہ نے فرمایا کہ آدھا دروازہ بند کر دو میں صبح تک سوچتا رہا کون سا آدھا دروازہ بند کر دوں۔ دایاں یا بایاں تا کہ والدہ محترمہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس طرح میں نے ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی اور سحر کے وقت وہ سب کچھ پا لیا جو کچھ میں مدتوں سے تلاش کرتا پھرتا تھا۔ سبحان اللہ!

### ✤ وفاتِ حسرت آیات:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵ شعبان ۲۶۱ ہجری بمطابق ۸۷۵ء کو وصال فرمایا۔ بعض

Scanned with CamScanner

تذکرہ نگاروں نے آپ کا سن وفات ۲۳۴ہجری، ۲۶۴ہجری اور ۲۶۹ہجری بھی تحریر کیا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ سالِ وفات درست نہیں ہے"۔

"آپ کا مزارِ اقدس بسطام میں ہی ہے اور مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آپ آسودہ خواب ہیں وہاں اب "گورستانِ طیفور" کے نام سے ایک قبرستان عالم وجود میں آ گیا مزارِ اقدس پر ایک قبہ ہے جو کہ ایک تاتاری حکمران کے اظہارِ عقیدت کی یادگار ہے۔ جرمن مستشرق "کارل بروکمان" اور "انگریزی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" کے مقالہ نگار کے مطابق یہ قبہ تاتاری حکمران "الجائتو" نے ۷۰۰ہجری/۱۳۰۰-۰۱ء میں تعمیر کرایا تھا۔ آپ کی عمر مبارک میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۷۳ اور ۷۵ سال کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ بعض نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۱۲۵ سال، ۱۲۸ سال اور ۱۳۳ سال بھی تحریر کی ہے۔

✤ **مادہ تاریخِ رحلت:**

| | | |
|---|---|---|
| "اکرم" | "نوراحمد" | "محبوب احد" |
| ۲۶۱ہجری | ۲۶۹ہجری | ۲۶۹ہجری |

✤ **تقویٰ پرہیزگاری:**

"ایک روز آپ کو ذوقِ عبادت حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ خادم کو حکم دیا کہ معلوم کرو کہ آج گھر میں کیا چیز موجود ہے جو سوہانِ روح بن گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک خوشہ انگور رکھا تھا۔ فرمایا: اسے فوراً کسی کو دے دو۔ میرا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خوشۂ انگور دینے کے فوراً بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں لذت و سرور پیدا ہو گیا۔

✤ **حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے حضور**

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر صوفیاء کبار کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کئی جگہ کیا ہے جیسے:

زائرانِ ایں مقامِ ارجمند  پاک مرداں از مقامات بلند
پاک مرداں چون فضیلؒ و بو سعیدؒ  عارفاں مثلِ جنیدؒ و بایزیدؒ

بالِ جبریل میں کہتے ہیں:

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں  شکوہِ سنجرؒ و فقرِ جنیدؒ و بسطامیؒ



قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عاشقِ رسول ﷺ اور طالب حق تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تصوف (طریقۂ طیفوریہ) بھی عشقِ رسول ﷺ سے خصوصی طور پر مربوط ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے "مثنوی اسرارِ خودی" میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اس قدر عاشقِ رسول ﷺ اور سنت کی پیروی کرنے والے تھے کہ خربوزہ نہ کھاتے تھے کیونکہ اس پھل کے کھانے کا مسنون طریقہ انہیں معلوم نہ تھا۔ اس کامل تقلید کا نام "عشق" ہے۔

✤ **ارشاداتِ وفرموداتِ قدسیہ:**

۱- "نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں (بروں) کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے"۔

۲- "جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تعالیٰ تمہارے حال سے باخبر ہے۔ پس اس سے ڈرتے رہو اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہو"۔

۳- اگر کسی بداخلاق کے ساتھ رہنے کا موقع ملے تو تم اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ خوش خلقی خدا کے نزدیک کرتی ہے اور بدخلقی خدا سے دور پھینکتی ہے۔

۴- عارف کسی چیز سے بجز وصال خوش نہیں ہوتا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

۵- "جو شخص خدا کی معرفت رکھتا ہے وہ اپنی زبان ذکرِ الٰہی کے سوا کسی بات کے لیے نہیں کھولتا" چالیس سال ہونے کو ہیں میں نے مخلوق سے کوئی بات نہیں کی۔ (شرح تعرف)

۶- "اللہ تعالیٰ کی یکتا ذات سے عشق کرنے والے لوگ جنت وغیرہ کی کوئی خواہش نہیں رکھتے اور ایسے اہل محبت اپنی محبت کی یکسوئی کے باعث مخلوقات سے پوشیدہ اور در پردہ رہتے ہیں"۔ (کشف المحجوب)

۷- "عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ وہ صفاتِ خداوندی کا مظہر ہو جائے"۔

(حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات کے لیے مصنف کی کتاب "تذکرہ بایزید بسطامیؒ" ملاحظہ فرمائیں)

Scanned with CamScanner

# (۷)

## قطب ربانی

# خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ



## ۷-قطب ربانی غوثِ صمدانی، عاشق یزدانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

- ولادت: ۳۵۲ھ/۹۶۳ء..................خرقان (ایران)
- وصال: ۴۲۵ھ/۱۰۳۴ء..................خرقان (ایران)
- نسبت باطنی:..................حضرت بایزید بسطامی بطریق اویسیت
- مقام:..................قطب اوتادٌ ابدال عالم، صاحب اسرار وحقائق
- خلفاء:..................شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ
- تعارف:

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی علی اور کنیت سامی "ابوالحسن" ہے۔ والد ماجد کا نام جعفر رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ جو کہ شرفاءِ خرقان سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ایران کے علاقہ خرقان میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ "خرقانی" کہلاتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے کئی سال پہلے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی نے آپ کے متعلق بشارت دی تھی"۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "ایک روز بایزید بسطامیؒ جنگل میں جا رہے تھے۔ جب قصبہ "خرقان" پہنچے تو ٹھہر گئے اور بو سونگھنے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے۔ "یہاں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام "ابوالحسن خرقانی" ہوگا۔ میری وفات کے اتنے سال بعد پیدا ہوگا اور میری قبر پر آ کر مجھ سے مستفیض ہوگا۔ (نافع السالکین)

ایک دوسری روایت میں حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا کہ میری پیدائش کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ میں فیض باطنی اس تک پہنچادوں اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہوں گی۔

۱- اس پر عیال داری کا بوجھ ہوگا۔
۲- وہ کھیتی باڑی کرے گا۔
۳- وہ درخت لگایا کرے گا۔ (چنانچہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی)

Scanned with CamScanner

✤ **ولادتِ باسعادت:**

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۳۵۲ ہجری/۹۶۳ء میں ہوئی۔ بعض تذکرہ نگار آپ کا سن ولادت ۳۴۹ ہجری یا ۳۴۰ ہجری بھی لکھتے ہیں۔ اور اس سے کم و بیش بھی لکھتے ہیں"

✤ **نسبتِ باطنی:**

"حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اگرچہ حضرت بایزید بسطامی کی وفات کے بعد ہوئی۔ لیکن روحانی فیض تمام تر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بایزید بسطامی سے ہی بطریق اویسیت حاصل کیا۔ شہزادہ داراشکوہ رقمطراز ہے کہ: "حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف وطریقت میں فیض حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا اور شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش کو حضرت بایزید اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق خاطر حاصل ہے۔ کیونکہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے جب کہ سیّد علی ہجویری ابتداً میں شیخ گرگانی کی صحبت میں رہے ہیں"۔

(سفینۃ الاولیاء)

✤ **ریاضت ومجاہدہ:**

"جب آپ نے ہوش سنبھالا تو بایزید بسطامیؒ کے مزارِ مقدس کا شہرہ سن کر باقاعدگی سے حاضر ہونا شروع کر دیا۔ "خرقان" سے مزار شریف (بسطام) کا فاصلہ تین فرسنگ ہے آپ بارہ سال تک متواتر عشاء کی نماز خرقان میں باجماعت ادا فرما کر مزار شریف پر تشریف لے جاتے اور ساری رات ذکر وفکر اور مراقبہ میں گزار کر اسی وضو سے صبح کی نماز خرقان میں واپس آ کر ادا فرماتے۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک وتصوف کی تمام منازل طے کر لیں اور معرفت کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے۔ مزارِ مقدس پر یہ دُعا کرتے: "اے اللہ! جو خلعت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے فضل سے عنایت فرمایا ہے اس میں سے ابوالحسن کو بھی عطا فرما"۔



✤ **سلسلۂ طریقت:**

"خواجہ مولانا بن روز جہاں اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے 'وصیت نامہ' کی شرح کی رو سے ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ بیعت چند واسطوں سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک اس طرح بھی ملایا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت ابومظفر مولانا ترک طوسی رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت خواجہ اعرابی یزید عشقی رحمۃ اللہ علیہ...... خواجہ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ"

اور شیخ المشائخ ابوالعباس قصاب آملی قدس سرہ (م-۳۷۰ ہجری) فرماتے تھے کہ "ہمارے بعد ہمارا یہ بازار (سلسلہ تصوف) خرقانی سنبھالیں گے۔" چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زمانے نے رجوع کیا۔ اور فیض پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ، غوثِ روزگار اور قبلۂ عصر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں طالبانِ طریقت کا سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہوتا تھا۔

(طبقات الصوفیہ ص ۳۰۸، حضرت القدس اُردو ص ۱۰۶، خزینۂ معرفت ص ۳۶)

✤ **تواضع وعاجزی:**

"ایک دفعہ آپ بہت سے درویشوں کے ساتھ خانقاہ میں تشریف فرما تھے۔ سخت تنگی کا زمانہ آ گیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سات دن سے فاقہ گزار رہے تھے۔ ایک شخص آٹے کی ایک بوری اور ایک بکری لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور آواز دی کہ میں یہ آپ تمام صوفیوں کے واسطے لایا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں سے فرمایا: 'تم میں سے جو صوفی ہو وہ لے لے۔ میری ہمت تو نہیں پڑتی کہ صوفی ہونے کا دعویٰ کروں' یہ سن کر کسی نے بھی نہ لیا اور وہ شخص واپس چلا گیا"۔

✤ **مہمان نوازی:**

"اگرچہ عربوں کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اتنے اعلیٰ درجے کے مہمان نواز تھے کہ آپ کی مہمان نوازی کا چرچا زبان زدِ عام تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دُنیا کی ساری نعمتوں کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھ دیا جائے تو پھر بھی مہمان نوازی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ نیز فرمایا کرتے

Scanned with CamScanner

تھے کہ میں اس چیز کو برداشت کر سکتا ہوں کہ دُنیا میں قرضے کے بوجھ تلے دب جاؤں اور دُنیا سے قرض دار کی حیثیت سے جاؤں اور روزِ قیامت قرض خواہ مجھے پکڑے اور رقم طلب کرے۔ مگر میں یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ میرا کوئی مہمان آئے اور میں اس کی مہمان نوازی نہ کروں۔ میرے پاس کوئی سائل آئے اور میں اس کے سوال کو پورا نہ کروں''۔

## ✤ فضائل ومناقب:

''حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کے سلطان' اوتاد وابدال کے قطب اور اہل طریقت وحقیقت کے پیشوا تھے۔ توحید ومعرفت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز ہمیشہ ریاضت ومجاہدہ اور حضور و مشاہدہ میں مستغرق گزرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فیوض ومعرفت کا منبع ومخزن تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وبزرگی مسلمہ ہے''۔

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ صوفیوں کے قدیم اجلۂ مشائخ میں شمار کیے جاتے ہیں اور اپنے وقت میں تمام اولیاء کے ممدوح تھے۔ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا قصد کیا اور ان سے طویل ملاقاتیں کیں''۔ (کشف المحجوب) حضرت شیخ (استاذ) ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں ''ولایت خرقان'' میں آیا تو اس بزرگ (پیر خرقانی رحمۃ اللہ علیہ) کے دبدبہ اور دہشت سے میری فصاحت وبلاغت رخصت ہوگئی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید میں اپنی ولایت سے معزول ہوگیا ہوں۔ (کشف المحجوب)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر ہم عصر اولیاء اللہ اور علماءِ کرام استفادہ کے واسطے آپ کی رحمۃ اللہ علیہ خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی مستند روایات کے ساتھ حدیث شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری طور پر علم حدیث کسی سے نہ پڑھا تھا۔ مگر اس سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''علم لدنی'' حاصل تھا۔

## ✤ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ:

''سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (بقولِ لین پول ۳۸۸ ہجری/۹۸۸ء سریر آرائے



سلطنت ہوا) آپ کا مرید خاص تھا۔ اور ہندوستان پر حملوں کے پیچھے آپ (ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ) کی اجازت' راہنمائی اور روحانی امداد کارفرما تھی''۔

✤ **وضاحت**: تاریخی کتب میں ہے کہ ہندوستان پر ایک حملے (یہ کالنجر پر حملہ کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جو ۴۱۰ ہجری/ اکتوبر ۱۰۱۹ء کے بعد کیا گیا) کے دوران لڑائی سے پہلے جب سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ نے دشمن کی ٹڈی دل افواج کے مقابلے میں اپنی افواج کو کمزور دیکھا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گوشۂ تنہائی میں اپنے خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا عطا کردہ خرقہ مبارک آگے رکھ کر اور سربسجود ہو خرقہ کا واسطہ دے کر گڑگڑا کر فتح کے لیے یوں دُعا کی:

''یا اللہ! اس خرقہ کی آبرو کے طفیل اور صدقے مجھے ان کافروں پر فتح عطا فرما' میں یہاں سے جو مالِ غنیمت حاصل کروں گا وہ سب کا سب درویشوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دوں گا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو فتح حاصل ہوئی۔ اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اسی طرح سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی فرما رہے ہیں: اے محمود! تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو ضائع کر دی اگر تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ تمام کفار مسلمان ہو جائیں تو بفضل ربی سب مسلمان ہو جاتے۔ سبحان اللہ! کیا شانِ اولیاء اللہ ہے۔

نوٹ: اُردُو دائرہ معارفِ اسلامیہ جلد ۲۰ ص ۴۸ پر خرقہ کا ذکر نہیں جب کہ ''مخزینہ معرفت'' (از صوفی محمد ابراہیم قصوری) میں ''سومنات'' کا ذکر ہے۔ (محمد یوسف کیفی)

## ✤ کراماتِ بابرکات:

''آپ کی بہت سی کرامات میں سے ہم صرف تبرک کے طور پر ایک پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ شیخ بوعلی سینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصروں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت کا سن کر ''خرقان'' پہنچے۔ مگر آپ گھر سے باہر کہیں گئے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سے پوچھا: شیخ ابوالحسن خرقانی کہاں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا اس جھوٹے اور کذاب سے تمہیں کیا کام ہے؟ ان الفاظ سے بوعلی سینا پریشان ہوگئے اور بدظن ہو کر جنگل کی طرف چل پڑے۔ دیکھا کہ ابوالحسن خرقانی ایک شیر کی پشت پر لکڑیاں رکھے ہوئے آ رہے ہیں۔ بوعلی سینا کے اوسان خطا ہو گئے اور عرض کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ہم اس عورت

Scanned with CamScanner

کی باتوں کا بوجھ نہ اٹھائیں (باتیں برداشت نہ کریں) تو شیر ہمارا بوجھ کب اٹھا سکتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیا کے معاملات اسی طرح سے چلتے ہیں۔ ان کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیے اور اپنے دِل کو خدا کی طرف ہی مخاطب کرنا چاہیے۔ ایک دِن ایسا آئے گا کہ سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت یہ دیکھ کر اور ملفوظات سن کر ممتحن بن کر آنے والے بو علی سینا معتقد اور شاگرد بن کر واپس ہوئے''۔ (انوار اولیاء)

خواجۂ خواجگان' اوتادِ زماں' خزینۃ العرفان' ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ (راقم الحروف کے پیر و مرشد) نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ ''اگر گھر والے یا رشتہ دار درویش کا کہا مانیں اور موافقت کریں تو اُن کو دوسروں کی نسبت زیادہ حصہ دیا جاتا ہے۔ اگر بدقسمتی سے وہ درویش کی مخالفت کریں تو وہ دوسروں سے زیادہ محروم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو موافقت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (محمد یوسف کیفی)

## ✤ وصالِ پُرملال:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے قبل یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودنا تا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے اونچی نہ رہے۔ کیونکہ ''خرقان کا علاقہ بسطام'' سے بلند جگہ پر واقع ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ مرید (روحانی شاگرد) کی قبر اپنے پیر و مرشد کے مزارِ اقدس سے اونچی رہے۔ یہ کمالِ ادب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا''۔ ع با ادب بامُراد

آپ کی وفات شبِ عاشورہ ۴۲۵ ہجری/۱۰۳۴ء میں ہوئی۔ اور ۱۰ محرم الحرام کے دن ''خرقان'' میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک آج تک مرجع خاص و عام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات میں بھی بعض تذکرہ نگاروں نے اختلاف کیا ہے۔ ۱۰ محرم الحرام کی بجائے ۱۵ رمضان المبارک اور ۴۲۵ کی بجائے ۴۴۸ ہجری بھی تحریر کی ہے۔

## ✤ مادۂ تاریخِ وفات:

''شاہِ احسن'' ''نورِ حقانی'' ''واصل رحمٰن''
۴۲۵ ہجری ۴۲۵ ہجری ۴۲۵ ہجری



## ✤ قطعہ تاریخِ رحلت:

شاہِ خرقانی جناب ابوالحسن یافت چون از دہر در جنت مکان
سالِ وصلش بو الحسن صدیق داں میشود از خامہ ''سرور'' عیاں
۴۲۵ ہجری

## ✤ مزارِ مقدس پر دُعا کی قبولیت:

''مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو شخص میرے مزار کے پتھر پر ہاتھ رکھ کر دُعا مانگے وہ قبول ہو جائے گی۔ اور یہ بات تجربہ میں آچکی ہے۔ وفات کے دوسرے دِن ہی یکا یک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس پر رکھا ہوا ہے۔ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے
بوسہ زن بر آستانِ کاملے

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- آپ نے فرمایا کہ آدمی اس دِن صوفی ہوگا جب دِن کو اسے آفتاب کی حاجت نہ رہے۔ اور رات کے وقت اسے چاند ستاروں کی ضرورت نہ رہے۔ (نفحات الانس-ص ۲۷۵)

۲- آپ سے پوچھا گیا کہ ''اخلاص'' کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ تم خدا کے لیے کرو اخلاص ہے اور جو کچھ مخلوق کے لیے کرو وہ ''ریا'' ہے۔

۳- آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبھی ایسے آدمی کے ساتھ صحبت مت رکھو کہ تم اللہ کہو اور وہ دوسری باتیں کرے۔ (حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کا مفہوم اس شعر میں یوں ادا فرمایا ہے:

با کسے صحبت مدار اے دیدہ ور!
تو خدا گوئی و او چیزے دگر!

۴- آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ زمین پر چلتے لیکن مردہ ہیں اور بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں مگر وہ زندہ ہیں۔ (یعنی فقیر کی قبر بھی

Scanned with CamScanner

زِندہ ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ موت کے بعد قبر میں سوتے ہوئے بھی فیض رسانی کرتے ہیں اور یہ سچے درویش کی نشانی ہے۔ بقول سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

نام فقیر تنہادا باہوؒ قبر جنہاں دی جیوے ھو۔ (کیفی)

۵۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سب سے افضل امور ذکرِ الٰہی سخاوت' تقویٰ اور صحبت اولیاء ہیں اور فرمایا: مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا جاتا ہے اس کے مراتب بڑھتے جاتے ہیں۔

۶۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ اور اولیاء کرام آنحضور کی صفات کے مظہر ہیں۔ وہ علمی وارث ہیں اور یہ (اولیاء) عملی وارث ہیں کیونکہ آنحضور نے درویشی اختیار فرمائی تھی۔

۷۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ صوفی کون ہے؟ فرمایا کوئی شخص گدڑی اور سجادہ (جانماز) کی وجہ سے صوفی نہیں ہوسکتا۔ اور نہ صوفیوں کی عادتیں اور رسوم اختیار کر لینے سے۔ صوفی وہی ہے جو نہ ہو اور ''فانی فی اللہ'' ہو۔

۸۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صدق یہ ہے کہ دِل سے بات کہے یعنی آدمی وہ بات کہے جو اس کے دِل میں ہو۔



# (۸)

# شیخ ابوعلی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

## ۸- امام المتقین: واقف علوم جلی وخفی خواجۂ خواجگان

## حضرت شیخ ابو علی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۴۰۷ ہجری/۱۰۱۶ء..................فارمد (طوس)

✤ وصال: ۴ ربیع الاوّل ۴۷۷ ہجری/۱۰۸۴ء..........طوس شریف

✤ نسبت باطنی:...................حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

✤ مقام ومرتبہ:..................قطب وقت شیخ طریقت پیشوائے زمانہ

✤ خلفاء:.................خواجہ یوسف ہمدانی حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

### ✤ تعارف:

’’آپ کا اسم گرامی سیّد فضل اور کنیت ابوعلی ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام نامی حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو کہ ’’فارمد‘‘ میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ عالم اجل تھے اور بہت سی مخلوقات اُن کی گرویدہ تھی‘‘۔

### ✤ ولادت باسعادت وتاریخ ولادت:

’’آپ ’’طوس‘‘ کے نزدیک ’’فارمد‘‘ نامی ایک قریہ (گاؤں) میں پیدا ہوئے۔ اور اسی گاؤں کی نسبت سے آپ کو ’’فارمدی‘‘ کہا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۴۰۷ ہجری بمطابق ۱۰۱۶ء میں ہوئی تھی۔ آپ کے تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے ۴۳۴ ہجری اور ۴۲۴ بھی تحریر کی ہے۔ صاحب تذکرہ مشائخ نقشبندیہ اور ’’رسالہ قشیریہ‘‘ کے مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۴۰۷ ہجری ہی تحریر کیا ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق یہی قول ۴۰۷ ہجری زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت ابوالحسن خرقانی کا وصال ۴۲۵ ہجری میں ہوا۔ اگر آپ (ابوعلی فارمدی) کی تاریخ ولادت ۴۳۴ ہجری تسلیم کر لی جائے تو پھر حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ثابت نہیں ہوتی‘‘۔ (کیفی)



### ✤ تحصیل علوم ظاہری:

’’بچپن ہی سے تعلیم کا بے حد شوق تھا جو آپ کو طوس سے نیشا پور لے گیا۔ وہاں آپ مدرسہ علوم اسلامیہ میں داخل ہوگئے۔ اور بڑی جانفشانی سے علوم کی تحصیل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ ابوحامد غزالی کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ ابوعبداللہ بن باکو شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، ابومنصور تمیمی رحمۃ اللہ علیہ، ابوعبدالرحمٰن، نیلی رحمۃ اللہ علیہ، ابوعثمان صابونی رحمہم اللہ سے سماع حدیث کیا۔ وعظ وتذکیر میں آپ امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ اور امام موصوف آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی خاص توجہ سے پڑھایا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم فقہ، حدیث اور تفسیر وغیرہ میں کامل اور مکمل ہو چکے تھے۔ ہروقت کسی مرد خدا کی تلاش میں رہتے تھے‘‘۔

### ✤ شیخ ابوسعید ابوالخیر سے ملاقات:

’’ایک دفعہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کے ہمراہ نیشاپور تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کے نورانی چہرے پر فریفتہ ہو گئے۔ اور دِل کھو بیٹھے۔ چونکہ طبیعت میں بچپن ہی سے حبِ درویشاں غالب تھی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ انہی کے ہو کر رہ گئے۔ ہر مجلس میں نہایت ادب ومحبت سے حاضر ہوتے تھے۔ ان مجالس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اطمینانِ قلب نصیب ہوگیا اور عجیب وغریب باتیں ظاہر ہونے لگیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام حالات کو اپنے اُستادِ محترم ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور مبارک باد دی‘‘۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک دن میں گھر پر تھا کہ یکا یک میرے دِل میں حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کا جذبہ موجزن ہوا۔ دِل چاہتا تھا کہ ابھی اُڑ کر آپ کے قدموں میں چلا جاؤں۔ میں نے طبیعت کو بہت روکا مگر کچھ بس نہ چلا۔ آخر کار میں آپ کے درِ دولت پر پہنچا۔ شیخ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور بعد ازاں جب مجلس شروع ہوئی۔ تو میں ایک کونہ میں چپ چاپ بیٹھ گیا۔ مجلس میں ذکر کے وقت ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ حضرت ابوسعید ابوالخیر کو وجد ہوگیا۔ آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اللہ اللہ کہتے ہوئے رقص کرنے لگے۔ کافی دیر کے بعد جب آپ کو ہوش آئی تو لباس تبدیل فرما کر اپنے پیراہن کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لے کر آواز دی ’’ابوعلی فارمدی‘‘ کہاں ہے؟ جلدی حاضر ہو جائے۔ جب میں نے آواز سنی تو حیران

Scanned with CamScanner

رہ گیا کیونکہ حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ میرے نام سے واقف نہ تھے۔ چنانچہ میں ڈرتا ڈرتا حاضر ہوا۔ آپ نے میرے حال پر نہایت ہی مہربانی فرمائی اور وہ ٹکڑا مجھے عطا کیا اور پھر فرمایا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا یہ تمہارے بہت کام آئے گا۔ میں نے وہ لے لیا اور بڑی حفاظت سے رکھا اور اس پیراہن مبارک سے مجھ کو بہت سے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

## ✤ امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں:

”جب شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور تشریف لے گئے تو میں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور وہ حالات اور واردات جو مجھ پر ظاہر ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیے۔ آپ نے فرمایا: ”اے لڑکے جا! تحصیلِ علم میں مشغول ہو جا“ میں علم میں مشغول ہو گیا اور یہ روشنی روزانہ بڑھتی جاتی تھی۔ میں تین سال تک تحصیلِ علم میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز میں نے دوات سے قلم نکالا تو سفید تھا۔ میں وہاں سے اُٹھا اور امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب علم نے تجھ سے ہاتھ اٹھالیا تو بھی اس سے ہاتھ اٹھانے اور طریقت کے کام میں لگ جا۔ اور معاملہ میں مشغول ہو۔ میں مدرسہ سے اپنا سامان خانقاہ میں لے آیا اور اُستاد امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مشغول ہو گیا“۔

## ✤ خدمتِ شیخ:

”ایک دِن اُستاد امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ غسل کرنے کے واسطے حمام میں تشریف لے گئے۔ تو میں نے چند ڈول پانی کے حمام میں ڈال دیئے کیونکہ آس پاس کوئی اور موجود نہ تھا۔ جب امام صاحب باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ حمام میں پانی کس نے ڈالا تھا میں نے سوچا کہ شاید یہ فعل آپ کو ناگوار گزرا ہے۔ اس لیے ڈر کی وجہ سے خاموش رہا۔ آخر تیسری مرتبہ جب آپ نے دریافت کیا تو میں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ میں نے ڈالا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو ستر (۷۰) سال کی عمر میں جو حاصل ہوا تھا تجھ کو پانی کے ایک دو ڈول کے عوض میں مل گیا۔ اس کے بعد میں بدستور حضرت امام کی خدمت میں ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہا کہ ایک دِن مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں اس کیفیت و حال سے محو و بے خود ہو گیا۔ میں



نے حضرت امام سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو فرمایا: اے ابوعلی! راہِ سلوک میں میری پرواز اس سے آگے نہیں ہے اور اس مقام سے آگے کی ”واردات“ کا نہ مجھ کو علم ہے اور نہ راستہ کا پتہ ہے۔ تیری طلب بہت بڑی ہے اس لیے کسی اور صاحب ارشاد کی طرح رُخ کرنا چاہیے“۔

## ✤ نسبتِ باطنی:

”علم باطن میں آپ کو دو (۲) طریقوں اور سلسلوں سے فیض حاصل ہوا۔ ایک شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسرے ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے جو قطبِ وقت اور اپنے زمانہ کے مشائخ کے پیشوا تھے“۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کا انتساب شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور شیخ گرگانی کو شیخ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ارادات ہے اور اُن کو ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ علیہ سے اور اُن کو ابوعلی رود باری رحمۃ اللہ علیہ سے اور اُن کو سیّد الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ان کے بعد یہ سلسلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ نیز شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی صحبت رہی اور اُن سے فوائد کثیرہ حاصل کیے ہیں اور اُن سے خرقہ بھی پایا۔

کہتے ہیں کہ چالیس آدمی ولی اللہ ہوئے ہیں جو شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں دونوں مشہور معروف بزرگ ہوئے ہیں۔ (حضرات القدس اُردو۔ ص ۱۱۱)

## ✤ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت:

”آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت تو پہلے ہی سنی ہوئی تھی۔ لہٰذا آپ نے اپنے باطن کو اور زیادہ روشن کرنے کے لیے طوس کا سفر طے فرمایا اور جلد از جلد حضرت گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں اُن کے پاس حاضر ہوا تو آپ مراقبے میں تھے۔ آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا: اے ابوعلی! آؤ کیا چاہتے ہو؟ میں نے سلام کے بعد حالات عرض کیے۔ آپ نے فرمایا: ”تمہیں یہ ابتداء مبارک ہو گو تم کسی درجے پر نہیں پہنچے لیکن اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے درجے پاؤ گے“ میں نے دِل میں کہا میرے پیر و مرشد یہی ہیں اور میں شیخ کے پاس مقیم ہو گیا آپ ایک مدت تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدے اور

Scanned with CamScanner

ریاضتیں کراتے رہے۔ پھر ایک وقت آیا انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر دیا اور مجھ پر اپنی فرزندی میں لے لیا۔ ایک دِن حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ طوس تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے اے ابوعلی! اب وقت آ گیا ہے کہ تم کو طوطی کی طرح گویا کریں گے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوعلی وعظ و نصیحت کیا کرو۔ چنانچہ اس وقت مجھ پر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کے ارشاد کا مطلب واضح ہو گیا۔ (نفحات الانس ص ۳۳۲)

کافی عرصہ تک مجھے آپ کی خدمت کا شرف حاصل رہا۔ پھر آپ نے مجھے اپنے شیخ و مرشد حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے سلوک کی باقی ماندہ تمام منازل وہاں طے کیں اور وہیں سے آپ کو اجازت و خلافت عطا ہوئی۔

## ✤ عظیم مبلغ و صاحبِ اِرشاد:

اس کے بعد آپ طوس سے نیشاپور لے گئے اور اپنے پر تاثیر وعظ و رشد ہدایت کی وجہ سے اُمراء بالخصوص نظام الملک کے ہاں بے حد شرفِ قبولیت حاصل کیا۔ آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیائے کرام اور مساکین پر خرچ کر دیتے تھے۔ آپ کے وعظ و نصیحت کی مجلس گویا ایک باغ ہوتا تھا جس میں رنگ رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہوں۔

## ✤ فضائل و مناقب:

۱۔ آپ اپنے زمانے کے نامور اولیاء اللہ میں ہوئے۔ آپ عالمِ اجل اور فاضل بے بدل تھے۔ امام تصوف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور معرفت کے اعلیٰ درجات کو پہنچے۔

۲۔ آپ خراسان کے شیخ الشیوخ تھے۔ اور آپ اپنے وقت میں اس طریقِ خاص میں یکتا تھے۔ آپ کو لسانِ خراسان بھی کہا جاتا تھا۔

## ✤ وِصالِ پُر ملال:

آپ کی وفات ۴ ربیع الاوّل ۴۷۷ ہجری/۱۰۸۴ء میں طوس میں ہوئی۔ اور مزار مبارک بھی طوس میں زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔



## ✤ مادہ تاریخ وفات:

| | | | |
|---|---|---|---|
| ''عزت'' | اور | ''عبادت'' | ہے |
| ۴۷۷ ہجری | | ۴۷۷ ہجری | |

## ✤ خلفاء:

۱۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ

## ✤ اِرشاداتِ قدسیہ:

پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری دینے سے نورِ معرفت کی روشنی ملتی ہے۔ بشرطیکہ خلوصِ دِل سے ہو۔

## ✤ قطعہ تاریخ رحلت:

چوں علی راشد بہ علیین مقام — سال وصل آن ولی متقی
گو محمد بو علی پیر مجیب — نیز ''مہدی مکرم'' بو علی
۴۷۷ ہجری — ۴۷۷ ہجری

# (۹)

# حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ



## ۹-عارف ربانی-غوث زمانی-حبیبِ یزدانی

## حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت:.................بوزنجرد (نواحِ ہمدان)

✤ وصال:.......................بامئین (تاجکستان-روس)

✤ نسبتِ باطنی:....................شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

✤ مقام:......حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔

✤ مقلد: امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

✤ تعارف:

آپ کا نام اسمِ گرامی خواجہ یوسف اور کنیت ابویعقوب تھی۔ والدِ ماجد کا نام محمد ایوب تھا۔ آپ عالم وعامل، عارف وکامل، زاہد و پرہیز گار، عابد، صاحبِ حال اور صاحبِ کرامات تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ہمدان کے نوحی گاؤں ''بوزنجرد'' میں ہوئی۔ اور ہمدان کی مناسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

✤ ولادتِ باسعادت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت تقریباً ۴۴۰-۴۱ ہجری بمطابق ۱۰۴۹-۵۰ء میں ہوئی۔ آپ کی تاریخِ ولادت پر تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے۔

✤ تحصیلِ علوم ظاہری:

آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھارہ برس کی عمر میں بغداد شریف لائے۔ اور وہاں ابواسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر کے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اصولِ فقہ و مذہب میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔ قاضی ابوالحسنین محمد بن علی بن مہتدی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن مامون رحمۃ اللہ علیہ، ابوجعفر محمد بن احمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے سماعِ حدیث کیا۔ اور اصفہان، خراسان، سمرقند اور

بخارا کے مشائخِ حدیث سے بھی استفادہ کیا۔ بعد ازیں عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں خاص مقام حاصل کیا۔

## ✤ انتسابِ باطنی:

اُس وقت مشائخ میں سے حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت شہرہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کے خدمتِ کیمیا خاصیت میں حاضر ہوئے اور شرفِ بیعت حاصل کیا۔ چونکہ طالبِ صادق تھے اور صافِ دِل لے کر گئے تھے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کام بہت ہی جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقۂ خلافت عطا ہوا اور حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم بنے۔ اصفہان میں شیخ عبداللہ جوینی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ حسن سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خرقۂ خلافت اور فیوض و برکات حاصل کیے۔ کتاب شرح وصایاءِ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بلا واسطہ انتساب ہے۔ (یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں)۔

## ✤ فضائل ومناقب:

آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل، عارف، وزاہد، عابد مرتاض اور صاحبِ احوالِ جلیلہ اور صاحبِ کرامات تھے۔ علوم ومعارف میں قدمِ راسخ اور فتاویٰ دینیہ میں یدِ بیضا اور احکامِ شرعیہ میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ خواطرِ قلبیہ سے پوری واقفیت اور کرامات وخوارق میں پورا تصرف رکھتے تھے۔ علماء اور فقہاء کا ایک جمِ غفیر اور جماعت کثیر آپ کی مجلس اور خانقاہ میں آپ کے پاس جمع رہتے تھے اور کلمات وارشادات سے نفع حاصل کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ساٹھ سال تک پند و نصیحت سے لوگوں کو مستفید و مستفیض فرمایا۔ اور مسندِ ارشاد پر متمکن رہ کر لوگوں کی تربیت و اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ آپ کوہِ زرّا میں بھی مقیم رہے اور سوائے نمازِ جمعہ کے کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیر تک مرو میں بھی مقیم رہے اور وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں اس قدر طالبانِ خدا تھے کہ کسی دوسری خانقاہ میں نہ تھے۔ آذربائیجان اور عراق وخراسان میں مریدوں کی تعلیم وتربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منتہی ہوتی تھی۔ (قلائدالجواہر اُردو ص ۲۴۹) آپؒ ان مشائخ میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو صحبت رہی اور منتفع ہوئے۔ (قلائدالجواہر ص ۱۱)



## ✤ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اٹھارہ سال کی عمر میں حصولِ تعلیم کے لیے اپنی وطن عزیز سے بغداد تشریف لائے اور غالباً ۴۸۹ ہجری/۱۰۹۶ء میں تحصیلِ علوم سے فراغت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن معلوم ہوا کہ قطب زمان خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، ہمدان سے بغداد میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جب میں قطب زمان کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور اپنے پاس بٹھا کر میرے تمام حالات سن کر میری مشکلات کو حل فرمایا اور پھر مجھ سے یوں ارشاد فرمایا: ''اے عبدالقادر! تم لوگوں کو وعظ سنایا کرو''۔

میں نے عرض کیا: آقا! میں عجمی ہوں۔ فصحاءِ بغداد کے سامنے کیسے گفتگو کروں؟

آپؒ نے سن کر فرمایا: ''تم کو اب فقہ، اصولِ فقہ، اختلافِ مذاہب، نحو، لغت اور تفسیر قرآن خوب یاد ہے اور تم میں وعظ وپند کرنے کی صلاحیت وقابلیت کے جوہر موجود ہیں۔ تم برسرِ منبر آؤ اور بلا تامل ہدایت وارشاد کیا کریں۔ کیونکہ میں تم میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں۔ جو عنقریب پورا درخت ہوجائے گی کہ:

''اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ۝

(سورۃ ابراہیم۔ آیات ۲۴-۲۵)

ترجمہ: ''جس کی جڑیں (زمین میں) مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ اپنا پھل ہر وقت دے گا''۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تو بغداد کے منبر پر کھڑا ہوکر کہے گا:

''قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ''

ترجمہ: ''یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردنوں پر ہے''

اور میں تمہارے وقت کے تمام اولیاء اللہ کو دیکھتا ہوں کہ سب نے تمہاری بزرگی کی وجہ سے گردنیں نیچی کی ہوئی ہیں۔ آپ نے اتنا فرمایا اور پھر غائب ہوگئے۔

(قلائدالجواہر ص ۔ بہجۃ الاسرار (عربی) ص ۱۴۷)

Scanned with CamScanner

✤ **تصانیف:**

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ صاحبِ نفحات الانس' نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر فرمایا ہے:

۱-منازل السالکین ۲-زبدۃ الحیات ۳-منازل السائرین

آپ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے۔ آپ کی مجلس میں علماء، فقہاء اور صلحاء کا بڑا مجمع رہا کرتا تھا۔

✤ **پرورشِ اَطفالِ طریقت:**

ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! میں ابھی ابھی شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے ہو کر آرہا ہوں۔ وہ درویشوں کے ہمراہ کھانا کھا رہے تھے کہ وجد (غیبت) کی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ ابھی رسول اکرم ﷺ تشریف لائے ہوئے تھے اور میرے منہ میں لقمہ رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "تلکَ خیالاتٌ تُربّی بھا اطفال الطریقۃ" یعنی یہ خیالات ہیں کہ جن سے "اطفالِ طریقت" کی پرورش کی جاتی ہے۔

(مرصاد العباد از شیخ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ)

✤ **کرامت بابرکت:**

ایک دفعہ فرنگیوں نے ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو قید کرلیا۔ وہ عورت گریہ زاری کرتی ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور اپنا حال بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اُس نے کہا مجھ سے صبر نہیں ہوسکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دُعا فرمائی:

"اللّٰھُمّ فکّ اسرہ و عَجّلْ فرجہ"

ترجمہ: "اے اللہ تعالیٰ! اس کو قید سے چھڑا دے اور جلدی اِس کو رہائی دے"۔

اور فرمایا کہ جا لڑکے کو تو اپنے گھر میں پائے گی۔ عورت جب گھر واپس آئی تو لڑکے کو موجود پایا۔ متعجب ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی۔ لڑکے نے کہا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور میری نگرانی کرنے والے ارد گرد موجود



تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ پلک جھپکتے ہی مجھ کو یہاں (گھر میں) لے آیا۔ عورت پھر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تو خدا کی قدرت سے متعجب ہے۔

(بہجۃ الاسرار ص ۱۴۷-قلائد الجواہر اردو ص ۲۵۰)

✤ **وفات:**

آپ کا وصال مبارک ۲۷ رجب ۵۳۶ ہجری بمطابق ۴۲-۱۱۴۱ء کو "بامتین" میں ہوا۔ (بامتین، ہرات اور بغشور کے درمیان واقع ہے بعض تذکرہ نگاروں نے بامتین کی جگہ بامئین لکھا ہے۔ (کیفی)

آپ رحمۃ اللہ علیہ بروز پیر سفر ہرات سے مرو واپس آرہے تھے کہ انتقال فرمایا اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے ایک مرید خاص "ابن النجار" نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نعش مبارک کو جو بالکل صحیح حالت میں تھی وہاں سے نکالا اور شہر "مرو" میں لے جا کر دفن کردیا۔ جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک موجود ہے۔ جس کی لوگ زیارت کرتے اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی عمر مبارک ۹۵ برس تھی۔ (رشحات ص-۶ قلائد الجواہر ص ۲۶۰)

✤ **مادہ تاریخِ ولادت:**

"مقبول ربانی" ۴۴۰ ہجری

✤ **مادہ تاریخِ وفات:**

"یوسف فقر" ۵۳۶ ہجری

✤ **خلفاء:**

آپ کے خلفاء میں سے چار کو بڑی شہرت ملی جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱- حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۲- خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ

۳- خواجہ حسن انداقی رحمۃ اللہ علیہ

۴- خواجہ عبداللہ برقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جس قدر طالبانِ خدا تھے کسی دوسری خانقاہ میں نہ تھے۔ آپ

Scanned with CamScanner

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخر عمر میں یارانِ طریقت کو حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کا اشارہ کیا تھا اور وہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔

## ✤ کلماتِ قدسیہ:

۱- تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ (حضور و آگاہی) رکھو۔ اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

۲- آپ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تاکہ ہم سلامت رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ "ان کی باتیں دہراتے رہا کرو"۔

۳- اللہ تعالیٰ نے اپنی زیبائی کے نور سے ستر ہزار فرشتے ملائکہ مقربین میں سے پیدا فرمائے ہیں اور ان کو عرش و کرسی کے درمیان اپنے دربار میں کھڑا کر دیا ہے۔ جن کا لباس سبز صوف کا ہے۔ جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی دیدار میں حالتِ وجد و مستی میں۔ سرگشتہ و حیران اور عاجزی اور اِنکساری کے ساتھ کھڑے ہیں۔ وہ ملائکہ اہل آسمان کے صوفیاء اور بلحاظ نسبتوں کے ہمارے بھائی ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام ان کے ہادی و مرسد اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے سردار اور متکلم ہیں اور باری تعالیٰ ان کا انیس و ملیک ہے اُن پر سلام و تحیۃ و اکرام ہو۔



# (۱۰)

# حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی

رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

### ۱۰-خواجۂ خواجگان-غوثِ دوراں-اکابرِ طریقہ نقشبندیہ

## حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۴۳۵ہجری/۱۰۴۴ء............غجدوان (نواحِ بخارا)

✤ وصال: ۵۷۵ہجری/۱۱۷۹ء............غجدوان (بخارا)

✤ نسبت باطنی:............ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

✤ مقام ومرتبہ:............سلسلہ نقشبندیہ کے سردار اور امام الطریقہ

✤ **تعارف:**

تصوف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتساب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔آپ صدق وصفاء میں کامل اور متابعت شرع وسنتِ رسول ﷺ میں کوشاں رہے۔طریقت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام حجت اور حقیقت میں برہان۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ، مجتہد اور قطب زمانہ تھے۔

✤ **سلسلہ نسب:**

آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد سے تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ روم کے شاہی خاندان سے تھیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبدالجمیل رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاءؒ اعاظم اتقیاء اور صوفیاء عظام میں سے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور امام عبدالجمیل رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور تھے۔

منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ عبدالجمیل رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کو میں اپنے فرزندی میں قبول کرتا ہوں اور اپنی نسبت سے اس کو حصہ دوں گا۔(حضرت القدس اردو ترجمہ ص ۱۱۸)



✤ **سلوک وطریقت میں مقام:**

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ذکرِ خفی کی اصل آپ ہی ہیں: اس لحاظ سے آپ درحقیقت امام طریقت ہیں۔ایک دفعہ جمعۃ المبارک کے روز آپ اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔انہوں نے فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں اور ہم نے تمہیں اپنی فرزندی میں قبول کرلیا ہے۔اے نوجوان اس حوض میں غوطہ لگاؤ اور دل سے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہو۔پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غوطہ لگایا اور یہ سبق لے کر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔بہت سے اسرارِ باطنی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کھلنے لگے اور کشائش عظیم ہوئی۔حضرت خضر علیہ السلام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "ذکر خفی" کا طریقہ سکھایا اور "وقوف عددی" سے ماہر کیا۔اور آپ کو خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے سپرد کر فرمایا۔

✤ **نسبتِ باطنی:**

جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی علیہ الرحمۃ بخارا تشریف لائے تو حضرت عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی صحبت میسر آئی۔آپ اپنا ذکر کرتے ہوئے ان کی صحبت میں مشغول رہے۔جب تک وہ بخارا میں رہے۔آپ ان کی صحبت میں پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔اور بہت سے فیوض وبرکات اُن کی صحبت سے حاصل کیے۔آپ (خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ) پیر سبق حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور پیر صحبت وپیر خرقہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔اگرچہ خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں "ذکر جہری" تھا۔لیکن خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر خفی میں کوئی ردوبدل نہ فرمایا۔کیونکہ ذکرِ خفی کی تلقین اُنہیں حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل تھی۔اس لیے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی نے بھی تائیداً ارشاد فرمایا کہ جس طرح تمہیں حضرت خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے ذکر میں مشغول رہو۔

ملک شام کے بہت سے لوگوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور وہاں خانقاہ بن گئی۔

✤ **بے نیازی اورخوف:**

ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ میں گریہ وزاری میں مشغول تھے۔دوستوں نے عرض کیا کہ باوجود ان خوبیوں کے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ میں ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ بھی اتنا بلند ہے۔

Scanned with CamScanner

تو آپ اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر غور کرتا ہوں تو میرے بدن سے جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ وزاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا جس کا مجھ کو علم نہ ہوا اور وہ بارگاہِ الٰہی میں ناپسند ہو۔ خوفِ خدا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال رہتا تھا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھتے تو ایسے رہتے کہ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنے کے لیے بٹھایا گیا ہے۔ حالانکہ ولایت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ درجہ تھا کہ بارہا نماز کعبۃ اللہ میں ادا فرمانے کے بعد واپس گھر پہنچ جاتے۔

جہاں میں اہلِ ایمان صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

آپ زُہد وتقویٰ میں بے مثل، علم، حلم اور اتباع سنت میں یکتا تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات قدسیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاحات ہیں۔ جن پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ یہ آٹھ کلمے ہیں۔

۱-ہوش دردم ۲-نظر برقدم ۳-سفر در وطن ۴-خلوت در انجمن
۵-یاد کرد ۶-بازگشت ۷-نگاہ داشت ۸-یادداشت

اِن آٹھ کلمات کے علاوہ تین کلمات اور ہیں:

۱-وقوفِ عددی ۲-وقوفِ زمانی ۳-وقوفِ قلبی

## ✤ اپنے فرزند اولیاء کبیر قدس سرہ کو وصیت:

(وصیت نامہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ) آپ کا یہ وصیت نامہ آدابِ طریقت کے بارے میں ہے۔ اس کا ترجمہ بطور تبرک یہاں درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام اہلِ طریقت میں خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ کے متوسلین کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے فرزند!

تقویٰ کو اپنی خصلت بناؤ، وظائف وعبادات کی پابندی رکھو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ وبرتر اور اُسکے رسول کے حقوق ادا کرو۔ ماں باپ اور تمام مشائخ عظام کے حقوق کا خیال رکھو تاکہ ان خصلتوں سے تم رضائے حق سے مشرف ہو جاؤ۔



اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاؤ تاکہ وہ تمہارا حافظ رہے۔ قرآن حکیم کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلو۔ تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ۔ زبانی ہو یا دیکھ کر۔ قرآنِ مجید کو تفکر وخوف اور گریہ سے پڑھو اور تمام امور میں قرآنِ حکیم کی پناہ لو کیونکہ بندوں پر خدا کی حجت قرآنِ حکیم ہے۔

علم فقہ کی طلب میں ایک قدم بھی دور نہ ہو اور حدیث کا علم سیکھو۔

جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دِین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

تم پر لازم ہے کہ مذہب حق اہلسنّت وجماعت کے پابند رہو اور ائمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرو کیونکہ نئی پیدا شدہ باتیں سراسر گمراہی ہیں۔

عورتوں، نوجوانوں، بدعتیوں اور دولت مندوں سے صحبت مت رکھو کیونکہ یہ دِین کو برباد کر دیتے ہیں۔ اگر صحبت رکھو تو فقیروں سے رکھو اور ہمیشہ خلوت نشین رہو۔ دُنیا میں دو روٹی پر قناعت کرو۔ حلال کھاؤ کیونکہ حلال نیکی کی کنجی ہے۔ حرام سے بچو، ورنہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاؤ گے، اسی پر ثابت رہنا تاکہ کل دوزخ کی آگ سے بچ جاؤ۔ حلال پہنو تاکہ عبادت کی لذت پاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی جلالت سے ڈرتے رہو اور مت بھولو کہ ایک روز تم موقفِ حساب میں کھڑے ہوگے۔

دِن رات بہت زیادہ نماز پڑھا کرو۔ جماعت ترک نہ کرو۔ امام اور مؤذن نہ بنو۔ خارج از طریقت بادشاہوں کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ لوگوں کی وصیت میں دخل نہ دو۔ لوگوں سے بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔

تم پر لازم ہے کہ گمنام رہو تاکہ نیک نام بن جاؤ۔ سفر بہت کرو تاکہ تمہارا نفس خوار ہو جائے۔ خانقاہ نہ بناؤ اور نہ کسی خانقاہ میں رہو۔

کسی کی مدح سے مغرور اور کسی کی مذمت سے غمگین نہ ہو۔ بندوں کی مدح و مذمت تمہارے نزدیک برابر ہونی چاہیے۔

لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے رہو! تم پر لازم ہے کہ تمام حالات میں ادب سے رہو۔ برے بھلے، تمام مخلوقات پر رحم کرو۔ قہقہہ مار کر نہ ہنسو کیونکہ قہقہہ غفلت کے سبب ہوتا ہے اور دِل کو مردہ کر دیتا ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے اہوال وشدائد جو مجھے معلوم

Scanned with CamScanner

ہیں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو تم کم ہنسو اور زیادہ رویا کرو۔

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نڈر اور اس کی رحمت سے اور نا اُمید نہ رہو۔ خوف و اُمید کی زِندگی بسر کرو۔ کیونکہ سالکوں کو کبھی خوف ہوتا ہے اور کبھی اُمید ہوتی ہے۔

اے فرزند! شیخ اپنے مرید کے لیے بمنزلہ باپ کے ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ مشفق کیونکہ وہ مرید کو مقامِ قرب تک پہنچا دیتا ہے۔

نکاح کر کے طالب دُنیا بن جاؤ گے اور دُنیا کی طلب میں دِین کو برباد کرو گے۔ اگر تمہارا نفس نکاح کا مشتاق ہو تو روزے رکھو اور آخرت کے غم میں رہا کرو اور موت کو بہت یاد کرو۔ طالبِ ریاست نہ بنو۔ کیونکہ طالبِ ریاست سالک نہیں ہو سکتا۔ تم پر لازم ہے کہ فقر میں پرہیز و دیانت اور پرہیزگاری اور حلم کے ساتھ پاکیزہ رہو۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدم رہو۔ جاہلوں سے بچو اور جان و مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ ان کی پیروی کرو اور ان کے سیر و سلوک کو نگاہ رکھو اور ان کے کسی کام سے انکار نہ کرو سوائے خلافِ شرع کے۔ اگر تم مشائخ کا انکار کرو گے تو کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو اور کل کے لیے ذخیرہ نہ کرو۔ اور حق تعالیٰ کے ذخیرہ پر بھروسہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اُس کے لیے کافی ہے'' (سورۃ الطلاق آیت-۱۳) پس جان لو کہ رزق قسمت میں لکھا ہوا ہے۔

جواں مرد اور سخی بنو۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ خلق خدا پر خرچ کرو اور بخل و حسد سے دور رہو۔ کیونکہ بخیل و حاسد قیامت کے دِن دوزخ میں ہوں گے۔ اچھے [illegible] کو آراستہ نہ کرو۔ کیونکہ ظاہر کی آراستگی باطن کی خرابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو اور تمام خلائق سے نا اُمید ہو جاؤ اور اُن سے اُنس و محبت نہ پکڑو۔

سچ بولو اور ڈرو مت۔ مخلوقات میں سے کسی کے ساتھ صحبت نہ رکھو۔ کیونکہ وہ تمہارے دِین کو برباد کر دیں گے۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاؤ گے۔

- اپنے نفس کی ضروریات کا خیال رکھو تا کہ وہ درست ہو جائے لیکن اپنے نفس کی عزت نہ کرو۔
- زبان کو غیر ضروری باتوں سے بند رکھو۔ اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔



- کم بولو، کم کھاؤ، کم سوؤ اور جلدی بیدار ہو جاؤ۔
- سماع میں بہت نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دِل مردہ ہو جاتا ہے۔ سماع کا انکار نہ کرو کیونکہ اصحابِ سماع بہت ہیں۔ سماع روا نہیں مگر اُس شخص کے لیے جس کا دِل زندہ ہو اور نفس مردہ ہو ورنہ نماز روزے میں مشغول ہونا بہتر ہے۔
- چاہیے کہ تمہارا دِل غمگین، تمہارا بدن بیمار، تمہاری آنکھیں روتی، تمہارا عمل خالص اور تمہاری دُعا مجاہدہ کے ساتھ ہو، تمہارا کپڑا پرانا، تمہارے رفیق درویش، تمہارا گھر مسجد، تمہارا مال کتب دِین، تمہاری آرائش زُہد اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ ہو۔
- کسی شخص سے برادری نہ کرو۔ جب تک اس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں۔

فقیری کو امیری پر ترجیح دے۔ دِین کو دُنیا پر ترجیح دے۔ ذلت کو عزت پر ترجیح دے۔ علم ظاہر و باطن کا جاننے والے ہو۔ موت کیلئے تیار ہو۔

- اے میرے فرزند!

میری وصیتوں کو یاد رکھنا۔ جس طرح میں نے اپنے شیخِ طریقت قدس سرہ سے یاد کیں اور ان پر عمل کیا۔ اُسی طرح اب تم بھی یاد کرو اور عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں تمہارا حافظ و ناصر اور نگہبان ہو۔

اگر یہ خصلتیں کسی سالک میں پائی جائیں گی تو اُس کا شیخ و پیر ہونا مسلم ہو گا۔ جو شخص ایسے شیخ کی پیروی کرے گا وہ اس کو مقصد و مقصود تک پہنچا دے گا۔ مگر یہ مرتبہ و مقامِ بزرگی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

- (مولانا فضل اللہ روز بہانی المشہور بہ خواجہ مولانا اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (ف-۵ جمادی الاولیٰ ۹۲۷ ہجری) نے ۹۰۰ ہجری میں ان وصایا کی بہت اچھی شرح لکھی ہے اور ہر مضمون کے متعلق ایک رُباعی تحریر کی ہے۔)

## ✤ فناءِ نفس:

ایک روز ایک درویش نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ اختیار دے کہ دوزخ و بہشت میں سے ایک کو اختیار کرے تو میں دوزخ کو اختیار کروں گا۔ کیونکہ میں تمام عمر اپنے نفس کی خواہش پر نہیں چلا۔ اور بہشت نفس کی خواہش ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس

Scanned with CamScanner

درویش کی بات کی تردید کی اور فرمایا کہ بندے کو اختیار سے کیا کام۔ جہاں دوست بھیجے وہاں چلا جائے اور جہاں اُس کو ٹھہرائے ٹھہر جائے کہ بندگی کا یہی طریقہ ہے۔ درویش نے پوچھا کہ ایسے شخص (سالکِ طریقت) پر شیطان کا قابو ہوتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا جب اُس کو غصہ آتا ہے تو شیطان اُس پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن جو سالک فناءِ نفس کو پہنچ چکا ہے اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اس کو غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ یہ صفت اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو خدائے پاک کے رستہ پر چلتا ہو۔ اور کتاب اللہ کو دائیں ہاتھ اور سنتِ رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بائیں ہاتھ میں لیے ہوئے ہو اور ان دونوں کی روشنی میں راستہ چلے اور راہ نہ بھولے۔ اور سلوک اس کا سیدھے راستہ پر قاعدہ کے مطابق ہو۔ (ماخوذ از حضرات القدس اُردو)

✤ کرامت بابرکت:

ایک روز ایک مسافر دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ایک جوان نہایت حسین و بکمال عجز و تواضع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت بے قراری اور بے چینی سے اپنے متعلق دُعا کی استدعا کی۔ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے دستِ دُعا بارگاہِ بے نیاز میں اُٹھائے اور اُس کے لیے دُعا کی فوراً وہ جوان نظر سے غائب ہو گیا۔ مسافر اس واقعہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اُس نے نہایت اِنکساری اور عاجزی سے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ جوان کون تھا؟ آپ نے فرمایا: کہ یہ ایک فرشتہ تھا اور چوتھے آسمان پر اس کا مقام ہے کسی خطا کی وجہ سے اپنے مقام سے گرا دیا گیا تھا۔ اور آسمانِ دُنیا پر پھینک دیا گیا تھا۔ اس نے دوسرے فرشتوں سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ اور پوچھا کہ اب کیا صورت ہو اور کیا تدبیر کروں جس سے اللہ تعالیٰ مجھ کو میرے مقام پر پہنچا دے۔ فرشتوں نے اُس کو میرے بارے میں بتایا۔ وہ میرے پاس آیا اور دُعا کی استدعا کی۔ میں نے دُعا کی وہ دُعا قبول ہو گئی پھر وہ اپنے اُسی مقام پر عروج کر گیا۔ (نفحات الانس اُردو ترجمہ ص ۳۴۰)

✤ وفات:

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا جب آخری وقت آیا۔ اصحاب اور احباب فرزند اور مرید وہاں موجود تھے۔ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے آنکھ کھول کر فرمایا: "اے دوستو! تم کو مبارک



وہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور رضامندی کی مجھ کو خوشخبری دی ہے۔ کہ اس طریقہ کو جو لوگ اختیار کریں اور آخر دم تک اس پر قائم رہیں میں ان سب کو بخش دوں گا اور سب پر اپنی رحمت نازل کروں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ پر قائم رہو۔ اس سے علیحدہ نہ رہو"۔ تا کہ وعدۂ الٰہی سے مشرف ہو جاؤ۔ یہ سن کر سب لوگ جوش و خروش میں آ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی:

"یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝"

(اے نفسِ مطمئنہ: "اپنے ربّ کی طرف آ کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی")

اصحاب نے دیکھا تو آپ (رحمۃ اللہ علیہ) رحلت فرما چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۵ ہجری/۱۱۷۹ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک "غجدوان" (نواحِ بخارا) میں متوسلین کے لیے باعثِ تسکین ہے۔ ۶

دفن ہو گا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

✤ مادہ تاریخ رحلت:

"آفتابِ کامل"

۵۷۵ ہجری

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو بعد از وفات لوگوں نے دیکھا کہ زیرِ عرش ایک تختِ نورانی پر بیٹھے ہیں اور فرشتے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے چاروں طرف جمع ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سلام آپ کو پہنچا رہے ہیں۔ اللہ اکبر!

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے    سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

✤ خلفاء:

۱- خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ آپ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔

۲- خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ خواجہ عبدالخالق غجدوانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعد آپ کی جگہ جانشین اور دعوتِ حق میں مشغول رہے۔

۳- خواجہ سلیمان کرمینی (رحمۃ اللہ علیہ): جو بعد میں خواجہ کبیر اولیاء قدس سرہٗ کے خلیفہ ہوئے۔

۴- خواجہ عارف ریوگری (رحمۃ اللہ علیہ): (آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے حالات آئندہ صفحات مین آرہے ہیں)

Scanned with CamScanner

❖ قطعہ تاریخ رحلت:

عبد خالق غجدوانی شیخ حق　　رفت از دُنیا بفردوس بریں
ارتحالش ''آفتاب کامل'' است　　ہم بفرما ''مطلع نور یقین''
۵۷۵ ہجری　　۵۷۵ ہجری



# (۱۱)

# خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

## ۱۱-عارفِ کامل،عاشقِ صادق،درویش باکمال،

## حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۲۷رجب ۵۵۱ہجری/ ۲۰ستمبر ۱۱۵۶ء.........ریوگر نزد بخارا (ازبکستان)

✤ وصال: .........ریوگر (نزد بخارا)

✤ نسبت باطنی: ........حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

✤ خلیفہ: ........خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

### ✤ تعارف:

آپ ترکوں کے عظیم اولیاء و مشائخ میں سے ایک ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد عارف تھا۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے چار خلفاء تھے۔

۱- حضرت خواجہ احمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

۲- حضرت خواجہ اولیائے کبیر رحمۃ اللہ علیہ

۳- حضرت خواجہ سلیمان کرمینی رحمۃ اللہ علیہ اور

۴- حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ۔لیکن حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت وارادت ان میں سے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔(رشحات ص ۳۳)

### ✤ ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷رجب المرجب ۵۵۱ بمطابق ۲۰ستمبر ۱۱۵۶ء کو موضع ''ریوگر'' میں ہوئی جو کہ سرزمین اولیاء بخارا شریف سے تقریباً ۳۰ کلومیٹر اور ''غجدوان'' سے تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

### ✤ فیضانِ نسبت:

آپ کا انتساب اس طریقہ میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔آپ خواجہ غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔



آپ کو اپنے شیخ طریقت سے بے پناہ محبت تھی۔قصبہ ریوگر ''غجدوان'' سے ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اس لیے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ تقریباً تمام عمر اپنے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور مکمل طور پر ظاہری و باطنی کمالات وفیوضات وبرکات سے مالامال ہوئے۔آپ کے شیخ بھی آپ کی بہت قدر کیا کرتے تھے اور بڑی شفقت فرماتے تھے آپ اپنے شیخ خواجہ غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور نہایت ہی احسن طریق سے طالبانِ حق کی ہدایت فرمائی۔ آپ کا حلقۂ عقیدت بہت وسیع تھا اور بڑے بڑے علماء اور امراء آپ کے مرید وارادت مند تھے۔

جب تک آپ زندہ رہے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفاء اور مریدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع اور موافقت میں کوشش کرتے رہے۔

### ✤ فضائل وکمالات:

ظاہری علوم میں بھی آپ یکتائے روزگار تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بردباد تھے اور ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے۔

خلافِ شرع کاموں سے سخت نفرت تھی اور اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں عالی شان رکھتے تھے۔علم وحلم، زہدوتقویٰ، عبادت وریاضت اور رشد وہدایت میں کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ثانی نہ تھا۔آپ کارخانہ عرفان کے بادشاہ تھے۔

### ✤ تصنیف:

آپ صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ ''عارف نامہ'' آج بھی (خانقاہ موسیٰ زئی ''ڈیرہ اسمٰعیل خان'' کے کتب خانہ) میں موجود ہے۔(سیرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ از سید زوار حسین شاہ قدس سرہ)

### ✤ وفاتِ حسرتِ آیات:

آپ نے یکم شوال ۶۱۶ ہجری بمطابق ۱۲۱۹ء کو وصال فرمایا۔آپ کی تاریخ وفات میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔بعض نے آپ کی تاریخ وفات ۷۱۵ہجری بمطابق ۱۳۱۵ء تحریر کی ہے۔(سفینۃ الاولیاء۔رشحات۔خزینۃ الاصفیاء۔وفیات الاخیار)

Scanned with CamScanner

## ✤ عمر مبارک:

ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ۶۵ سال تھی۔ جب کہ قول ثانی کے مطابق ۱۶۴ سال تھی۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (آپ کے پیرومرشد) کی وفات ۵۷۵ء میں ہوئی۔ گویا کہ آپ اپنے پیرومرشد خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۴۰ سال زندہ رہے۔ اس لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت طویل عمر پائی اور خلقِ خدا کو فیض پہنچایا۔

؎ جہانِ آرزو میں دلبربا تجھ سا نہیں پایا
جہاں تیرا قدم دیکھا وہیں نقشِ جبیں پایا

## ✤ مرقدِ انوار:

آپ کا مزارِ پُرانوار ''ریوگر'' شریف (مضافاتِ بخارا شریف) میں زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

## ✤ مادہ تاریخ رحلت:

| | | |
|---|---|---|
| ''ہادی متقی ولی'' | ''درویش صادق'' | ''خواجہ اہل دین'' |
| ۶۱۶ ہجری | ۷۱۵ ہجری | ۷۱۵ ہجری |

## ✤ قطعہ تاریخ وفات:

عارف آں عارف وولی خدا — متصل شد بوصل سبحانی
''خواجہ اہل دین'' بگو سالش — نیز ''عارف امین ربانی''
۷۱۵ ہجری — ۷۱۵ ہجری

## ✤ خلفاء:

آپ کے مشہور اور نامور خلیفہ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بوجھ کوئی اٹھائے۔ تو یہ بہت مشکل ہے۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ۔ تو تمام لوگ تمہارے ہی اٹھانے کے قابل ہیں۔



(یعنی پورے جہان کا بوجھ اٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے)

۲- جو شخص اپنی تدبیر کے دام میں دھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

۳- ایک دِن حاضرین سے سوال کیا کہ ''کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔ دِل کس کام میں مشغول ہوتا ہے''؟ حاضرین نے کہا کہ ذکرِ خدا میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس موقع پر اللہ اللہ یا لا الٰہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے کی طرف توجہ دی جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔

# (۱۲)

# حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ



## ۱۲-عارفِ اکمل، فاضلِ بے بدل حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۱۲۲۷ھ/1230ء ............انجیر فغنہ (بخارا سے 30 کلومیٹر)

✤ وصال: ۷ ربیع الاول ۱۷۱۷ھ/1317ء ............وابکنہ (نزد بخارا شریف)

✤ نسبتِ باطنی ............حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری علیہ الرحمۃ

✤ خلیفہ اعظم: ............حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

### ✤ تعارف:

آپ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم، بہترین دوست اور معتمد رفیق تھے۔ آپ اپنے تمام ساتھیوں میں افضل و اکمل اور خلافت سے ممتاز تھے۔ آپ کا اسم مبارک ''محمود'' تھا (بعض نے آپ کا نام محمود الخیر لکھا ہے) آپ نے رزق حلال کی خاطر نقاشی (گل کاری، بیل بوٹے کا کام) کو زندگی بھر اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ شوال ۱۲۲۷ھ بمطابق 1230ء کو موضع ''انجیر فغنہ'' میں ہوئی جو کہ بخارا شریف میں ''وابکنہ'' کا ایک گاؤں ہے۔ اور بخارا شریف سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

### ✤ نسبتِ باطنی:

آپ کا انتساب اس لطیف طریقہ میں حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری علیہ الرحمۃ سے ہے۔ آپ کافی مدت تک اپنے پیر و مرشد خواجہ ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں رہے اور تصوف و معرفت کی تمام منازل طے فرمائیں۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کو علیحدہ نہ کرتے تھے اور آپ نے اپنے آخری وقت میں حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اور ہدایتِ خلق اللہ کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے تمام مریدوں اور دوستوں کو ان کی طرف رجوع کرنے کو کہا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمۃ موضع وابکنہ میں

قیام پذیر ہو گئے اور مخلوقات کو خدا کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ جلد ہی آپ کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا اور دُور دُور سے لوگ آپ کی زیارت کو آنے لگے۔

## ✽ ذکرِ جہر:

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکرِ جہر نہیں کیا تھا۔ وفات کے وقت آپ کے شیخ و مرشد نے ذکرِ جہر کی اجازت بھی عطا فرمادی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس اجازت کے پیشِ نظر اور زمانے کے حالات کے مطابق ذکرِ خفی کے ساتھ ساتھ ذکرِ جہر بھی شروع کروایا جس سے مبتدی دوستوں کو بہت فوائد حاصل ہوئے۔ آپ اس سلسلے میں پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ذکرِ جہر شروع کرایا۔

ہر ولی اللہ اور بزرگ اپنے زمانے کے حالات کو بہتر جانتا ہے اور جو کاملین طریقت میں اجتہاد کا حق رکھتا ہے اور جس چیز کو بہتر سمجھتا ہے رائج کرتا ہے۔ بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ذکرِ خفی ہو یا جہر اس سے مراد مخلوقات کے دلوں کو خدا کی طرف راغب کرنا ہے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ کے فرزندِ ارجمند و خلیفہ حضرت خواجہ کبیر اولیاء علیہ الرحمۃ نے ذکرِ جہر پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے مرشد حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت بتایا تھا کہ ذکرِ جہر جاری رکھو۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت فرمایا تھا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس کی طرف ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ طالبوں کو "ذکرِ جہر" اختیار کرنا پڑے گا۔

(نوٹ) آپ ذکرِ جہر کرنے کے باوجود "ذکرِ خفی" کو افضل جانتے تھے اور منتہیوں کو اسی کی ترغیب دیتے تھے۔

## ✽ بشارتِ حضرت خضر علیہ السلام:

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت عزیزاں علی رامیتنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور اُن سے پوچھا "اس زمانے کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا درجہ رکھتا ہو تا کہ اس کا دامن پکڑ لیں اور اُس کی پیروی کریں"۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: "ان صفات کے حامل بزرگ خواجہ محمود انجیر



فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں"۔ خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمۃ کے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ تھے مگر اس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ (رشحات۔ از علی بن حسین الواعظ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ ص 34)

یاد رہے کہ حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت کسی سے بیعت نہ کی تھی چنانچہ حضرت خضرؑ کے اشارے کے مطابق آپ نے حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔ اس واقعہ سے آپ کا درجہ اور مقام ظاہر ہوتا ہے۔ (محمد یوسف کیفی)

## ✽ کرامات بابرکات:

آپ صاحبِ کرامات بزرگ تھے۔ ہم بطور تبرک ایک کرامت ہدیہ قارئین کرتے ہیں تا کہ آپ کی عظمت و سطوت کا اندازہ ہو سکے۔ (بعد از وفات مریدوں کی تربیت) ایک روز خواجہ علی رامیتنی علیہ الرحمۃ، خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اصحاب کے ساتھ قریہ "رامیتن" میں سب ذکرِ خدا میں مشغول تھے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا سفید پرندہ اڑتا ہوا ان سب کے سر پر سے گزر رہا ہے جونہی وہ پرندہ آپ کے سر پر سے گزرا تو فصیح اور بلند آواز سے بول اٹھا "اے علی رحمۃ اللہ علیہ! مردانہ رہ (مردانہ باش) یہ الفاظ سن کر سب دوستوں پر رقت طاری ہو گئی اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ان کو افاقہ ہوا تو خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے استفسار کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں۔ اور وہ ہمیشہ اس مقام پر پرواز کرتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی ہزار کلمات فرمائے۔

مجھے کشف ہوا ہے کہ اس وقت آپ خواجہ اولیاء کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل حضرت دہقان قلتی رحمۃ اللہ علیہ (بروایت دیگر دہقان قلبی رحمۃ اللہ علیہ) کے حجرہ سے تشریف لا رہے ہیں جنہوں نے وقتِ آخر میں آپ کو یاد کیا تھا اور زندگی بھر یہ دعا کرتے رہے کہ الٰہی آخری وقت میں میری مدد کو اپنا کوئی دوست بھیج دینا تا کہ کہیں میں شیطان کے پھندے میں نہ آ جاؤں۔ اور میں اپنا ایمان سلامت لے جاؤں۔ چنانچہ بہ اشارہ ربانی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک دہقان قلتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی تھی۔ اس لیے ان کا خاتمہ بالخیر ہو گیا۔

آپ چونکہ زندگی بھر مجھ پر بڑی کرم نوازی فرماتے تھے اس لیے واپسی پر گزرتے ہوئے

Scanned with CamScanner

مجھ کو بھی اس دنیا میں مجاہد کی طرح زندگی گزارنے کی تلقین فرما گئے ہیں۔(رشحات ص 34)

### ✤ وفات حسرتِ آیات :

آپ کی وفات ۱۷-ربیع الاول ۱۷۱۷ھ/ 1317ء کو ہوئی۔آپ کا مزار اقدس "وابکنہ" "نزد بخارا شریف) میں ہے اور زیارت گاہِ خواص و عوام ہے۔

### ✤ مادہ تاریخ رحلت: ✤ "یوسف ثانی" ✤ ✤ "شاہِ عرفانی" ✤

۱۷۱۷ ھجری ۱۷۱۷ ھجری

### ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- ذکرِ جہر اُس مبتدی شخص کو بہت فائدہ دے گا جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو۔اور روزی حلال کھاتا ہو اور اس کا دل ریا سے پاک ہو۔

۲- ذکرِ جہر سے مبتدی کا دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔



# (۱۳)

# حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

## ۱۳۔قطبِ زماں، عارفِ دوراں
## حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت:۵۸۵ھ/1189ء.........رامیتین (بخارا سے تقریباً 10 کلومیٹر)

✤ وصال:۷۲۱ھ/1321ء.........خوارزم (ایران)

✤ نسبتِ باطنی.........حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی علیہ الرحمۃ

### ✤ تعارف:

آپ کا اسم گرامی ''علی'' تھا۔ آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کا لقب ''عزیزاں'' ہے اور حضرت ''عزیزاں علی'' کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ صنعتِ بافندگی میں مشغول و مصروف رہا کرتے تھے۔ (صنعتِ بافندگی آپ کا ذریعہ معاش تھا)۔

### ✤ نسبتِ باطنی:

آپ کی نسبتِ باطنی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ جب حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُنہوں نے خلافت کا کام آپ خواجہ علیؒ کے حوالے کر دیا اور اپنے تمام اصحاب و مریدین کو آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور انہی کے اشارہ سے ہی حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا اے علی! جو کچھ میرے سینے میں تھا میں نے تجھے دے دیا۔

### ✤ حضرتِ عزیزاںؒ

اہلِ خوارزم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''خواجہ علی باوردی'' اور اہل بخارا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''شیخ علی رامیتنی'' اور صوفیاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''حضرت عزیزاں'' کہتے ہیں کیونکہ اثنائے گفتگو آپ اپنے



نفس مبارک کو ''عزیزاں'' کہا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو ''عزیزاں'' کہتے ہیں۔

(رشحات۔ص۔35۔حضرات القدس ص142)

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی پیدائش موضع ''رامیتن'' (بخارا سے تقریباً 10 کلومیٹر دور) ۵۷۵ھ/1189ء میں ہوئی۔ (بعض نے آپ کی تاریخ پیدائش ۵۹۱ھ/1195ء بھی تحریر کی ہے)۔ اتفاقاتِ زمانہ کی وجہ سے آپ قصبہ ''رامتین'' سے شہر ''باورد'' تشریف لائے اور ایک مدت تک یہاں مقیم رہے اور مخلوقاتِ خدا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے اور اُن کی رشد و ہدایت کا کام جاری رکھا۔

اللہ تعالیٰ سے اشارہ پا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ باورد شہر سے ''خوارزم'' تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت یہاں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ یہاں بھی حسبِ معمول ہدایتِ خلق میں مصروف ہو گئے۔ لاتعداد آدمی آپ کے مرید بن گئے جس سے آپ کے سلسلہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

### ✤ فضائل ومناقب:

آپ کے مقاماتِ عالیہ و کراماتِ عجیبہ بہت ہیں۔ آپ مالکِ درجات و کمالات تھے۔ آپ کو لوگ ''قطبِ دوراں، قطب زماں'' کہہ کر پکارتے تھے اور آپ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ آپ مذہبِ حنفیہ کے پابند، اخلاقِ پسندیدہ اور اوصافِ حمیدہ سے پوری طرح متصف تھے۔ راہِ سلوک میں آپ کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ جو شخص ایک روز آپ کی صحبت میں بیٹھ جاتا وہ حقیقت اور معرفتِ الٰہی تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی علیہ الرحمہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''نفحات الانس'' میں لکھا ہے کہ: ''میں نے بعض اکابر سے سنا ہے کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل شعر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی طرف اشارہ ہے ۔

گر نہ علمِ حال فوق قال بودے کے شدے ۔۔۔ بندہ اعیان بخارا خواجہ نساج را

(علمِ حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سردارانِ بخارا خواجہ نساج (بافندہ) کے غلام کب بنتے''۔

Scanned with CamScanner

(یعنی خواجہ محتاج کی کس طرح غلامی اختیار کرتے)

## ✤ تصنیف:

آپ کا ایک رسالہ بنام "رسالہ عزیزاں" ترجمہ ہو کر "رسائل نقشبندیہ" میں طبع ہو چکا ہے۔

## ✤ حضرت علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ کے تین سوال:

حضرت شیخ سمنانی علیہ الرحمۃ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے ایک درویش کے ذریعے تین سوالوں کا جواب چاہا۔ ایک یہ کہ میں اپنے مریدوں کو آپ سے زیادہ پُر تکلف اور عمدہ کھانے کھلاتا ہوں مگر سب آپ کی تعریف کرتے ہیں اور ہماری شکایت کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ احسان جتا کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور احسان مند ہو کر خدمت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ کوشش کرو کہ تم دوسری قسم کے لوگوں سے ہو تاکہ کوئی تمہاری شکایت نہ کرے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی روحانی تربیت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام ان لوگوں کے عاشق ہو جاتے ہیں اور اُن کی تربیت کرتے اور اُن کو راستہ دکھاتے ہیں۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ آپ ذکر جہر کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں نے سنا ہے کہ آپ ذکر خفی کرتے ہیں پس آپ کا بھی ذکر جہر ہو گیا۔ کیونکہ اس کی اطلاع ہم تک پہنچ گئی۔ اور ذکر جہر وہی ہے جسے دوسرا جان لے۔ (نفحات الانس-ص ۳۴۱)

## ✤ فقیر محتاج نہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ جانشین خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے آپ سے پوچھا کہ اس کلمہ کے کیا معنی ہیں کہ فقیر خدا کا محتاج نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: فقیر اپنی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے جب اُس کی حاجت کو جانتا ہے تو پھر اس کو سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو سب کی حاجتیں جانتا اور پوری کرتا ہے۔



## ✤ کراماتِ با برکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے تھے ایک خواجہ محمد جو خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور تھے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو (حضرت عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ کو) خواجہ بزرگ کہا کرتے تھے۔ اور خواجہ محمد کو خواجہ خورد۔ دوسرے خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تھے جو خواجہ محمد سے چھوٹے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ وفات قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ بعض مریدوں کے دل میں خیال آیا کہ بڑے صاحبزادے کی موجودگی میں (جو عالم و عارف ہیں) چھوٹے کو کیوں خلیفہ بنایا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خطرے پر آگاہ ہو کر فرمایا کہ خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں گے بلکہ جلدی ہمارے پاس پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع وظہور ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے انیس دن بعد خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی جبکہ خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۹۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔
(رشحات-ص ۶۱-۶۰، حضرات القدس-ص ۱۵۶)

روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت منصور نے حالتِ وجد میں "انا الحق" کہا تو اُن کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے "لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللہ" کہا تو انہیں کچھ نہ کہا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دونوں کے قول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے انا کہہ کر اپنی ہستی پیش کی اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے لَیْسَ کہا اور اپنی عاجزی نیستی کا اقرار کیا۔ اس لیے منصور رحمۃ اللہ علیہ کو پھانسی دے دی گئی اور بایزید بچ گئے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء و مریدوں میں سے اُس وقت کوئی ہوتا تو منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو ہرگز پھانسی نہ لگنے دیتا اور انہیں مقام وحدت سے نکال کر آئندہ منازل کی سیر کراتا۔ (رشحات-ص-37-حضرات القدس اُردو-ص-146)

## ✤ وفات:

آپ کا وصال بروز منگل ۲۸-ذیقعد ۷۲۱ھ بمطابق 1321ء کو خوارزم (ایران) میں ہوا۔ اور وہیں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ اس علاقے میں آپ کی قبر مبارک نہایت ہی متبرک سمجھی جاتی ہے اور آپ کے مزار شریف پر ہروقت لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔ آپ کی

Scanned with CamScanner

تاریخِ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۷۱۵ھ/1315ء بھی تحریر کی ہے۔
(وفیات الاخیار)(حضرات القدس)

## ✤ قطعہ تاریخِ رحلت:

قدرِ اعلیٰ و عزِ عالی یافت چوں علی شُد بجنت العالی
گو "علی بوتراب رحلت" او نیز "عاشق ولی عزیز علی"
۷۲۱ ہجری ۷۲۱ ہجری

## ✤ خلفاء:

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی علیہ الرحمۃ کے مشہور و کامل خُلفاء کے نام یہ ہیں:

۱- حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ
۲- حضرت خواجہ محمد یار علیہ الرحمۃ
۳- خواجہ خورد قدس سرہٗ (بڑے فرزند ارجمند)
۴- خواجہ ابراہیم قدس سرہٗ (چھوٹے فرزند)
۵- حضرت خواجہ محمد باوردی علیہ الرحمۃ
۶- حضرت خواجہ محمد صلاح بلخی علیہ الرحمۃ
۷- حضرت خواجہ محمد کلاہ دوز علیہ الرحمۃ

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین رہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی نہیں کر سکتے تو اس کے ہم نشین رہو جو خدا کی ہم نشینی رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین کا ہم نشین اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
گو نشیند در حضورِ اولیاء

۲- آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو نیکوں کے پاس بیٹھے گا تو نیک بن جائے گا اور اگر بروں (بدوں) کے پاس بیٹھے گا تو بد ہو جائے گا۔ اگر تو ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو خدا



کی یاد کو تجھ سے بھلا دے تو تُو جان لے کہ وہ انسانی شکل میں شیطان ہے اور ابلیس انسان، ابلیس جن سے بدتر ہے کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر ہو کر۔

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت و ز تو نرمید زحمت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں مے باش ورنہ نکند روحِ عزیزاں بحلت !

(ترجمہ) "جس شخص کے پاس آپ بیٹھیں اور اُس کی صحبت سے آپ میں دلجمعی نہ پیدا ہو۔ اور آب و گل کی کدورتیں دور نہ ہوں، اس شخص کی صحبت سے دُور بھاگو ورنہ علی عزیزاں کی روح آپ کی اس غلطی کو معاف نہ کرے گی" (حضرات القدس اردو ص144)

۳- آپ فرماتے ہیں کہ نیک دوست کی صحبت نیک کام کی صحبت سے بہتر ہے کیونکہ نیک کام تم کو تکبر اور پندار سے نہیں بچاتا۔ اور نیک دوست تم کو اصلاح و ثواب کا راستہ بتائے گا۔ (حضرات القدس-144)

۴- بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا کی صفات سے تجلیاتی طور پر متصف ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

# (۱۴)

# حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ



## ۱۴-عارفِ باکمال پیرِ بے مثال حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ

✤ ولادت: ۵۹۱ھ/1195ء ............................ سماس (نزد بخارا)

✤ وصال: ۷۵۵ھ/1354ء ............................ سماس (نزد بخارا)

✤ نسبتِ باطنی ............................ خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ

✤ خلیفہ اعظم: ............................ حضرت خواجہ سید امیر کلال علیہ الرحمۃ

✤ تعارف:

آپ خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ کے اجل واعظم خُلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا اسم گرامی محمد بابا رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ موضع ''سماس'' کے رہنے والے تھے۔ اسی نسبت سے آپ کو ''محمد بابا سماسی'' کہتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ''سماس'' مضافات طوس (مشہد) سے ہے۔ (انتباہ فی سلاسلِ اولیاء)

✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادتِ باسعادت ۲۵- رجب المرجب ۵۹۱ھ بمطابق 1195ء کو قصبہ ''سماس'' علاقہ رامتین (بخارا) میں ہوئی۔

✤ انتسابِ باطنی:

طریقت میں آپ کا انتساب خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں قدس سرہٗ سے ہے۔ آپ عرصہ دراز تک اپنے پیرِ روشن ضمیر حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ کی خدمت کیمیا خاصیت میں رہے اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے وافر حصہ حاصل کیا۔ آپ اپنے شیخ و مرشد کے نہایت ہی منظورِ نظر تھے۔ حضرت خواجہ عزیزاں علیہ الرحمۃ نے اپنی وفات سے پہلے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور تمام اصحاب کو آپ کی متابعت کا حکم دیا۔ (رشحات۔ ص 41)

Scanned with CamScanner

### ✤ استغراق ومحویت:

آپ کے اوپر عموماً محویت واستغراق کا عالم طاری رہتا تھا۔ آپ کی محویت اور استغراق کی یہ حالت تھی کہ آپ اپنے چھوٹے سے باغ میں جو سماس میں واقع تھا تشریف لے جاتے اور وہاں انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے۔ جب ایک شاخ کو کاٹتے تو غلبۂ حال واستغراق کی وجہ سے آری آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے گر جاتی اور آپ بے خود ہو جاتے۔ یہ بے خودی اور غیبت دیر تک رہتی۔ جب ہوش میں آتے تو پھر شاخ کو کاٹنا شروع کر دیتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔ اس طرح اس کام میں بہت دیر ہو جاتی۔ (رشحات۔ ص34)

### ✤ پیشین گوئی ولادتِ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ اولیائے عظام اور مشائخ کبار سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سرِ سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت کی خوشخبری دی تھی۔ حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ "کوشکِ ہندواں" سے گزرتے تو فرماتے:

"ازیں خاک بوئے مردے مے آید　　زود باشد کہ "کوشکِ ہندواں" قصرِ عارفاں شود"

(اس زمین سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے جلد ہی ایسا ہوگا کہ "کوشکِ ہندواں" "قصرِ عارفاں" بن جائے گا)

ایک دن آپ اپنے خلیفہ اعظم حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے قصرِ عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر وہاں پہنچ کر فرمایا کہ "وہ خوشبو اب زیادہ ہوگئی ہے اور بے شک وہ مردِ سعادت پیدا ہوگیا ہے"۔ اُس وقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کو تین روز ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ کے جدامجد آپ (حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کو لے کر حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دُعا وتوجہ کیلئے التماس کی۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا"۔ اور پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ "یہ وہی مردِ خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدیٰ ہوگا۔ (یعنی قطب وپیشوا ہوگا)۔ بعدازاں آپ نے اپنے



خلیفۂ اجل حضرت خواجہ سید امیر کلال علیہ الرحمۃ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "تم میرے فرزند بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں شفقت وتربیت سے ہرگز دریغ اور کوتاہی نہ کرنا۔ اگر تم اس میں کوتاہی کروگے تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا"۔ حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمۃ نے کھڑے ہو کر ادب واحترام سے سینے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ "اگر کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں"۔ (نفحات الانس۔ ص342۔ رشحات۔ ص41)

### ✤ کشف وکرامات:

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جدِّ بزرگوار نے مجھ کو حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ کی قدم بوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے جب میں آپ کی زیارت کو گیا اور آپ کی مسجد میں دو۲ رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا۔ اُس وقت میری زبان سے یہ نکلا "اے اللہ! اپنی بلاؤں کے اٹھانے کی طاقت مجھ کو عطا فرما اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی طاقت عطا فرما"۔ جب میں صبح کو حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند! یہ دُعا کرنی چاہیے کہ اے خدا! جو کچھ تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل وکرم سے توفیق فرما اور خدائے بزرگ وبرتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں میں مبتلا نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اس کو برداشت کی طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اس کی مصلحت وحکمت کو بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ اپنی خواہش سے بَلا کو طلب کرنا مشکل ہے اس لیے گستاخی نہیں کرنی چاہیے"۔ (نفحات الانس ص 342) یہ ہے مومن کی بصیرت وفراست۔

### ✤ اہم نکتہ:

ہر طالب کو چاہیے کہ اپنے شیخ ومرشد کے ہر حکم کو بجالانے میں تامل نہ کرے۔ کیونکہ ان کی ہر بات میں ایک راز پنہاں ہوتا ہے۔ ہمارے جیسے ناکارہ کم فہم اور کم علم اُسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے پیر ومرشد کا مقام ومرتبہ سمجھیں۔ بقولِ پیر رومی علیہ الرحمۃ

پیرِ کامل صورتِ ظلِ الٰہ　　یعنی دید پیر دیدِ کبریا!

(کیفی)

Scanned with CamScanner

### ✤ وفاتِ حسرت آیات:

آپ کی رحلت ۱۰- جمادی الآخر ۷۵۵ھ بمطابق 1354ء کو ہوئی۔ اور مرقد انور موضع ''سماس'' (نزد بخارا۔ اُزبکستان) میں مرجع خاص وعام ہے۔

### ✤ مادہ تاریخِ وفات:

| | | |
|---|---|---|
| ''باب الطریقت'' | ''محبوب خدا'' | رہبر پاک بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ |
| ۷۵۵ ہجری | ۷۵۵ ہجری | ۷۵۵ ہجری |

### ✤ قطعہ تاریخ وفات:

در خلد چو از دیار دنیا — مطلوب خدا محمد آمد
تاریخ وصال او ز ''سرور'' — ''محبوب خدا محمد آمد'' (۷۵۵ھ)

### ✤ قدسیہ:

آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ''دعا یوں کرنی چاہیے۔ ''خدایا اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے اسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے''۔

### ✤ خُلفاء:

۱- فرزندِ ارجمند خواجہ محمود سماسی رحمۃ اللہ علیہ (بروایت دیگر محمود کی جگہ محمد ہے)
۲- خواجہ دانش مند علیہ الرحمۃ
۳- خواجہ محمد صوفی سوخاری علیہ الرحمۃ
۴- حضرت خواجہ سید امیرِ کلال علیہ الرحمۃ (حالات آئندہ آئیں گے)



# (۱۵)

# خواجہ شمس الدین

## حضرت سید امیرِ کلال رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

## ۱۵- مقبولِ ذُوالجلال۔ محبوبِ لایزال

## حضرت خواجہ شمس الدین سید اَمیرِ کلال رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۶۷۶ھ/1278ء ............سوخار (نزد بخارا)

✤ وصال: ۷۷۲ھ/1371ء ............سوخار (نزد بخارا)

✤ نسبتِ باطنی ............حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ

✤ خلیفہءِ اعظم: ............شہنشاہِ نقشبند خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ

✤ **تعارف:**

آپ کا اسمِ گرامی شمس الدین امیر ہے۔ آپ صحیح النسب سید اور نہایت شریف اور نجیب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے۔

فارسی زبان (بخارا کی زبان) میں کوزہ گر کو ''کلال'' کہتے ہیں۔ لہٰذا آپ سید اَمیر کلال کے نام سے آسمانِ طریقت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ آپ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم و اکمل خلیفہ اور اپنے زمانے کے مقتدا اور پیشوا تھے۔

✤ **ولادت باسعادت:**

آپ موضع ''سوخار'' میں ۶۷۶ھ/1278ء میں پیدا ہوئے۔ قصبہ ''سوخار'' قصبہ ''سماس'' سے 25 کلومیٹر اور بخارا شریف سے 6 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

✤ **انتساب و حالاتِ بیعت:**

حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمۃ ابتدائے جوانی میں فنِ کُشتی (ریسلنگ WRESTLING) میں مشغول رہتے تھے۔ ایک روز حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اکھاڑے (کشتی لڑنے کی جگہ ARENA) کے پاس سے گزرے تو آپ ایک دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے اور اپنی پوری توجہ ان (سید امیرِ کلال رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف مبذول فرمائی۔ اسی اثناء



میں حضرت امیرِ کلال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ پر پڑی۔ اُسی وقت حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قوت جاذبہ سے سید امیر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بے اختیار حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے آپ کے دربار میں پہنچے۔ آپ نے ان کو طریقہ ''عالیہ نقشبندیہ'' کی تلقین فرمائی اور اپنی فرزندی میں قبول فرمایا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کشتی لڑتے نہ دیکھا اور نہ ہی بازار چلتے دیکھا حتیٰ کہ آپ ''امام الصادقین'' اور سید العارفین ہو گئے۔ آپ بیس 20 سال (بروایت دیگر تیس 30 سال) تک حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کی خدمت کیمیا خاصیت میں رہے اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت بھی فرمائی اور آپ کی نگرانی میں درجۂ کمال کو پہنچے۔ آپ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی علیہ الرحمۃ کے اجل و اعظم خلفاء میں سے تھے اور آپ فنافی الشیخ کی سچی تصویر تھے۔

✤ **زُہد و تقویٰ:**

ایک دفعہ امیر تیمور (ف ۸۰۷ھ/1205ء) نے سمرقند سے ایک قاصد سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ اس ولایت کو قدم مبارک سے مشرف کریں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو عذر خواہی کیلئے بھیج دیا اور فرمایا ''امیر تیمور تم کو جاگیر یا انعام دے گا ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر تم قبول کرو گے تو اپنے جدِ بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف کرو گے۔ درویش ہر وقت مومنوں کے لئے دعا میں مشغول رہتے ہیں اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں تو اُن کی دعا حجاب میں ہو جاتی ہے۔

امیر تیمور نے حضرت امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ (ف ۸۰۳ھ صاحبزادہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ) کو تمام بخارا عطا کیا۔ سید ممدوح نے قبول نہ کیا۔ امیر تیمور نے عرض کیا اگر سارا نہیں تو کچھ حصہ قبول کر لیجئے۔ آپ نے پھر انکار کیا اور کہا اجازت نہیں ہے۔

✤ **کرامات بابرکات:**

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حرمین شریفین (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) سے صوفیاء کرام کی ایک جماعت تشریف لائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے عرض کیا وہ رحلت فرما گئے ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت رنجیدہ ہوئے۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کی

Scanned with CamScanner

اولادِ امجاد سے ملیں گے۔ چنانچہ وہ ''سوخار'' آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ملے اور حضرت کے کمالات کا ذکر کرنے لگے۔

لوگوں نے کہا کہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی حج نہیں کیا اور کبھی حرمین شریفین نہیں گئے۔ آپ اُن کو کیسے جانتے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ ہمارے علاوہ حرمین شریفین میں آپ کے اور بہت سے مرید بھی ہیں۔ تیس سال سے حضرت صاحب ہر سال حج پر تشریف لایا کرتے تھے اس سال آپ نہ آئے۔ ہم آپ کی زیارت کے مشتاق تھے۔ اس لئے حاضر ہوئے ہیں۔ افسوس کہ زیارت میسر نہ ہوئی۔ اور فرمایا زیادہ تو افسوس یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال کی قدر تم نہیں جانتے ان کی قدر و منزلت عرب شریف میں جا کر دیکھو۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے ، اُدھر ڈوبے ادھر نکلے

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

✤ **ایک اہم نکتہ:**

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جتنی قدر کسی بزرگ یا درویش کی بیرون شہر یا بیرون ملک ہوتی ہے۔ اس کی اتنی قدر اپنے گھر اور مُلک میں نہیں ہوتی۔ اس بات سے بھی سب متفق ہیں کہ کسی بزرگ کا صحیح مرتبہ اور اُس کی شان اُس کے دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ہی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس کی زندگی میں لوگ اُس کو اپنے جیسا ہی سمجھتے ہیں اور بہت بڑے حجاب میں رہتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کسی بزرگ کی ظاہری حیات میں اس کی قدر و منزلت جان کر خدمت کریں اور ظاہری و باطنی برکات و حسنات سے مالا مال ہوں۔ اور جو مخدوم بننا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنے شیخ و مرشد کی خدمت میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کرے کیونکہ۔

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شُد
ہر کہ خود را دید اُو محروم شُد

(عاجز محمد یوسف کیفی)



✤ **ارشاداتِ قُدسیہ:**

۱۔ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ علیہ الرحمۃ ہمیشہ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تک تم لُقمہ اور خرقہ کو پاک نہیں رکھو گے اور نبی کریم ﷺ کی شریعت کا اہتمام نہیں کرو گے اُس وقت چاہے تم عبادت کی کثرت کی وجہ سے کُبڑے ہو جاؤ اور ریاضت کرتے کرتے تمہارا بدن کمان کی طرح دبلا پتلا اور نحیف و لاغر ہو جائے لیکن تم ہرگز ہرگز منزلِ مقصود حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ تمام کاموں کی اصل یہی ہے اور فرمایا آیتِ کریمہ ''ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ'' (یعنی اپنے کپڑے پاک رکھ) کا یہی مطلب ہے۔

۲۔ جب تک تم زندہ رہو۔ طلبِ علم سے ایک قدم بھی دُور نہ رہو کیونکہ طلبِ علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اوّل علمِ ایمان، دوم علمِ نماز، سوم علمِ روزہ، چہارم علمِ زکوٰۃ، پنجم علمِ حج (اگر استطاعت ہو) ششم والدین کی خدمت، ہفتم صلہ رحم، ہشتم خرید و فروخت کا علم، نہم حلال و حرام کا علم، کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب تباہی کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں۔

۳۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ خدا ترسی سے بہتر کوئی عبادت نہیں اور جب تم اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو کلمہ توحید سے پہلے تمام ماسوائے حق کی نفی کرتے رہا کرو اور غیر مشروع باتیں نہ کرو۔ اور کلمہ ''اِلَّا اللّٰہ'' سے تمام مشروعات کا اثبات کرو۔ اور اپنے دل میں ہر وقت یہ سمجھتے رہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص عبادت اور سجدہ کے لائق نہیں ہے۔ جب تم نے یہ جان لیا تو تم ذاکرین میں سے ہو گے اور صحیح ذکر کرنے والے بنو گے۔

۴۔ دوستو! دل، زبان اور جسم کی پاکیزگی، حلال لُقمے سے حاصل ہوتی ہے۔ آدمی کے معدے کو پانی کا حوض جانیے۔ حوض سے مختلف سمتوں میں پاک پانی اسی صورت میں نکل سکے گا جب کہ خود حوض میں پانی پاک ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی چالیس 40 دن تک حلال روزی کھائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل و زبان کو علم و حکمت سے بھر دے گا اور اُس کا دل روشن ہونے لگے گا۔ مگر شرطِ اوّلین یہ ہے کہ تقویٰ کو ہر حال میں اپنا

Scanned with CamScanner

اشعار بنائے رکھے۔

۵- اللہ تعالیٰ کے احکام خاکساری سے بجالاؤ، تم جہاں بھی ہو، علم وعمل کی طلب کا ثبوت دو۔ علم وعمل حاصل کرنے کی خاطر آب وآتش کے طوفان سے بھی گزرنا سیکھو۔

## ✤ صاحبزادگان:

۱- امیر برہان الدین علیہ الرحمۃ (م ۸۰۵ھ) آپ کی تربیت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔

۲- سید امیر حمزہ علیہ الرحمۃ (م ۸۰۸ھ) آپ کی تربیت مولانا عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ جانشینِ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۳- سید امیر شاہ علیہ الرحمۃ (م ۸۰۴ھ) آپ کی تربیت مولانا شیخ یادگار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ۔بہت خدمت گزار تھے۔

۴- سید امیر عُمر علیہ الرحمۃ (م ۸۰۳ھ) آپ کی تربیت شیخ جمال الدین دہستانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ صاحبِ کرامات تھے۔

## ✤ وفات حسرتِ آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت ۸- جمادی الاوّل ۷۷۲ھ/ 1371ء بروز جمعرات بوقت صبح صادق ''سوخار'' میں ہوئی۔ حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عارف علیہ الرحمۃ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسدِ مبارک کو سپردِ خاک کیا۔ آپ کا مزار پُر انوار قصبہ ''سوخار'' (بخارا) میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ نے آخری وقت میں اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کا حکم دیا تھا۔

## ✤ مادہ تاریخِ رحلت:

| | | |
|---|---|---|
| ''صاحبِ انوار عرفان بود'' | ''ابجد اہلِ خلوص'' | ''میر سیّد پیشوا امجد کلال'' |
| ۷۷۲ ہجری | ۷۷۲ ہجری | ۷۷۲ ہجری |



## ✤ قطعات تاریخ رحلت:

۱- میر جنت شُد چو با عز و وقار — سیّد اکرم شہ اسعد کلال
گفت تاریخ وصال او خرد — میر سید پیشوا امجد کلال
(۷۷۲ھ)

۲- کرد رحلت چوں امیر اولیاء — ہر کسے سالش بہ سلک نظم سُفت
ہاتف غیبی بتاریخ وصال — ''صاحب انوار عرفان بود'' گفت
(۷۷۲ھ)

## ✤ خُلفاءِ عظام:

۱- ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے 414 خلفاء تھے۔ ان میں سے ہر ایک صاحبِ ارشاد تھا۔ ان میں سے چار آپ کے صاحبزادے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چاروں فرزندانِ ارجمند ان کی تربیت اپنے چار صاحبِ حال خلفاء کے سپرد کی تھی۔ آپ کے مشہور خلفاء میں سرفہرست حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

۲- مولانا محمد عارف دیگ کرانی رحمۃ اللہ علیہ

۳- شیخ یادگار رحمۃ اللہ علیہ

۴- شیخ جمال الدین دہستانی علیہ الرحمۃ

# (۱۶)

# حضرت سیّد بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ



## ۱۶-خواجۂ خواجگان ٔ سرِ سلسلہ نقشبندیہ ٔ امام الطریقہ ٔ شیرِ شریعت قُطب الاقطاب ٔ شہنشاہِ نقشبند حضرت السیّد بہاءالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ

✤ ولادت: محرم الحرام ۷۱۸ھ/1318ء..................قصرِ عارفاں (بخارا شریف)

✤ وصال: ربیع الاول ۷۹۱ھ/1389ء..................قصرِ عارفاں (بخارا شریف)

✤ نسبتِ باطنی..................حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

✤ تربیتِ ظاہری:..................حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

✤ تربیتِ اویسی:..................روحانیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ

✤ تعارف:

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی بہاءالدین لقب ''نقشبند'' عرف ''مشکل کشا'' ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی محمد البخاری تھا۔ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے آثارِ ولایت اور انوارِ کرامت و ہدایت آپ کی پیشانی مبارک سے ظاہر و آشکارا ہو رہے تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے امامِ طریقت و حقیقت ٔ مقتدائے شریعت اور پیشوا اہلِ سنت و جماعت تھے۔ معرفتِ الٰہی میں جو مقامات و مراتب آپ کو حاصل تھے وہ شاید ہی کسی کو حاصل ہوئے ہوں۔

✤ ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادتِ باسعادت 4۔محرم الحرام ۷۱۸ھ/1318ء میں ''قصرِ عارفاں'' (بخارا شہر سے 5 کلومیٹر) میں ہوئی۔ ''قصرِ عارفاں'' کا پہلا نام ''کوشکِ ہندوواں'' تھا جو حضرت خواجہ نقشبندؒ کی برکت سے ''قصرِ عارفاں'' بن گیا۔ (رشحات۔54)

✤ نسبتِ باطنی:

آپ کا اِنتسابِ باطنی بظاہر حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور ظاہر تربیت

بھی انہی سے ہوئی مگر حقیقتاً آپ ''اویسی'' ہیں کیونکہ آپ کی تربیت باطنی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے ہوئی۔ (نفحات الانس۔ 345۔ رشحات ص54) آپ کو اویسی طور پر سلسلہ نقشبندیہ کے دوسرے بزرگوں سے بھی فیوض و برکات اور کمالات حاصل ہوئے۔

## ✤ حسب ونسب:

آپ ساداتِ بخارا سے ہیں۔ بعض تذکرہ نگار رقمطراز ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولادِ امجاد سے ہیں۔ بعض تذکرہ نگار آپ رحمۃ اللہ علیہ شجرہ نسب پچیس ۲۵ واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاتے ہیں۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ آپ حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمہ کی اولاد سے ہیں۔

## ✤ حضرت امیر کلال کی خدمت میں:

آپ فرماتے ہیں کہ اوائل احوال تجلیات وجذبات و بے قراری کے زمانہ میں راتوں کو میں اطراف بخارا اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دیا کرتا تھا۔ ان بزرگوں سے اشارہ پا کر (خصوصاً حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے) سے میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت سید امیر کلال نے مجھے ذکر کی تلقین کی اور بطریق خفیہ نفی اثبات میں مشغول فرمایا۔ ایک مدت تک اس سبق پر عزیمت حاصل کی اور ذکرِ جہر نہ کیا۔ چونکہ مجھے اخبارِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عمل کا حکم تھا اس لیے علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور احادیث پڑھا کرتا تھا۔ اور ان پر عمل کر کے اپنے باطن میں مشاہدہ کرتا تھا۔ (اُنیس الطالبین اُردو۔ ص20)

ایک عرصہ بعد سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اے بہاء الدین! حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے حق میں جو وصیت فرمائی تھی میں نے اسے پورا کیا جس طرح انہوں نے میری تربیت فرمائی میں نے بھی اسی طرح تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور میں نے تمہارے لیے یہ پستان خشک کیے ہیں۔ تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے۔ اب تم کو اجازت ہے کہ جہاں سے خوشبو تمہارے دماغ سے پہنچے ترک و تاجک سے طلب کرو۔ اور اپنی ہمت کے مطابق طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہ کرو (رشحات۔ ص55)



حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سات سال تک مولانا عارف دیگ کرانی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں رہے جو حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت میں بطور متابعت اور تعظیم کے رہے۔ بعد ازاں حضرت شیخ قثم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دو تین ماہ رہے اور اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم خلیل اتا قدس سرہ کی خدمت میں بارہ سال رہے۔

## ✤ وجہ تسمیہ لقب نقشبند:

۱- چونکہ آپ علیہ الرحمۃ کی پہلی ہی صحبت میں ''ماسوئی'' کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا ہے۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''نقشبند'' کے لقب سے مشہور ہوئے ہیں۔

۲- اور چونکہ ''نقشبند'' صورت بنانے والا اور پیدا کرنے والا کے معنی میں بھی آیا ہے اس لیے جس وقت ''صفت تکوین'' آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے خطاب ''نقشبند'' بھی بارگاہِ اللہ رب العزت سے آپ کو عطا ہوا ہو۔ (رسالہ انسیہ ص39۔ بحوالہ حضرات القدس)

۳- آپ رحمۃ اللہ علیہ ''یا حق'' کا نقش دل پر قائم کرتے تھے جو کبھی نہ مٹتا۔ اسی وجہ سے اسی سلسلہ کا نام ''نقشبند'' معروف ہوا۔

✤ یاد رہے کہ...... آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے اس سلسلۂ طریقت کا نام ''سلسلہ رسولیہ صدیقیہ رضی اللہ عنہ طیفوریہ رحمۃ اللہ علیہ'' تھا۔ آپ کے بعد اس سلسلہ کا نام ''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' پڑ گیا۔

## ✤ چار نسبتیں اور خواجگان نقشبندیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارھم کی تصوف میں چار نسبتیں ہیں۔ ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ان کے علم اور حکمت کو زیادہ کرے۔ دوسرے شیخ جنید سید الطائفہ قدس سرہ سے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو پاک کرے۔ تیسرے سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کو ہے۔ چوتھے امیر المؤمنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اس لیے اس طریقہ کے درویشوں کو نمکِ مشائخ کہتے ہیں۔ (حضرات القدس بحوالہ رسالہ انسیہ)

## ✤ اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ رحمۃ اللہ علیہ میں اتباع سنت و شریعت بطریق اعلیٰ موجود تھی اور سلوک و تصوف کو قرآن و

Scanned with CamScanner

حدیث کے تابع رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بدعات اور قبیح رسوم سے سخت نفرت تھی۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے (ترجمہ) ''میرا طریقہ ''عروۃ الوثقیٰ'' (مضبوط کڑا) اور میں نے جو کچھ پایا فضل الٰہی سے پایا۔ میرے طریقہ میں تھوڑے عمل کا اجر زیادہ ہے لیکن متابعت شریعت لازمی ہے''۔

دوم مراقبہ نادر ہے اور محاسبہ یہ ہے کہ سالک ہر گھڑی حساب کرتا رہے کہ مجھ پر کیا گزری ہے۔ اگر خود کو شرع کے خلاف پائے تو اس کا جلد تدارک کرے اگر شرع پر استقامت حاصل ہو جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

کسی نے آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کس طرح حاصل کروں؟ فرمایا: اتباع سنت وشریعت سے۔

**✤ توجہ عارف:**

آپ فرماتے ہیں کہ ''مَن عَرَفَ اللّٰہ لَا یخفیٰ علیہ شَیءٌ'' جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ یعنی عارف جب اشیاء کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اس پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ (انیس الطالبین ص۔62)

فرمایا: میرا مرید جس جگہ بھی ہو۔ میں اس کے حالات سے باخبر ہوتا ہوں۔ اور فرماتے ہیں کہ: ''آئینہ ہر یک مشائخ را دو جہت است و آئینہ ما را شش جہت است''۔ (ہر ایک شیخ کے آئینہ کی دو جہت ہوتی ہیں اور ہمارے آئینہ کی شش جہت ہیں۔)

**✤ ریاضت ومجاہدہ:**

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر ذکر وفکر اور ریاضت آپ بڑھاپے کے عالم میں کرتے تھے۔ ہم سے وہ جوانی میں بھی نہ ہو سکا۔ دراصل آپ کا سارا وقت عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔ آپ بے نفس اور سادہ اس قدر تھے کہ اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری اٹھاتے اور زبان فیض ترجمان سے یہ شعر بھی پڑھتے تھے۔

بجان ودل کنم کارے تو چرا نہ کنم ۔۔۔ بسر و دید کشم بارے تو چرا نہ کشم

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ، منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات کی سیر کرائی گئی۔ یہاں تک کہ میں ایک



عالیشان بارگاہ میں پہنچا۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ محمدیہ ﷺ ہے۔ میں نے بڑی تعظیم سے آستانہ عالیہ پر سر رکھا اور خدا کا شکر بجالایا۔ (حضرات القدس)

جب آپ حج کے موقع پر مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی زادہ اللہ تعظیما میں پندرہ روز سربسجود رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کناں ہوئے:

''یا الٰہی! اُمت کے قویٰ ضعیف ہو گئے ہیں۔ اب ان میں سخت مجاہدات کی ہمت نہیں رہی اور نہ ہی سختی جھیلنے کی قوت باقی ہے۔ نبوت اور خیر وبرکت کا زمانہ ان سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اپنے فضل سے مجھ کو وہ طریق عنایت فرما جو آسان ہو اور جس سے تجھ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ آخر پندرھویں روز دریائے رحمت موجزن ہو کر الہام ہوا: ''اے بہاء الدین نقشبند! ہم تجھے وہ طریق عنایت فرماتے ہیں جو ہمارے حبیب ﷺ، ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام بزرگان دین کا تھا۔ یعنی وقوف قلبی اور اتباع سنت نبوی ﷺ۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ جل جلالہ کا شکریہ ادا کیا اور سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور اس طریقہ الہامیہ (نقشبندیہ) کو رواج دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی ہر حال میں چاہیے۔ یعنی کھانے میں، بات کرنے میں، سننے، چلنے، خرید وفروخت کرنے میں، عبادت میں، نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں، لکھنے پڑھنے میں غرض کسی لمحہ توجہ الی اللہ سے غافل نہ ہوتا کہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاہد کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

(حضرات القدس ص172)

(ایک مرتبہ پلک مارنے کی مقدار بھی اس دوست سے غافل نہ ہو مبادا وہ نظر لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ) ''یعنی جو کوئی ہمارے سلسلہ میں قدم رکھے گا۔ جب تک مقصد کو نہیں پہنچے گا۔ اس دنیا سے نہیں جائے گا۔ اور جو کوئی ہمارے سلسلہ سے تحقیراً و تخفیفاً منہ پھیر لے وہ دنیا سے ایمان کے بغیر ہی جائے گا''۔

سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی سے ثابت ہو گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ سے محبوبیت و

Scanned with CamScanner

معشوقیت کا درجہ عطا کیا ہے اور جو لوگ طریقہ نقشبندیہ سے سرکش اور روگرداں ہیں اور اس طریقہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ مرتد اور منافق ابدی ہیں۔

### ✤ گزارش:

عاجز راقم الحروف اپنے قارئین کرام اور متوسلین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے ملتمس ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو قطب الاقطاب حضرت خواجہ شہنشاہِ نقشبند علیہ الرحمۃ کے رنگ میں رنگ کر شریعت و طریقت کے مدارج عالیہ پر فائز ہوں تا کہ دوسروں کو یہ موقع ہی نہ ملے۔ بلکہ معترضین جب نقشبندی حضرات کو دیکھیں تو ان کے منہ سے بے اختیار نکل جائے۔

لیکن تو چیزے دیگری (محمد یوسف کیفی)

### ✤ وفات حسرت آیات:

آپ نے ۷۳ سال کی عمر میں بتاریخ ۳-ربیع الاول ۷۹۱ھ/1389ء بروز پیر وصال فرمایا۔ (رشحات-۵۶-۵۷) (یہ امیر تیمور کا زمانہ تھا۔)

مزار پرانوار ''قصرِ عارفاں'' (نزد بخارا شریف) میں مرجع خاص و عام ہے۔

### ✤ مادہ تاریخ وفات:

| | | |
|---|---|---|
| ''قصر عرفان'' | ''عرفان فقری'' | ''خاک مصلّی'' |
| ۷۹۱ ہجری | ۷۹۱ ہجری | ۷۹۱ ہجری |

### ✤ قطعات تاریخ رحلت

رفت شاہ نقشبنداں خواجۂ دنیا و دیں — آنکہ بودے شاہراہِ دین و دولت رحلتش
مسکین و ماوائے او چوں بود قصرِ عارفاں — ''قصرِ عارفاں'' زین سبب آمد حساب

### ✤ وصیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کے آگے کلمہ شہادت اور قرآنِ کریم نہ پڑھیں کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ بلکہ یہ رباعی پڑھیں۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للّٰہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما — آفرین بر دست و بر بازوئے تو



### ✤ کرامات با برکات:

آپ علیہ الرحمۃ کی بے شمار کرامات زبانِ زدِ خلائق ہیں لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں مردہ قلوب کو ذکرِ حق سے زندہ کر دیا۔ قلوب مؤمنین پر ایسا نقش باندھا کہ وہ پھر نہ مٹا اور قبر میں ساتھ گیا۔

قارئین محترم! اولیائے کرام کے نزدیک یہ بات مسلّم ہے کہ کسی مردہ کو زندہ کرنے سے مردہ دل کو زندہ کرنا بڑی کرامت ہے۔ اولیائے کرام نے یہ بھی فرمایا ہے: **كُن طالب الاستقامة لا طالب الكرامة۔ فان ربّك يَطْلُبُ مِنْكَ الاستقامة و نفسك يَطْلُب مِنكَ ﷺ الكرامة**''۔ (ترجمہ) ''استقامت کا طلب گار بن۔ کرامت نہ مانگ۔ کیونکہ تیرا رب تجھے استقامت کا حکم دیتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت چاہتا ہے۔

شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ ''خوارق اور کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں ہونا چاہئے۔ معاملہ استقامت پر ہے۔'' اس لیے ہم نے ہر باب میں تبرک کے طور پر کرامات کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ قبل ازیں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

### ✤ آٹے میں برکت:

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ ایک درویش کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت اس کے گھر میں ایک بوری آٹا لایا گیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس آٹے سے خرچ کرتے رہو۔ مگر اس میں کمی بیشی کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مع اپنے دوستوں کے دو۲ ماہ اس گھر میں رہے اور اس آٹے سے کھانا پکتا رہا لیکن بوری میں آٹا بدستور اُسی طرح تھا۔ کوئی کمی نہ ہوئی۔ حالانکہ ہر روز کافی دوست حضرت خواجہ کی زیارت کو آتے تھے۔ وہ مدتوں بعد بھی پکتا رہا۔ بعد ازاں خلاف ارشاد خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ صاحب خانہ نے اپنی بیوی سے کہہ دیا۔ اسی وقت برکت ختم ہوگئی۔ (انیس الطالبین۔130)

### ✤ ارشادات قدسیہ:

۱- آپ فرماتے ہیں کہ توکل کرنے والے کو چاہئے کہ خود کو توکل کرنے والوں میں شمار نہ کرے اور اپنے توکل کو اسباب کے استعمال میں پوشیدہ کر دے۔ (انیس الطالبین۔54)

Scanned with CamScanner

۲- آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس گروہ (اولیائے نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی نظر میں روئے زمین مثل دسترخوان کے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ نہیں بصورتِ ناخن ہے لہٰذا کوئی شئے زمین کی ان کی نظروں سے غائب نہیں ہے۔ اس ارشاد فرمانے کے وقت حضرت عزیزاں قدس سرہ دسترخوان پر تھے۔ (انیس الطالبین ص 64)



# (۱۷)

# حضرت خواجہ علاءُالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

## ۱۷-عارف باکمال، محبوب ذوالجلال، گنجینۂ اسرارِ ولایت، مقتدائے وقت

## حضرت خواجہ علاءُالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

✤ **ولادت:**..........چغتانیاں (بخارا شریف)

✤ **وصال:** ۸۰۲ھ/1400ء..........چغتانیاں (بخارا شریف)

✤ **نسبتِ باطنی**..........خواجۂ خواجگان حضرت سید بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

✤ **انفرادیت:**..........صاحب طریقہ خاص ''طریقہ علائیہ''

✤ **مقام:**..........''علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا ہے'' (خواجہ نقشبندؒ)

✤ **تعارف:**

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد بن محمد البخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اور علاءُالدین عطار کے لقب سے مشہور ہوئے تھے۔ آپ کا وطن بخارا شریف ہے۔ (بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کو ''خوارزم'' سے لکھا ہے)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ بہاءُالدین نقشبند بخاری کے بھانجے، داماد، خلیفہ اعظم اور نائب مطلق تھے۔

✤ **بچپن اور تحصیل علوم:**

بچپن ہی سے آپ کی طبیعت فقر اور درویشی کی طرف مائل تھی۔ آپ بخارا شہر میں مدرسہ علوم اسلامیہ میں داخل ہو گئے اور بڑی جانفشانی سے علوم کی تکمیل کی۔ پھر آپ کے دل میں منازلِ تصوف طے کرنے کا شوق غالب ہوا اور آپ قطب زماں حضرت خواجہ بہاءُالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ کیمیا خاصیت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پاک آپ پر بچپن سے ہی تھی۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے قریب بٹھاتے اور اپنی خاص توجہ سے نوازتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں علاءُالدین کو اس لیے پاس بٹھاتا ہوں تاکہ بھیڑیا نفس اس کو شکار نہ کر



سکے۔ کیونکہ وہ گھات میں ہے۔ اس لیے میں ہر لحظہ ان کا حال دریافت کرتا رہتا ہوں۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''ان شاء اللہ یہ (علاءُالدین) حق سبحانہ وتعالیٰ کا ایک مظہر ہوگا''۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہاتِ عالیہ سے آپ بہت جلد درجہ کمال پر پہنچ گئے۔ (رشحات۔ص80)

✤ **انتساب باطنی:**

آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ اصحاب میں سے تھے اور اپنی زندگی میں ہی خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے طالبین کی تربیت آپ کے سپرد کر دی تھی اور فرمایا کرتے تھے۔ ''علاءُالدین نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سے انوار و آثارِ ولایت بدرجہ اتم و اکمل ظہور میں آئے۔ (رشحات ص81)

✤ **مقام ومرتبہ:**

آپ کے حسنِ تربیت اور صحبت کی برکت سے بہت سے طالبان خدا دوری اور نقصان کے درجہ سے قرب و کمال کی پیشگاہ پر پہنچ گئے اور مرتبہ کمال و تکمیل پر فائز ہوئے۔ اسی لیے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کے تمام اصحاب نے محض رفعتِ شان کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہاں تک کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ''جو مجھے دیکھنا چاہے وہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھے''۔ (رشحات)

قدوۃ العلماء رئیس المحققین سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (ف ۸۱۸ھ/ 1485ء) فرمایا کرتے تھے۔ ''جب تک خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے پیوستہ نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا''۔ (خزینۃ الاصفیاء)

✤ **صحو:**

خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کو واقعہ میں سکر اور بے خودی پیدا ہو جاتی تھی۔ (واقعہ سے مراد توجہ اور مراقبہ ہے) لیکن خواجہ علاءُالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کو صحو اور ہوش رہتا تھا اور شعور وصحو کو سکر اور غیبت سے اتم و اکمل کہا جاتا ہے۔ (رشحات۔ص81)

✤ **شرفِ دامادی:**

ایک وقت آیا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہوا اور داماد

Scanned with CamScanner

ہونے کا شرف پایا۔

### ✤ طریقہ علائیہ:

آپ طریقہ خاص کے مالک تھے۔جس کو "طریقہ علائیہ" کہتے ہیں۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ترجمہ) "حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ولایت، شہادت اور صدیقیت کی نسبت رکھنے کے باوجود خدا سے ذاتی قرب کی وجہ سے فنافی اللہ ہوئے۔اور نقطہ نہایت میں واصل ہوئے اور وہاں بقا پیدا کی اور قطبیت ارشاد اور قطبیت مدار اسی مقام سے حاصل ہوتی ہے اور جب تک کوئی اس مقام میں فنا و بقا حاصل نہ کرے وہ قطبیت کے ان دو مقاموں تک نہیں پہنچ سکتا۔اور خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اس مطلب کو حاصل کرنے کے لیے ایک خاص طریقہ (علائیہ) وضع کیا ہے کہ تمام طریقوں سے اقرب طریقہ علائیہ ہے۔اس وقت مشائخ خانوادہ علائیہ احراریہ اس دولت عظمٰی سے بہرہ ور ہیں اور خواجہ احرار قدس سرہٗ کو یہ دولت حضرت خواجہ یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ جو کہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے ہیں، سے پہنچی ہے۔ بلاشبہ یہ طریقہ کثیر البرکت ہے اور اس طریقہ کا تھوڑا حصہ بہت سے طریقوں سے زیادہ نافع ہے"۔(مکتوبات شریف) حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ حسن عطار رحمۃ اللہ علیہ (فرزند خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ) سب خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اس طریقہ علائیہ کی سیر حاصل کرتے تھے۔

### ✤ مزاراتِ مشائخ سے استفاضہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مزارات مشائخ سے کسی کو اس قدر فیض حاصل ہوتا ہے جس قدر اس کے دل میں صاحبِ مزار کے متعلق اعتقاد ہو۔اہلِ قبور کی مثالیہ صورتوں کا مشاہدہ بمقابلہ ان کی صفات کے پہچاننے کے کم معتبر ہے۔فرمایا: اکابر اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کے وقت بھی توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہونی چاہئے۔ان کی روح کو فقط وسیلہ سمجھے۔اور یہی حال مخلوقات کے ساتھ تواضع کرنے کا ہے کہ ہر چند ظاہرہ تواضع خلق کی جانب ہو لیکن درحقیقت اللہ کے واسطے ہو۔(حضرات القدس)

### ✤ ذکر جہر:

آپ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ ہمارے بزرگوں سے ذکرِ جہر کی بابت پوچھا جاتا تھا۔تو



فرماتے تھے کہ بالاتفاق علماء آخری سانس میں بلند آواز سے کلمہ پڑھنا اور ذکرِ جہر کرنا جائز ہے اور درویش کا ہر سانس آخری سانس ہے۔اس لیے ذکرِ جہر سے گریز نہیں کرنا چاہئے۔

### ✤ کرامات بابرکات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے کسی عورت پر نظرِ بد ڈالی تو جب آپ کے پاس آیا تو اور باتیں کرنے میں مشغول ہوگیا۔مگر اُس بات کا ذکر نہ کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے غصے سے دیکھ کر فرمایا کہ وہ بات کہو ورنہ میں خود بتادوں گا۔یہ سن کر وہ بہت شرمندہ ہوا اور اس عورت کا ذکر بھی کردیا۔(رشحات۔88)

### ✤ وفات حسرت آیات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ توحید بلند آواز سے پڑھتے ہوئے بعد از نماز عشاء بدھ کی رات ۲۰-رجب المرجب ۸۰۲ھ/ 1400ء میں وصال پایا۔آپ کا مزار پرانوار "چغانیاں" (بخارا شریف) میں واقع ہے۔

### ✤ مادہ تاریخِ وفات:

"مقرب درگاہ باری بودہ" ۸۰۲ ہجری

"ولی اللہ مخدوم" ۸۰۲ ہجری

### قطعہ تاریخ رحلت:

علاء الدین چو از دنیائے فانی — بخت یافت از درگاہِ حق بار
عجب تاریخ وصلش جلوہ گر شد — ز نور دین علاء الدین عطار

(۸۰۲ھ)

### ✤ ارشادات قدسیہ:

۱- ریاضت سے مقصود جسمانی تعلقات کی پوری نفی اور عالمِ ارواح و عالمِ حقیقت کی طرف مکمل توجہ ہے۔

۲- اہل اللہ کی صحبت کا دوام عقل معاد کی زیادتی کا باعث ہے۔

۳- اہل اللہ کی صحبت سنت مؤکدہ ہے۔اس سنت پر خصوصاً و عموماً ہمیشگی کرو۔اور صحبت کو ہرگز

Scanned with CamScanner

ترک نہ کرو۔

۴- اللہ تعالیٰ کا مجاور ہونا مخلوق کی مجاورت سے اعلیٰ و اولیٰ ہے۔

۵- جب ملک و ملکوت طالب سے پوشیدہ اور فراموش ہو جائے اور وہ سب کو بھول جائے تو یہ مرتبہ فنا کا ہے اور جب سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے تو یہ مرتبہ فناءِ فنا کا ہے۔



# (۱۸)

# حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

## ۱۸-خواجۂ خواجگان حضرت مولانا محمد یعقوب بن عثمان چرخی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۷۶۲ھ/ 1361ء..................... چرخ نواحِ غزنی (افغانستان)

✤ وصال: ۵ ربیع الاول ۸۵۱ھ/ 1448ء..................... ہلفتو (تاجکستان، روس)

✤ نسبتِ باطنی..................... حضرت خواجہ بہاءُالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم: ..................... حضرت خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار علیہ الرحمۃ

✤ تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد یعقوب اور آپ کے والد ماجد کا نام عثمان بن محمد الغزنوی تھا۔ غزنی کے مضافات میں ''چرخ'' نامی گاؤں میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ ''چرخی'' کہلائے۔ آپ نے قرآن وحدیث کی تعلیم ''جامعہ ہرات'' سے حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ درجہ کی تعلیم ظاہری کیلئے مصر بھی تشریف لے گئے۔ مختلف علماء کرام کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کر کے فراغت حاصل کی اور بخارا شریف کے اکابر علماء سے اجازتِ فتویٰ حاصل کی۔ (رشحات ص 55-56)

✤ حسب ونسب:

آپ کا پورا نام ونسب یوں ہے:

''خواجہ یعقوب بن عثمان بن محمودِ بن محمد بن محمود الغزنوی ثم الجرخوی ثم السررزی المعروف بہ حضرت یعقوب چرخیؒ''۔ آپ نے اپنی تفسیر میں کئی جگہوں پر اپنے والد گرامی کا ذکر فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اربابِ علم ومطالعہ میں سے تھے۔ پارسا اور صوفی تھے۔ ان کی پرہیزگاری کا یہ حال تھا کہ ایک دن پڑوسی کے گھر سے پانی لائے چونکہ پانی یتیم کے پیالہ میں تھا اس لیے پانی پینا گوارا نہ کیا۔

آپ کی طبیعت بچپن ہی سے اولیاء اللہ کی طرف راغب تھی۔ جب آپ تحصیلِ علوم سے فارغ ہوئے تو اس وقت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاءُالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں



حاضر ہونے کا واقعہ آپ نے خود بیان کیا ہے۔

✤ حالات بیعت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد جب میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کو آ رہا تھا کہ راستے میں ایک مجذوب ملا۔ اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا ''اے یعقوب! جلد جلد قدم اٹھا کہ وقت آ گیا ہے کہ تو مقبولوں میں سے ہو''۔ اور اس نے چند خطوط (لکیریں) زمین پر کھینچے۔ میں نے اتفاقاً دل میں خیال کیا کہ اگر یہ خطوط طاق تعداد میں ہوں گے تو میرا مطلب ومقصد حل ہو جائے گا۔ کیونکہ (ترجمہ) ''اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے''۔ چنانچہ جب میں نے شمار کیے تو وہ طاق ہی تھے۔ مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کامل واکمل ولی ہیں۔ لہٰذا یہ غیبی اشارت ہیں۔ میں نے ان واقعات کے بعد قرآن مجید سے فال دیکھی تو اوّل سطر یہ نکلی: أُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ط (سورۃ الانعام۔ آیت 91) ترجمہ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے پس تم ان کی ہدایت کی پیروی کرو''۔ میں شام کے وقت حضرت خواجہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا تھا کہ مجھ میں بیقراری پیدا ہوئی۔ اسی وقت حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ منتظر تھے۔ نماز مغرب کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیبت مجھ پر اس قدر غالب ہوئی کہ دیکھنے کی مجال نہ رہی۔ شرفِ بیعت حاصل کرنے کے بعد ایک مدت تک میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں رہا۔ یہاں تک کہ حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو بخارا سے رخصت ہونے کی اجازت فرمائی اور ارشاد ہوا: ''ہم سے جو کچھ تمہیں ملا ہے اس کو بندگانِ خدائے بزرگ وبرتر تک پہنچاؤ تا کہ سعادت کا موجب بنے''۔ رخصت کے وقت تین بار حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ کو ہم خدا کے سپرد کرتے ہیں اور اشارۃً حضرت خواجہ علاءُالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کیلئے فرمایا۔

✤ صحبت حضرت خواجہ علاءُالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ:

میں بخارا شریف سے روانہ ہو کر ''کش'' پہنچا۔ (نواحِ اصفہان میں ایک قصبہ ہے) کچھ مدت بعد مجھے وہاں حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی اطلاع ملی۔ دل بہت رنجیدہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

آخر میں ''کش'' سے ''بدخشاں'' چلا گیا اور وہیں مجھے حضرت خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ کا چغانیاں سے خط موصول ہوا اور اشارۂ متابعت یاد کرایا۔ چنانچہ میں نے چغانیاں میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیل کی اور حضرت خواجہ علاءُ الدین کی نظرِ التفات فقیر کے حال پر سب سے زیادہ تھی۔ جب حضرت خواجہ علاءُ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۰۲ ہجری میں رحلت فرمائی تو میں ''چغانیاں'' سے واپس ''حصار'' آ گیا اور خواجہ خواجگان کے ارشاد کی تعمیل کرنا چاہی۔ (''جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا۔ اور مناسب حال حاضرین کو بطریقِ خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا''۔) ہر چند اپنے آپ کو اس کا اہل نہ سمجھتے ہوئے فرمانِ شیخ کے ارشاد کی تعمیل میں تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔

## ✤ فضائل ومناقب:

اگرچہ آپ کی ظاہری بیعت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے تھی مگر آپ کی تکمیل حضرت خواجہ علاءُ الدین عطار قدس سرہٗ سے ہوئی۔ اس طرح آپ کو دو ۲ مقدس ہستیوں سے فیض پہنچا۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے محقق اور بے مثال مفسر بھی تھے۔ آپ نے قرآن مجید کے آخری دو پاروں کی تفسیر بھی تصنیف فرمائی ہے جو کہ تصوف کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ اور آپ نے اس میں ''اسرار و معارف'' کے دریا بہا دیے ہیں۔

## ✤ تصانیف:

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی جن تصنیفات کے نام کی تفصیل معلوم ہو سکی وہ درج ذیل ہیں۔

۱- تفسیرِ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ تفسیر فارسی زبان میں ہے۔ یہ تسمیہ، تعوذ، سورۃ فاتحہ اور آخری دو پاروں پر مشتمل ہے۔ یہ بڑی عمدہ تفسیر ہے۔ یہ ۸۵۱ھ میں مکمل ہوئی اور کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بہت ذوق پیدا ہوتا ہے۔

۲- رسالہ انسیہ۔ یہ رسالہ بھی کئی بار چھپ چکا ہے۔ اور اس کا اردو ترجمہ بھی ''رسائل نقشبندیہ'' کے نام سے چھپ چکا ہے۔

۳- ابدالیہ۔ اس کا موضوع ''اثباتِ وجودِ اولیاء اور ان کے مراتب'' ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔



۴- شرح رباعی ابو سعید ابی الخیر رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ کے متعلق علم نہیں ہو سکا۔)

۵- شرح اسماء اللہ

۶- رسالہ نائیہ۔ اس کا موضوع شرح دیباچہ مثنوی معنوی (مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔

۷- قرآن شریف کا تاجک زبان میں ترجمہ۔ یہ ترجمہ تاجک زبان میں آپ نے پانچ سو سال قبل کیا تھا۔ یہ تاجک زبان میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ ہے۔ 1982ء میں سوویت تاجکستان کے دارالخلافہ ''دوشنبہ'' کے نواح میں واقع ایک مسجد کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام دیا گیا ہے۔

۸- رسالہ دربارۂ اصحابِ و علامات قیامت۔

آپ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔

## ✤ وفات:

آپ کی وفات ۵- صفر ۸۵۱ھ / 1448ء کو ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ''ہلفتو'' نزد ''حصار'' میں ہے۔ آج کل ''ہلفتو'' کا نام ''گلستان'' ہے۔ (ہلفتو کے وقوع میں اختلاف ہے۔)

## ✤ مادہ تاریخِ وفات:

| | |
|---|---|
| ''شمس الہدایت'' | ''ابر رحمت'' |
| ۸۵۱ ہجری | ۸۵۱ ہجری |

## ✤ کرامات بابرکات:

آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔ گو یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی اللہ سے خوارق ظاہر ہوں جیسا کہ شیخ الشیوخ قدس سرہ نے ''عوارف المعارف'' میں لکھا ہے کہ بعض اوقات کم رتبہ افراد سے کثیر خوارق کا ظہور ہو جاتا ہے جبکہ ان افراد سے بلند مرتبہ والوں سے اس کثرت سے ظہور نہیں ہوتا۔ ہم تبرک کے طور پر ایک کرامت ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ (کیفی)

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ''ہرات'' میں تھا۔ تو مجھے حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق غالب ہوا۔ میں پیدل سفر طے کر کے اور مصائب و آلام برداشت کرتا ہوا ''چغانیاں'' پہنچا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی تو چہرہ

انور پر ''برص'' کے داغ دیکھ کر میرے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی۔ آپ کو یہ خطرہ معلوم ہو گیا۔ چنانچہ رات کو آپ خواب میں نظر آئے۔ آپ بہت ہی ناراض معلوم ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بڑا ڈانٹا اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کے باطن کو دیکھنا چاہئے ظاہر کو نہیں۔ اس لئے میں بہت ہی نادم ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ صبح جب میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے ایک ایسی نورانی شکل میں نظر آئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ چنانچہ میرا دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کھنچ گیا۔ اور میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔ اور آپ نے میرے حال پر ایسی مہربانی فرمائی کہ آپ سے زیادہ شفیق میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاءُ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ اور جس نے تیرا ہاتھ پکڑا (بیعت کی) اس نے بے شک خواجہ بہاءُ الدین کا ہاتھ پکڑا۔ (وہ میرا ہی مرید ہوگا) (حضرات القدس۔ ص 214)

## ✤ ارشادات قدسیہ:

۱- رزقِ حلال سالک کے لیے بنیاد ہے۔ سالک جب حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ راہِ مستقیم سے منحرف ہو جاتا ہے۔

۲- اس سے رشتہ جوڑ جو تجھ سے قطع تعلق کرے اور علیحدہ ہو جائے۔

۳- درویش کے لیے سوائے لِقائے مولیٰ کوئی چیز مطلوب نہیں ہونی چاہئے تاکہ رب تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا کما حقہٗ مشاہدہ کر سکے۔

۴- بندہ کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام سے اپنا خاص حصہ حاصل کرے اور اس پر عمل کرتا کہ اس اسم الٰہی کا مظہر بن جائے۔

۵- صادق اور عاشق لوگوں کی صحبت اختیار کرو تاکہ تم بھی ویسے ہو جاؤ۔

## ✤ قطعہ تاریخ رحلت:

شد براوج چوں منزل گزیں    حضرت یعقوب مجذوب خدا
رحلتش ''شمس الہدایت'' گفتہ اند    نیز حق آمود مطلوب خدا

۸۵۱ھ    ۸۵۱ھ



# (۱۹)

# حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

## ۱۹-عارفِ باکمال محبوبِ ذوالجلال

## حضرت خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار قدس سرہٗ

- ولادت: رمضان ۸۰۶ھ/1404ء.........یاغستان (تاشقند)
- وصال: ۲۳ ربیع الاول ۸۹۵ھ/1490ء.........شہر سمرقند (روس)
- نسبتِ باطنی.........حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ
- خلفاء:.........حضرت مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- مقام:.........قطبِ ارشاد و مجدد نویں صدی ہجری

### تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی عبیداللہ اور لقب ''ناصرالدین'' ہے۔ کیونکہ آپ سے دین اسلام کو نصرت و مدد ملی۔ ''احرار'' بھی آپ کا لقب ہے۔ جو اصل میں ''خواجہ احرار'' ہے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ احرار کے نام سے ہی زیادہ مشہور ہیں۔ اس لفظ میں ہی آپ کی بڑی منقبت ہے۔ کیونکہ اہل اللہ کے نزدیک ''حُر'' (احرار کا واحد) اُسے کہتے ہیں جو عبودیت کی حدود کو بدرجہ کمال قائم کرے اور اغیار کی غلامی سے نکل جائے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں فرمایا ع

امانت دار او یعقوب چرخی

### حسب ونسب:

آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک خواجہ محمود بن حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ کے والد ماجد حضرت عبدالباقی (بعض روایات کے مطابق محمد باقی) بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ محمود شاشی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر ہیں جو شیخ عمر یاغستانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں۔ جن کا سلسلہ نسب سولہ 16 واسطوں سے حضرت



عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ جد امجد مادر زاد ولی اللہ اور قطبِ وقت مشہور تھے۔

### ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک ۸۰۶ھ/ 1404ء کو ''یاغستان'' مضافاتِ تاشقند میں ہوئی۔ (بعض تذکروں میں ''یاغستان'' کی جگہ ''باغستان'' درج ہے۔)

### مادہ تاریخِ ولادت:

''تاج عارفاں'' ہے۔

۸۰۶ھ

### ایام طفولیت وابتدائی حالات:

ولادت مبارکہ کے بعد چالیس دن تک (جو کہ ایام نفاس ہیں) آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔ جب تک انہوں نے غسل طہارت نہ فرمایا۔ بچپن ہی سے رشد وہدایات کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ہوَیدا تھے۔ انوارِ قبول وعنایت الٰہی آپ کی پیشانی سے ظاہر تھے۔

آپ کے جد امجد خواجہ شہاب الدین علیہ الرحمۃ جو کہ صاحبِ کشف و کرامات اور قطب وقت مشہور تھے۔ اپنے آخری وقت میں اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اپنے لڑکوں کو میرے سامنے لاؤ تاکہ ان کیلئے دعائے خیر کروں۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بہت کم سن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گود میں لے کر پیار کیا اور فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت ہوئی ہے کہ یہ پیرِ عالم گیر ہوگا اور شریعت وطریقت کو اس سے فروغ ہوگا۔ شاہانِ وقت اس کے مطیع رہیں گے۔ آپ کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی نسبت آگاہی حاصل ہوگئی اور مکتب میں آمد ورفت ہوگئی۔ بچپن میں ہی مزاراتِ مشائخ پر حاضری دیتے تھے۔ جب سن بلوغ کو پہنچے تو تاشقند کے مزارات کی زیارت کر آتے۔ بائیس ۲۲ برس کی عمر سے انتیس ۲۹ برس کی عمر تک آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر ہی میں رہے۔ اور اس عرصہ میں آپ کو بہت سے مشائخ زمانہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔

Scanned with CamScanner

## ✤ نسبت باطنی:

آپ فرماتے ہیں کہ میں ''ہرات'' میں تھا کہ ایک سوداگر سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف سنی۔ چنانچہ دل میں ان کی زیارت کا شوق غالب ہوا۔ میں پیدل چل کر ''چغانیاں'' پہنچا اور پھر ''ہلفتو'' میں حضرت مولانا حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کمال مہربانی سے پیش آئے اور میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا: ''بیعت کرو''! چونکہ آپ کی پیشانی مبارک پر برص کے داغ تھے۔ اس لیے طبیعت میں کچھ کراہت پیدا ہوئی۔ آپ نے میری کراہت کو سمجھ کر فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ لیے اور فی الفور اپنی صورت تبدیل کر کے ایسی صورت میں ظاہر ہوئے کہ میں بے اختیار ہو گیا۔ آپ نے پھر دست مبارک بڑھایا اور فرمایا ''مجھے خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ تمہارا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جس نے تمہارا ہاتھ پکڑ لیا اس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لو''۔ تو میں نے بلاتوقف حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ نے مجھے بیعت فرمایا اور حسب طریقہ حضرات خواجگان شغل نفی اثبات جس کو وقوف عددی کہتے ہیں، سکھایا اور فرمایا کہ جو کچھ ہم کو خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچا ہے یہی ہے۔ اگر تم بطریقِ جذبہ طالبوں کی تربیت کرو تو تمہیں اختیار ہے۔'' مولانا کے بعض مریدوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر حسد ہوا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ عبید اللہ میں قوتِ تصرف جیسی کہو ویسی موجود تھی صرف اجازت کی ضرورت تھی''۔ (حضرات القدس۔ص 227)

حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طالب کسی بزرگ کی خدمت میں جائے تو عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جانا چاہیے۔ چراغ، تیل اور فتیلا (بتی) سب تیار ہو صرف آگ کا محتاج ہو''۔ (نفحات الانس ص359 از عبدالرحمن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے حضراتِ خواجگان کے تمام طریقے بیان فرما دیئے اور جب طریق رابطہ کی نوبت پہنچی تو فرمایا کہ اس طریقہ کی تعلیم میں دہشت نہ کھانا اور اس کی استعداد رکھنے والوں کو بتا دینا۔ (رشحات۔ص 243)

آپ تین ماہ تک چلہ کشی کی حالت میں اپنے شیخ و مرشد کی صحبت بابرکت میں رہے اور سلوک کی تمام منازل طے کیں۔ اس کے بعد آپ کو خرقہ خلافت عطا ہوا۔ اور انتیس ۲۹ سال کی عمر میں وطنِ مالوف کی طرف مراجعت فرمائی۔ (ایک سال تک ''ہرات'' میں رہے)



## ✤ عبادت وریاضت:

آپ مجاہدہ نفس وریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے اور فرماتے تھے کہ باوضو رہنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور لطافت بڑھتی ہے۔ آپ اکثر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر دوزانو بیٹھ جاتے اور نماز تہجد تک اسی طرح بیٹھے رہتے اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔ تہجد کے بعد صبح تک مراقبہ فرماتے اور پھر عشاء کے وضو سے ہی صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ترویج شریعت، تجدید ملت اور سلاطین وقت کے ساتھ اختلاط پیدا کرنے پر مامور تھے۔

## ✤ وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات ہفتہ کی شب ۲۹- ربیع الاول ۸۹۵ھ/1490ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار پرانوار شہر سمرقند محلہ خواجہ کفشیر، محوطہ ملایاں میں زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

## ✤ مادہ تاریخ وفات:

| | |
|---|---|
| ''مرشد عارف'' | جود شاہِ تصوف |
| ۸۹۵ ہجری | ۸۹۵ ہجری |

## ✤ کرامات برکات:

ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے۔ منزل دور اور راستہ خطرناک تھا۔ اتنے میں شام کا وقت قریب ہو گیا۔ دوست بہت پریشان ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کچھ فکر نہ کرو۔ ان شاء اللہ ہم سورج غروب ہونے سے پہلے منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب تک آپ شہر کے قریب نہ پہنچ گئے۔ سورج اپنی جگہ پر قائم رہا۔ گویا کسی نے اس کو میخ دوز کر دیا تھا۔ اور جوں ہی آپ شہر کی دیوار کے قریب پہنچے سورج ایک دم غائب ہو گیا اور اس قدر دیر ہو گئی تھی کہ بیاضِ شفق بھی نظر نہ آتی تھی۔ ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور! اس میں کیا راز ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ طریقت کے کاموں میں سے ایک ادنیٰ کام ہے''۔ (حضرات القدس اُردو ترجمہ۔ص ۲۴۵)

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی طالب اولیاء اللہ کی صحبت میں آئے اس کو چاہیے کہ

Scanned with CamScanner

اپنے آپ کو نہایت مفلس و محتاج ظاہر کرے تاکہ مرشد کو اس پر رحم آ جائے۔ لیکن مرشد کا ادب ہر حال میں ضروری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی درویش کی تصویر کسی دیوار پر کھینچ دی جائے تو اس دیوار کے پاس سے بھی ادب کے ساتھ گزرے۔ (رشحات ص251)

۲- فرمایا: شریعت، طریقت اور حقیقت کی مثال اس طرح ہے کہ جھوٹ منع ہے اگر کوئی اس طرح کوشش کرے کہ اس کی زبان پر جھوٹ جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے۔ اور اگر دل سے جھوٹ جاتا رہے تو یہ طریقت ہے اور اگر باختیار یا بے اختیار زبان و دل سے یہ بات جاتی رہے تو یہ حقیقت ہے۔ (رشحات۔ ص256، حضرات القدس۔ ص233)

۳- آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اکابر اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کی اور انہوں نے دو۲ چیزیں مجھے عطا کیں۔ اول یہ کہ جو کچھ لکھوں نئی بات ہو پرانی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ میں کہوں وہ مقبول ہو مردود نہ ہو۔ (حضرات القدس اردو ص۔230)

۴- آپ فرماتے ہیں کہ جمادات کی تاثیر لوگوں کے اخلاق اور اعمال میں اربابِ تحقیق کے نزدیک ثابت ہے۔ فرمایا: بہتر اخلاق کا اثر عبادت پر بھی پڑتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں اخلاق و اعمال ناپسندیدہ ہوتے ہوں تو نماز ایسی پر اثر نہ ہوگی جیسی کہ اگر ایسی جگہ ادا کی گئی ہو جہاں ارباب جمعیت کا اثر پہنچا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حرم کعبہ میں نماز باقی تمام جگہوں کی ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے۔ (رشحات۔ ص252)

۵- فرمایا: ہر زمانہ میں رجال الغیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں جو رخصت سے اجتناب کرتا ہو اور عزیمت پر عمل کرتا ہو یعنی ہر وقت ذکرِ الٰہی سے زبان تر رکھتا ہو اور کسی خاص وقت رخصت یعنی غافل نہ ہو۔ یہ رجال الغیب رخصت والوں سے بھاگتے ہیں۔ کیونکہ رخصت پر عمل ضعیفوں کا کام ہے۔ حضراتِ خواجگان کا طریقہ عملِ عزیمت پر ہے۔ (رشحات۔ ص276)



# (۲۰)

# حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

## ۲۰- عالم ربانی، عارف حقانی حضرت مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ

- ولادت: ۸۵۲ھ/1448ء ........ وخش نزد حصار (بخارا)
- وصال: ۹۳۶ھ/1529ء ........ وخش (بخارا شریف)
- نسبتِ باطنی ........ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ
- خلیفہ ........ مولانا درویش محمد علیہ الرحمۃ

### تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد زاہد ہے۔ آپ خواجہ مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں۔ بلکہ بقولِ شیخ شرف الدین محمد کشمیری مجددی صاحب ''روضہ السلام'' آپ خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ تھے۔ بچپن میں ان کے خلفاء کی مجالس مبارک میں حاضر ہوا کرتے تھے اور وہیں سے ذکر و فکر کا شوق پیدا ہو گیا۔ جوانی کے ایام میں آپ ریاضت و مجاہدے کی طرف مشغول ہوئے۔ آپ لوگوں سے بہت کم ملتے جلتے تھے اور گوشہ نشینی اختیار کر رکھی تھی۔ آپ نے ابھی تک ظاہری بیعت کسی سے نہ کی تھی۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ اور اپنے عہد کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔

### ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت موضع ''وخش'' نزد حصار علاقہ بخارا شریف میں بتاریخ ۱۴- شوال ۸۵۲ھ بمطابق 11 دسمبر 1448ء کو ہوئی۔

### انتسابِ باطنی:

آپ نے ذکر کی تلقین حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ سے حاصل کی تھی۔ لیکن آپ کا انتساب باطنی حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ آپ کو جو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا شہرہ سنا تو آپ حصار سے سمرقند پہنچ کر محلہ ''وانسر'' میں قیام فرمایا۔ یہ



محلہ (وانسر) بڑا خوشگوار اور سرسبز مقام ہے۔ یہاں سے حضرت خواجہ احرار رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ محلہ ''کنسر'' تقریباً ۱۰ دس کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی۔ آپ نے خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نئے کپڑے پہنے۔ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا کہ مولانا خواجہ زاہد ہماری ملاقات کے لیے آرہے ہیں تو عین دوپہر کے وقت آپ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بمعہ مریدین چل پڑے۔ کسی کو منزل معلوم نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اونٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا کہ جہاں چاہے چلا جائے۔ تو حضرت مولانا زاہد علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ پر پہنچ کر اونٹ خود بخود رک گیا۔ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ اونٹ سے اتر پڑے۔ جب حضرت مولانا زاہد علیہ الرحمۃ کو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار دوڑے ہوئے آئے اور حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور ان کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ پھر خلوت میں مجلس ہوئی اور مولانا زاہد قدس سرہ نے اپنے واردات و معاملات اور مقامات حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیے اور بیعت کی خواہش کی۔ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مجلس میں آپ کو بیعت کر کے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت حضرت مولانا زاہد علیہ الرحمۃ کو عطا فرمائی اور اپنی کامل توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں مولانا کو کمال و تکمیل تک پہنچا دیا۔ اور خلافت عطا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس پر بعض اصحاب جو اس وقت موجود تھے آتش حسد میں جلنے لگے کہ ہم عرصہ سے خدمت میں حاضر ہیں مگر ہم پر عنایت نہیں فرمائی اور مولانا زاہد علیہ الرحمۃ کو پہلی ہی صحبت میں خلافت عطا فرما دی۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مولانا زاہد رحمۃ اللہ علیہ چراغ اور فتیلا (بتی) بمعہ تیل تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے ہم نے صرف اس (چراغ) کو روشن کر کے رخصت کر دیا۔''

یہ واقعہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف عظیم اور آپ (حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ) کی کمال استعداد اور قابیت پر دلالت کرتا ہے۔

### مقام و مرتبہ:

آپ علوم ظاہری اور باطنی میں خوب وافر حصہ رکھتے تھے۔ فقر و تجرید، تفرید و ورع، تجرد تفرز، تقویٰ و زہد اور اتباع سنت میں آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ نہایت ہی بلند ہمت اور اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔ حضرت خواجہ احرار کے خلیفہ اعظم، محرم و ہمراز، عاشق

جانباز اور مقبول ومحبوب تھے۔

### ✤ وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ بمطابق 1529ء کو ''وخش'' میں ہوئی۔ اور مزار پرانوار بھی ''وخش'' میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

### ✤ مادہ تاریخ رحلت:

| ''فیض الٰہی'' | ''ولی فیض'' | ''پیر خواجہ محمد زاہد'' | ''سعادت نشان'' |
|---|---|---|---|
| ۹۳۶ھ | ۹۳۶ھ | ۹۳۶ھ | ۹۳۶ھ |

### ✤ قطعہ تاریخ وفات:

محمد زاہد آں شیخ معلیٰ — چو باحق شد ازیں دنیا وصالش
''ولی فیض'' وہم ''فیض الٰہی'' — رقم کن ''شیخ زہدی'' ارتحالش
۹۳۶ھ — ۹۳۶ھ

### ✤ ارشادات قدسیہ:

۱- خاندان نقشبند کا خانوادہ بڑا صاحب تصرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلی ارادہ کے مطابق کام کر دیتا ہے اور یہ خانوادہ کسی اور کا مطیع نہیں ہے۔

۲- جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا۔

زاہد بہ ہشت خلوت و دامن ز پاکشید
چوں از بہار دامن صحراء بہشت شد

ترجمہ: ''جیسے ہی دامنِ صحراء موسم بہار کے باعث جنت نظیر ہوا۔ زاہد نے گوشہ نشینی کے آٹھ پردوں سے قدم باہر نکالا''۔

### ✤ اہم واقعہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر پہنچی کہ سلطان محمود مرزا حاکم بدخشاں نے اپنے بھائی سلطان احمد مرزا سے جنگ کرنے کی غرض سے سمرقند کے محاصرہ کا ارادہ کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا سلطان



محمود کو پیغام دیا کہ آپ نے جو سمرقند کو فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے اس کو ترک کر دو۔ اور بھائی سے بھائی کا لڑنا بہت بڑا جرم ہے۔ پہلے بھی یہ فقیر آپ کو اس بات سے منع کر چکا ہے۔ سمرقند میں بہت سے بزرگانِ دین اور فقراء و مساکین ہیں انہیں اور زیادہ تنگ کرنا مناسب نہیں ہے۔ دونوں بھائی آپس میں اتفاق کر کے ایک دوسرے کی مدد کریں تاکہ اللہ تعالیٰ راضی رہے۔ سلطان محمود نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم نہ مانا اور بہت بڑی شکست سے دوچار ہوا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس کو اپنی طرف سے جنگ کا الٹی میٹم دے دیتا ہوں۔ (بخاری از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کسی نے کیا خوب کہا ہے

مردانِ خدا خدا نباشد
لیکن از خدا جدا نباشد

(مردان خدا' خدا تو نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے)

Scanned with CamScanner

# (۲۱)

# حضرت خواجہ مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ



## ۲۱–عالم اجل، فاضل بے بدل، زاہد لاثانی حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

- ولادت: ۱۶ شوال ۸۴۶ھ / 6 فروری 1444ء..............................
- وصال: ۱۹ محرم الحرام ۹۷۰ھ / 63-1562ء...... استفرار متصل شہر سبز (ماوراء النہر)
- نسبتِ باطنی.............................. خواجہ محمد زاہد وخشی علیہ الرحمۃ (ماموںؒ)
- خلیفہ.............................. حضرت خواجہ املنکی علیہ الرحمۃ (فرزندؒ)

### تعارف:

آپ حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ بچپن ہی سے طبیعت فقر کی طرف مائل تھی۔ بیعت سے پندرہ برس قبل زہد و ریاضت میں مشغول رہتے تھے اور تجریدی حالت میں ویرانوں میں رہا کرتے، بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۶–شوال ۸۴۶ھ بمطابق 6 فروری 1444ء کو ہوئی۔

### ریاضت ومجاہدہ:

آپ پندرہ سال تک جنگلوں اور ویرانوں میں رہ کر سخت مجاہدات کرتے رہے۔ ایک دن جنگل میں بھوک سے لاچار ہو کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا تو اسی وقت حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا: ''اے درویش محمد! آپ نے کافی حد تک ریاضت ومجاہدہ کیا ہے۔ اب اگر صبر وقناعت مطلوب ہے تو اپنے ماموں خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر قدم بوسی کیجئے۔ وہ تم کو صبر وقناعت سکھا دیں گے۔ اور وہاں سے آپ کی تکمیل ہوگی''۔

### بیعت:

حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی شان کے بعد آپ اپنے ماموں حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل طریقہ ہو کر درجہ کمال کو پہنچے۔ آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا گیا۔ اور اپنے ماموں جان کے انتقال کے بعد ان کے نائب مطلق کی حیثیت سے مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔

Scanned with CamScanner

آپ ایک مدت تک اپنے شیخ و مرشد کی خدمت میں رہے۔ آپ کو اپنے شیخ سے والہانہ محبت و عقیدت تھی۔ اور حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

### ✤ حلقہ درس:

آپ قرآن و حدیث کے عالم اجل اور فاضل بے بدل تھے۔ ظاہری تعلیم اپنے شیخ محترم اور علاقے کے دیگر نامور علمائے کرام سے حاصل کی۔ آپ روزانہ قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ مریدوں کی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اور بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ایک ادنیٰ مرید کو اعلیٰ درجات پر پہنچا دیتے تھے۔

### ✤ انکساری و گمنامی:

آپ گمنامی بہت زیادہ پسند کرتے تھے اور اپنے حالات کو چھپانے کے لئے بچوں کو درس قرآن دیا کرتے تھے تاکہ کسی کو آپ کے احوال و کمالات سے آگہی نہ ہونے پائے۔ ایک دن کسی ترک درویش کا گزر آپ کے شہر سے ہوا۔ انہوں نے فرمایا: ''یہاں مجھے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور ساتھ ہی مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا۔ (تصوف و معرفت کے راستے کی خوشبو ہی ایسی ہے کہ چھپائے نہیں چھپتی۔) (کیفی) اور لوگوں کو بتایا کہ یہ بزرگ عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ طریقت میں بڑا بلند مقام رکھتے ہیں۔ ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔ تب وہاں کے لوگوں کو آپ کا علم ہوا۔

### ✤ شہرت کا سبب:

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ مولانا املنکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''میرے والد ماجد اپنے باطنی احوال کو بہت ہی پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے شیخ نور الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن بیان کیے۔ ایک دن جب وہ تشریف لائے تو آپ کچھ تحائف لے کر ان کی ملاقات کو گئے۔ شیخ نور الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اور معانقہ کر کے اپنے پاس بٹھایا۔ پھر کافی دیر تک دونوں مراقب بیٹھے رہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے رخصت ہوئے تو بڑی عزت و تکریم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الوداع کیا۔ اور کافی دور تک پیدل چل کر آئے۔ خواجہ نور الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ نے واپس آ کر وہاں کے لوگوں اور اپنے



مریدوں سے پوچھا کہ آپ لوگ حضرت خواجہ درویش محمد کی صحبت بابرکت سے خوب استفادہ کرتے ہوں گے۔ وہ بڑے صاحب دل ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! وہ شیخ نہیں بلکہ عالم ہیں۔ شیخ نور الدین خوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! یہاں کے لوگ بھی عجیب نابینا اور مردہ ہیں اور ایسے کامل و اکمل شخص سے استفادہ و استفاضہ نہیں کرتے۔''

اس واقعہ کے بعد ہر طرف سے طالبان طریقت اور مخلوق خدا آپ کی صحبت کیمیا خاصیت میں حاضر ہونے لگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چرچا عام ہو گیا۔ مگر آپ ہمیشہ گمنامی و گوشہ نشینی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے۔

### ✤ کرامت و تصرف:

حضرت شیخ حسین خوارزمی کردی قدس سرہ العزیز (ف ۹۵۶ھ) سلسلہ کبرویہ کے بہت بڑے بزرگ تھے اور ان کی یہ عادت ہو گئی تھی کہ جس صاحب نسبت سے ان کی ملاقات ہوتی اس کی نسبت سلب کر لیا کرتے تھے۔ وہ ایک دفعہ مولانا درویش علیہ الرحمۃ کے علاقے میں آئے جب آپ کو معلوم ہوا کہ شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک کی نسبت سلب کر لیتے ہیں تو آپ کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو سبق سکھانے کے لئے ان کی نسبت سلب کر لی۔ جس سے حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نہایت حیران و پریشان ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا ان کی ملاقات کو روانہ ہوئے اور جس طرف سے خوشبو آ رہی تھی اس طرف بڑھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ جب دونوں حضرات کی ملاقات ہوئی تو خوشبو ختم ہو گئی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے میری نسبت سلب کی ہے۔ حضرت شیخ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ آپ کا علاقہ ہے۔ میری نسبت واپس کیجئے اور میں آئندہ کسی شیخ کی نسبت سلب نہیں کروں گا۔ حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی و انکساری پر رحم آ گیا اور ان کی نسبت انہیں واپس کر دی۔ شیخ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں سے اجازت لی اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔

### ✤ وفات حسرت آیات:

آپ کی وفات بروز جمعرات ۱۹- محرم الحرام ۹۷۰ھ بمطابق 63-1562ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار موضع ''استفراز'' میں واقع ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

Scanned with CamScanner

✤ **مادہ تاریخ رحلت:**

"مست عشق" ۹۷۰ھ

"شیخ اولیاء بود" ۹۷۰ھ

✤ **ارشادات قدسیہ:**

۱- گمنامی اور گوشہ نشینی میں جو لذت ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

۲- طریق گمنامی اور حالات کے چھپانے کا التزام بڑی چیز ہے۔

✤ **قطعہ تاریخ وفات:**

ز دنیا شد چو در خلد معلیٰ — جناب سرور اکبر محمد
ز سرور "مست عشق" آمد وصالش — دوبارہ "عاشق رہبر محمد"
۹۷۰ھ — ۹۷۰ھ



## (۲۲)

# حضرت مولانا محمد مقتدیٰ امنگی رحمۃ اللہ علیہ

## ٢٢-عارف حقانی، محبوب ربانی حضرت خواجہ مولانا محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۹۱۸ھ/13-1512ء ............ امکنہ (نزد بخارا)

✤ وصال: ۲۲ شعبان ۱۰۰۸ھ/1600ء ............ امکنہ (بخارا شریف)

✤ نسبت باطنی: ............ والد گرامی حضرت مولانا درویش محمد علیہ الرحمۃ

✤ خلیفہ اعظم: ............ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ

### ✤ تعارف:

آپ کا اسم مبارک محمد مقتدیٰ ہے۔ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا اسم مبارک خواجگی امکنگی تحریر کیا ہے۔ آپ کو "امکنگی" اس لیے کہتے ہیں کہ جس موضع میں آپ کی ولادت ہوئی اس کا نام "امکنہ" ہے۔ آپ خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفہ اعظم تھے۔ طریقت میں آپ کا مسلک خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے قدم بہ قدم تھے۔

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت ۹۱۸ھ 13-1512ء کو موضع "امکنہ" (نزد بخارا) میں ہوئی۔

### ✤ بیعت وخلافت:

آپؒ نے ظاہری و باطنی علوم اپنے والد محترم حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے اور انہی سے بیعت ہو کر مقام تکمیل وارشاد تک پہنچے۔ آپ تیس ۳۰ سال تک مسند ارشاد وہدایت پر جلوہ افروز رہے۔ آپ حضرت خواجہ بہاءُ الدین کے اصل طریقہ نقشبندیہ کے سختی سے پابند تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کے خلاف ذرا سی بات بھی گوارا نہ فرماتے تھے۔

### ✤ علوم ظاہری وباطنی:

آپ بڑے عابد وزاہد اور ظاہری و باطنی علوم میں یگانۂ روزگار تھے۔ اپنے وقت میں طالبان طریقت کے مرجع تھے۔ تصرف باطنی کا یہ حال تھا کہ زمانے کے بڑے بڑے علماء وفقہاء،



فضلاء اور امراء وفقراء مستفید ومستفیض ہونے کیلئے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اپنے دوستوں کی پرورش وتربیت نہایت ہی احسن طریق سے فرماتے تھے۔ آپ اپنے حالات کے اِخفاء میں بہت کوشش فرماتے تھے۔ اس کے باوجود بھی ملوک وسلاطین وقت آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے اور فخر محسوس کرتے تھے۔ سلطان عبداللہ خان والیٔ توران آپ کا مرید اور بڑا معتقد تھا۔ آپ شریعت مطہرہ کے سخت پابند تھے اور رسولِ مقبول ﷺ سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ بقول کاوش۔

عطا ہو کاوش عاصی کو اے خدا! وہ دل
جسے بنایا ہو بس حُبِّ مصطفٰے ﷺ کیلئے

آپ کا حلقہ احباب اور لنگر بہت وسیع تھا۔ آپ مہمان نوازی میں بہت مشہور تھے۔ دوستوں کو خود اپنے ہاتھ سے کھانا تقسیم فرماتے تھے۔ آپ کو دوستوں کی تکلیف گوارا نہ تھی۔

### ✤ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت ومقام:

سلطان والیٔ توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان خیمہ لگا ہوا ہے جس میں تاجدار مدینہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور ایک بزرگ بارگاہ رسالت ﷺ کے دروازے پر عصا لیے ہوئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی درخواستیں سرور دوعالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اور ان کا جواب دے رہے ہیں۔ اسی اثنا میں حضور پرنور ﷺ نے ایک تلوار اس بزرگ کو عطا کی اور انہوں نے وہ تلوار لے کر سلطان عبداللہ خان کی کمر میں باندھ دی۔ صبح بیدار ہونے پر سلطان نے اپنا خواب درباریوں سے بیان کیا اور اس بزرگ کا حلیہ بتایا۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ یہ حلیہ تو خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ سلطان یہ سن کر بہت خوش ہوا چنانچہ وہ بڑے شوق سے بہت سے تحائف لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا حلیہ بعینہٖ جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا پا کر نہایت خوش ہوا۔ سلطان آپ کا مرید ہو گیا اور ہر روز صبح کے وقت آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

(حضرات القدس۔ ص260)

### ✤ کرامات بابرکات:

آپ صاحب کرامات وخوارق اور صاحب کشف القلوب بزرگ تھے۔ آپ کی کرامات

اور کشف سورج سے زیادہ روشن ہیں۔ تاہم بطور تبرک ایک کرامت ہدیہ قارئین کرتے ہیں:

✤ حضرت مولانا خواجگی امکنگی علیہ الرحمۃ کے بڑے بڑے مریدوں سے سنا گیا ہے کہ تین طالب علم جیسے کہ ان کی عادت ہوتی ہے۔ مختلف ارادوں کے ساتھ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ ایک نے نیت کی کہ اگر فلاں کھانا کھلائیں گے تو بے شک آپ صاحب کرامت ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ اگر فلاں میوہ عطا کریں گے تو آپ صاحب عظمت ہیں۔ تیسرے نے کہا' اگر فلاں حسین لڑکے کو مجلس میں حاضر کریں تو صاحب کرامت ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے دونوں طالب علموں کو ان کے خیال کے مطابق کھانا اور میوہ عطا کیا اور تیسرے سے فرمایا کہ درویشوں سے کوئی خلاف شریعت کام صادر نہیں ہوسکتا۔ اور تم اپنی نیت کو ٹھیک کرو۔ اور پھر تینوں طالب علموں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ درویشوں کے پاس محض اللہ کے لئے آنا چاہئے تاکہ ان سے فیض باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔ (حضرات القدس ص۔262)

؎ تیری نگاہ سے پتھر کے دل پگھل جائیں — جو آنکھ اٹھائے تو شام وسحر بدل جائیں

## ✤ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف:

ایک درویش بیان کرتے ہیں جو کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا کہ ایک رات حضرت کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ میں بھی دیگر خُدّام کے ہمراہ ہمرکاب تھا۔ میرے پاؤں ننگے تھے۔ اتفاقاً ایک کانٹا میرے پاؤں میں لگ گیا۔ جس سے میں بے قرار ہوگیا۔ مجھے خیال آیا کہ اگر حضرت مجھ کو جوتا عنایت فرماتے تو کیا اچھا ہوتا۔ آپ نے اس کے خیال سے آگاہ ہوکر فرمایا: ''اے برادر! جب تک کانٹا نہ لگے پھول بھی ہاتھ نہیں آتا''۔

(سالک کو راہ طریقت میں بڑی بڑی مشکلات پیش آتی ہیں اور اس کو بڑی کٹھن منزلیں عبور کرنا پڑتی ہیں تب جا کر وہ کہیں منزلِ مقصود حاصل کرتا ہے۔ اس راہ کے چلنے والوں کو تمام مشکلات کا خندہ پیشانی اور صبر واستقامت سے سامنا کرنا چاہئے۔

(محمد یوسف کیفی)

## ✤ وصال:

حضرت مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ' نے اپنے وصال سے چند روز پہلے اپنے خلیفہ'



اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعد اظہار اشفاق و اشتیاق یہ دو۲ اشعار لکھے تھے۔ ؎

زماں تا زماں مِرگ یاد آیدم — ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا ! — دِگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

مجھے ہر گھڑی موت یاد آتی ہے نہیں معلوم کہ اب کیا بات پیش آئے۔ مجھے ہر دم وصلِ خدا رہے اور جو کچھ پیش آنا ہے پیش آئے۔ (محمد یوسف کیفی)

اس خط کے پہنچنے کے بعد ہی حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ' کو پہنچی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲- شعبان المعظم ۱۰۰۸ھ بمطابق 1600ء کو نوے ۹۰ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پرانوار ''امکنہ شریف'' میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ اور اس سے فیض حاصل کیا جاتا ہے۔

## ✤ مادہ تاریخ رحلت:

''شیخ زمان'' ۱۰۰۸ھ — ''شیخ محمود'' ۱۰۰۸ھ

## ✤ قطعہ تاریخ وفات:

چون شہ خواجگی باوج بہشت — جلوہ گر گشت چوں مہر انور
ہست ''شیخِ زمان'' وصالِ او — ہم بخواں ''خواجہ یقین اکبر''
۱۰۰۸ ہجری — ۱۰۰۸ ہجری

## ✤ پاک وہند پر احسان:

آپ نے اپنے خلیفہ' اعظم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو برصغیر پاک وہند کی سرزمین میں بھیجا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے۔

''اہل تخمِ پاک راسمرقند و بخارا آوردیم و در زمینِ برکت آگیں ہند کشتیم۔''

اس لیے سرزمین پاک وہند حضرت خواجہ مولانا محمد مقتدیٰ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ احسان مند رہے گی۔ جنہوں نے یہاں روحانیت کی شمع فروزاں کی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیوض و

Scanned with CamScanner

برکات سے لوگوں کو مستفید و مستفیض فرمایا۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے ہم جیسے ناکارہ و بے مایہ کو بھی یہ دولت نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (محمد یوسف کیفی)

## ❖ ارشاداتِ قُدسیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

۱- جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔

۲- فقر کی حلاوت و شیرینی نامرادی اور قناعت میں ہے۔

۳- درویشوں نے جو کمالات حاصل کئے ہیں وہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے کیے ہیں لہٰذا ان سے کوئی کام خلاف شریعت صادر نہیں ہوتا۔

۴- ریاضت اتنی کرنی چاہئے کہ رخسار چمکے نہ یہ کہ چہرہ کملا جائے اور چہرہ کا رنگ دیکھتے ہی ریاضت و عبادت کرنے کا راز افشا ہو جائے۔

۵- جو چیز جوانی کے زمانہ میں حاصل کرنے کی ہے اگر وہ کسی نے بڑھاپے کے زمانے میں حاصل کی تو اس نے جوانی کا پاس کیا اور وہ پہلوان ہے۔

۶- فقراء کے ہاں کرامتوں کا کوئی اعتبار نہیں' ان کے پاس خالصتاً لوجہ اللہ آنا چاہئے تاکہ فیضِ باطنی کا کچھ حصہ مل سکے۔

۷- سچی قسم کھانا شریعتِ مطہرہ میں جائز ہے لہٰذا شرعی کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔



(۲۳)

# حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ

Scanned with CamScanner

## ۲۳-سراج الملت، خواجہ خواجگان، قطب الاقطاب،
## حضرت خواجہ مؤید الدین محمد عبدالباقی عرف باقی باللہ علیہ الرحمۃ

✤ ولادت: ۵-ذی الحجہ ۹۷۱ھ/1564ء ............ کابل (افغانستان)

✤ وصال: ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ/1603ء ............ دہلی (ہندوستان)

✤ نسبتِ باطنی ............ حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

✤ خلیفہ اعظم: ............ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ

### ✤ تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی خواجہ محمد عبدالباقی تھا۔ اور باقی باللہ کے نام (عرف) سے مشہور تھے۔ والد مکرم کا اسم گرامی قاضی عبدالسلام خلجی سمرقندی قریشی تھا۔ جو صاحبِ وجد وحال، عالمِ باعمل، صاحبِ فضل وسخا اور صاحبِ کشف وکرامت تھے۔ اور کابل میں سکونت پذیر تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ اپنی والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت شیخ عمر یاغستانی علیہ الرحمۃ تک پہنچتے ہیں۔ جو خواجہ احرار علیہ الرحمۃ کے نانا تھے۔ حضرت خواجہ کی نانی صاحبہ خاندان سادات سے تھیں اور رابعۂ وقت تھیں۔ (بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام سید رضی الدین احمد الملقب حضرت خواجہ باقی باللہ لکھا ہے۔)

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۵-ذی الحجہ ۹۷۱ھ بمطابق 15-جولائی 1564ء کو کابل (افغانستان) میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ پر تجرید وتفرید اور شوقِ خلوت وگوشہ نشینی کے آثار غالب تھے۔

بالائے سرش ز ہوش مندی    می تافت ستارۂ بلندی



### ✤ تحصیل علم:

سن بلوغ تک پہنچنے سے قبل ہی حضور خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتب درسیہ کی تکمیل حضرت مولانا محمد صادق حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے کی لیکن آتشِ علم سرد نہ پڑی۔ اس لیے مولانا موصوف کی رفاقت میں ماوراء النہر چلے گئے اور اپنے ہم عصروں میں ایک امتیازی مقام حاصل کرلیا۔
(انوار العارفین۔ص 367)

روحانیت کی جو آگ اندر لگ چکی تھی۔ حضور خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس کو بجھانے کیلئے مختلف اوقات میں سفر کیے اور بار بار کیے۔ طویل عرصہ تک اولیاء اللہ کی تلاش میں حیراں و سرگرداں رہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جو کہ بذاتِ خود رابعۂ وقت تھیں، اپنے بیٹے کے لئے دعا فرمائی: ''یا اللہ میرے بچے کے مقصد میں کامیابی عطا فرما اور اس کی مراد کو پورا کردے۔ جس نے تیری طلب میں سب سے اپنا تعلق منقطع کرلیا ہے یا مجھے موت دے دے کہ اس کی یہ بے قراری مجھ سے دیکھی نہیں جاتی''۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ والدہ محترمہ کی دعا سے راستے کے تمام کانٹے ہٹ گئے، حجاب کے پردے اٹھ گئے، تجلی ذات کا ظہور ہوا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: ''میری تمام کشائش میری والدہ محترمہ کی دعا سے ہوئی۔ اور یہ مراتب مجھے نصیب ہوئے''۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور خواب میں ہی توبہ کی توفیق میسر آئی۔ حضور خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی کہ ''میاں صاحبزادے تمہارا حصہ اور فیض خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اس کے چند دن بعد ہی پھر دوسرا خواب دکھائی دیا۔ نقشبندیہ سلسلے کے قطب حضرت مولانا خواجہ امکنگیؒ بذاتِ خود فرمارہے ہیں کہ: ''میاں صاحبزادے کب تک تم ادھر ادھر پھرتے رہوگے۔ میں تمہارے انتظار میں ہوں۔ میرے پاس آؤ۔ پے در پے ان دو بشارتوں سے حضور خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور یہ شعر بے اختیار آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوگیا۔

من گزشتم زغم آسودہ کہ ناگاہ زکمین    عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

(میں غم کی انتہا کو پہنچ گیا تھا کہ محبوب نے چھپ کر مجھ پر نظر کی اور میں راہ میں بیٹھ گیا)

### ✤ بیعت وخلافت:

حضروت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خوشی خوشی حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر

Scanned with CamScanner

ہوئے۔ تین دن اور تین راتیں آپ کے ساتھ خلوت میں رہ کر معرفت وایقان کی وہ لازوال دولت حاصل کی جو برسوں کی محنتِ شاقہ کے باوجود نصیب نہیں ہوتی۔ اس سے آپ کی بیقراری کو قرار آیا۔ اور والدہ محترمہ کی دعاؤں کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا۔ سینہ علم کی روشنی سے منور ہو گیا اور جب تمام منزلیں طے ہو گئیں تو حضرت کے پیرومرشد حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اب تمہارے لیے تمام راستے کھل گئے ہیں۔ ہندوستان کو تمہاری ضرورت ہے کہ اس سرزمین پر کفر وظلمت کے اندھیرے کو دور کرنے کا کام تمہارے ذمے ہے۔ نقشبندی تعلیم سے اس سرزمین کو مالا مال کرنا ہے۔ خدا کی مصلحت ہے کہ تم ہندوستان جاؤ''۔

### ✤ ہندوستان میں ورودِ مسعود:

اپنے پیرومرشد کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی نقشبندیہ سلسلے کے امام غیر منقسم ہندوستان اور موجودہ پاک وہند میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی بالکل اسی طرح تشریف لائے جس طرح حضرت خواجہ غریب نواز ہند وپاک میں چشتیہ سلسلہ کے امام اور بانی ہیں بالکل وہی مرتبہ نقشبندیہ سلسلہ میں حضور باقی باللہ علیہ الرحمۃ کا بھی ہندوستان میں ہے۔ چنانچہ اپنے پیرومرشد کے حکم کی تعمیل میں کمر ہمت باندھی اور خواجگان نقشبندیہ کے تصرف سے سفر کی تمام مشکلات دور ہو گئیں۔ چنانچہ آپ پشاور تشریف لائے۔ اور اللہ کی مخلوق نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور نقشبندیہ سلسلہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ پھر آپ لاہور تشریف لائے۔ یہاں بھی لاکھوں بندگان خدا کو فیض پہنچایا۔ یہاں بھی پشاور کی طرح آپ کے علم وفضل اور کرامتوں کی شہرت بام عروج پر تھی۔ تبلیغ کی راہیں کھل چکی تھیں۔ آپ نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر چلہ کشی بھی فرمائی اور اسی دوران خواب میں حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اب تم دلی روانہ ہو جاؤ۔'' چنانچہ آپ دلی تشریف لے آئے آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ کی شہرت دہلی پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ لاکھوں بندگان خدا نے حضور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور آنکھیں فرش راہ کر دیں۔ دہلی آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک پر چلہ کشی کی۔ اس چلہ کشی میں تو غیبی کرامات کا بکثرت ظہور ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فیروز شاہ کے قلعہ میں قیام فرمایا اور اس کے بعد اس ویرانے کو پسند کیا۔ جہاں آج کل آپ کا آستانہ شریف ہے۔ اس زمانے میں یہ جگہ ویران تھی۔ آپ کی تشریف آوری پر ایسی گلزار بنی کہ آپ کے وصال کو صدیاں گزر گئیں۔ لیکن وہ



فیض آج بھی جاری ہے۔ چشمہ اُبل رہا ہے اور بکثرت اللہ کی مخلوق آتی ہے اور دور دور سے آتی ہے اور دامنِ مراد بھر کر لے جاتی ہے۔

### ✤ علمی ذوق:

آپ نے ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ آیت کریمہ "وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ" اور "أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ" کی تفسیر ہے۔ (حضرات القدس۔ ص 231) آپ کے مکتوبات شریف بھی آپ کے علمی ذوق کا آئینہ دار ہیں۔ آپ کو شعر وشاعری کا بھی ذوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں لڑکوں کی پیدائش پر قصیدے لکھے ہیں۔

### ✤ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری:

شروع شروع میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نماز میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح تشریف لائی اور فرمایا کہ اے باقی باللہ! ہمارے حنفی مذہب میں بڑے بڑے اولیاء، حکماء، صلحاء، مفسرین اور محدثین داخل ہیں۔ انہوں نے بالاتفاق امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ اس لیے آپ بھی امام کے پیچھے قرأت ترک کر دیں۔ اس خواب کے بعد آپ نے سورۃ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ترک کر دیا۔ (زبدۃ المقامات۔ ص26)

### ✤ کرامات بابرکات:

ایک دفعہ آپ کے ہاں چند مہمان آ گئے۔ اتفاق سے کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک نانبائی مرید نے موقع کی نزاکت کو دیکھا اور مہمانوں کے واسطے کھانا لے آیا۔ آپ کو اس کا یہ عمل بہت ہی پسند آیا۔ آپ جذبہ میں آ گئے اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس نے کہا مجھ پر خاص مہربانی فرمائیے اور اپنے جیسا بنا دیجئے۔ چنانچہ آپ اسے حجرہ میں لے گئے اور اپنی خاص برقی توجہ کے اثر سے اس کی مراد پوری کر دی۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت پیرو مرشد باہر تشریف لائے تو یہ پہچاننا مشکل تھا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کون ہیں اور نانبائی کون ہے؟ البتہ یہ فرق ضرور رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب ہوش اور نانبائی بے ہوش اور بے خبر تھا۔ آخر کار تین روز بعد اسی حالت سکر وبے ہوشی میں انتقال کر گیا۔

(تفسیر عزیزی۔ پارہ30 سورۃ اقرأ۔ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

## ✤ کشف:

"وفات سے کچھ دن پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض خوابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نقشبندی سلسلے کا کوئی بڑا شخص عنقریب فوت ہونے والا ہے"۔ (حیات باقیہ۔ص22)

## ✤ باقی باللہ کے معنی:

کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ باقی باللہ کا کیا مطلب ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بتلائیں گے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا وہ سوال کرنے والا شخص حاضر جنازہ تھا اور حیران تھا کہ آپ نے میرے سوال کا جواب ارشاد نہیں فرمایا۔ ابھی تمام اصحاب امامت جنازہ کے لیے سوچ رہے تھے کہ یکا یک ایک برقعہ پوش آیا اور امام بن کر نماز جنازہ پڑھانے لگا۔ پھر فارغ ہو کر ایک سمت کو روانہ ہو گیا۔ وہ سوال پوچھنے والا شخص برقعہ پوش کے پیچھے دوڑا کہ شاید وہ اس سوال کا جواب دے سکیں۔ اس نے دیکھا تو وہ خود حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے اور یہی اس کے سوال کا جواب تھا۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے ، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

(کیا یہی ایک کرامت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں؟ محمد یوسف کیفی)

## ✤ وصال:

۲۵- جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ/ 1603ء کو آپ پر مرض نے بہت ہی شدید حملہ کیا۔ یہ ہفتے کا دن تھا۔ عصر کے وقت اسم ذات (اللہ جل جلالہ) کا ذکر کرتے ہوئے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

## ✤ مادہ تاریخ رحلت:

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| "نقشبندِ وقت" | "فخرِ اسلام" | "بحرِ معرفت بود" | "ذاکرِ کامل" | "صاحبِ فضل" |
| ۱۰۱۲ھ | ۱۰۱۲ھ | ۱۰۱۲ھ | ۱۰۱۲ھ | ۱۰۱۲ھ |

آپ کا مزار پرانوار بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ واقع ہے۔ اور زیارت گاہ خاص وعام ہے۔



## ✤ ارشادات قدسیہ:

۱- توکل یہ نہیں کہ اسباب چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ توکل کا مطلب یہ ہے کہ اسباب مشروع کو اختیار کریں اور سبب کی طرف نظر نہ کریں۔ (حضرات القدس۔ص296)

۲- ہمارے طریقہ ذکر سے جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جذبہ کی مدد سے جمیع مقامات بسہولت و استقامت حاصل ہو جاتے ہیں۔ (حضرات القدس۔ص283)

۳- صبر نفس کی لذتوں کو ترک کرنے اور اپنی پیاری و محبوب اشیاء سے باز رہنے کو کہتے ہیں۔

۴- دوامِ مراقبہ بڑی دولت ہے۔ اس سے دلوں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت کی نشانی ہے۔

# (۲۴)

# حضرت مجدد الف ثانی

# شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ



## ۲۴۔ قیوم اول، امام ربانی، حبیب یزدانی، مجدد الف ثانی
## حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

✤ **ولادت:** ۱۴ شوال ۹۷۱ھ/1564ء............ سرہند شریف (ہندوستان)

✤ **وصال:**............ سرہند شریف

✤ **تعارف:**

آپ کا اسم گرامی ''احمد'' کنیت ''ابوالبرکات'' لقب ''بدرالدین اور خطابات ''قیوم زماں امام ربانی'' اور ''مجدد الف ثانی'' ہیں۔ والد گرامی قدر کا اسم مبارک شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ جو چشتیہ صابریہ سلسلہ میں حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز خلیفہ اور بڑے صاحب علم بزرگ تھے۔ آپ کئی صوفیانہ کتب مثلاً ''کنوز الحقائق'' اور ''رسالہ تشہد'' کے مصنف تھے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے منبع تھے اور ہزاروں لوگ ان سے استفادہ کرتے تھے۔

✤ **سلسلہ نسب:**

آپ کا سلسلہ نسب پانچ واسطوں کے بعد بابا فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ، سے اور اٹھائیس ۲۸ واسطوں کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

✤ **اولیائے سلف کی بشارتیں:**

حضرت غوث الاعظم میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جام رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نظام الدین نارنولی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبداللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ولادت باسعادت کی خبر لوگوں کو دی تھی۔

✤ **ولادت باسعادت:**

آپ کی ولادت باسعادت شب جمعۃ المبارک ۱۴-شوال ۹۷۱ھ بمطابق 26۔ جون 1564ء کو بلدہ معظمہ ''سہرند'' (سرہند شریف) میں ہوئی۔ اور آپ نے اپنے جمالِ جہاں آرا سے اس عالم کو روشن ومنور فرمایا۔

## ✤ مادہ تاریخ ولادت:

''اشرف فقیر'' ''خاشع''

۹۷۱ھ ۹۷۱ھ

## ✤ ابتدائی حالات:

آپ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا اور ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ علم دین کے حصول کیلئے سرہند شریف سے سیالکوٹ تشریف لائے۔ آپ نے وہاں معقولات اور علم حدیث کی کتب پڑھیں۔ آپ کی عمر مبارک ابھی 20 سال ہی تھی کہ آپ نے درس وتدریس کا آغاز کردیا۔ آپ کی تبلیغ میں حکمت ومعرفت کے موتی بھرے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے علماء وفضلاء آپ کے درس سے استفادہ کرتے تھے۔ ''آگرہ'' شہر آپ ہی کی بدولت علم وفضل کا شہر مشہور رہا۔

✤ حضرت محبوب سبحانی شہباز لافانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ عالمِ واقعہ میں ایک نور مشاہدے میں آیا ہے جس کا ظہور کم وبیش پانچ صد برس بعد ہوگا اور وہ دین محمدی کی تجدید کرے گا۔ حضرت اقدس خود اپنی ولادت کے متعلق فرماتے ہیں: ''میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمدی ﷺ ولایت ابراہیمیؑ کے رنگ میں رنگی جائے۔

## ✤ اکتساب کمالات باطنی:

آپ نے اپنے ولد ماجد کی صحبت سے کمالات باطنیہ اور سلسلہ قادریہ وچشتیہ کے انوار سے اکتساب کیا۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ اپنے رسالہ ''مبداء ومعاد'' میں لکھتے ہیں کہ: ''اس فقیر کو نسبت فردیت کا سرمایہ اپنے والد ماجد سے حاصل ہوا اور ان کو ایسے بزرگ سے حاصل ہوا جو جذبۂ قوی رکھتے تھے اور اپنے خوارق میں مشہور تھے۔'' (یعنی حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا



تھا۔)

## ✤ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ نے ۱۰۰۸ھ میں حج بیت اللہ کا قصد کیا۔ اسی ارادے سے آپ دہلی پہنچے تو وہاں پر سرتاجِ اولیاء شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت خواجہ باقی المعروف باقی باللہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خواجہ علوم ولایت کے چشمۂ صافی اور رموز اسرارِ شریعت محمدیہ ﷺ کے آفتاب تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی حضرت مجدد نے ارادۂ سفر ترک کردیا اور ان کے اخلاق وکردار سے متاثر ہوکر ان کا دامن تھام لیا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ آپ کے متعلق فرماتے ہیں: (ترجمہ) ''شیخ احمد آفتاب کی مانند ہیں اور ہم جیسے ہزاروں ستارے اس میں گم ہیں۔'' آپ نے حضرت سے نقشبندیہ سلسلہ میں خلافت پائی۔ آپ تقریباً تین ماہ مقیم رہے اور اس قلیل عرصہ میں وہ کچھ پالیا جو بہت سے طالبوں نے برسوں میں بھی نہ پایا ہوگا۔ حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے مشہور انگریزی خطبات کے آخری خطبہ میں فرمایا ہے کہ (حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے جن تجربات ومشاہدات کا ذکر فرمایا ہے) جدید علم النفس اس ترقی وکمال کے باوجود اسکی گرد تک نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ان کیفیات روحانیہ اور وارداتِ قلبیہ کا فارسی سے انگریزی زبان میں ترجمہ بھی مشکل ہے۔ کیونکہ اس کا دامن مصطلحات سے خالی ہے۔ اللہ اللہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے کیسا بلند مقام پایا کہ جس کی تعبیر وتشریح کیلئے دور حاضر کے ماہرین علم النفس بھی عاجز وقاصر ہیں! ؎

تلاش کرتی ہے چشمِ فلک اسے اب تک
وہ ایک ذرہ خاکی جو مہر و ماہ بھی تھا

اتباع سنت' بدعت سے پرہیز اور عزیمت پر عمل آپ کے طریقے کی بنیاد ہے آپ کی ذات گرامی علم شریعت اور علم احسان دونوں کی جامع تھی۔ آپ کی مجددیت بھی دونوں شعبوں پر حاوی ہے۔ ادھر قدرت آپ کی پرورش کر رہی تھی اور ادھر دین الٰہی شب وروز ارتقائی منازل طے کر رہا تھا۔ آپ ایسے تاریک دور میں کب تک خاموش رہتے۔ سرہند سے آگرہ پہنچے اور اکبر کے مقربین کو واشگاف الفاظ میں متنبہ کیا کہ بادشاہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہوگیا اسے میرا پیغام دو کہ وہ اپنے ملحدانہ عقائد وافعال سے توبہ کرکے شریعت

محمدی ﷺ پر کار بند ہو جائے۔ بصورت دیگر ہلاکت کیلئے تیار ہو جائے۔ مغلِ اعظم میں نعرہ حق سننے کی تاب کہاں تھی۔ اس نے اپنے درباری علماء اور وزراء سے مشورہ کیا حضرت مجدد کو اپنے سلطانی جاہ وجلال اور شان وشوکت سے مرعوب کرنے کیلئے شاہی دربار میں طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔

## ✤ حضرت مجددؒ کی دربار اکبری میں آمد:

اکبر نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی آمد سے پہلے پورے برصغیر سے اپنے گورنروں اور رؤساء وعمائدین سلطنت کو اپنے دربار میں طلب کیا کہ میں آج تمہیں ایک نیا دین دینے والا ہوں، دین الٰہی یا دین اکبری۔ کیونکہ دین محمدی کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ (نعوذ باللہ) اس ''خوشی'' میں اس نے ایک عظیم الشان جلسۂ عام کیا اور ایک خوبصورت محل تیار کروایا، جس میں تمام انواع کے کھانے چن دیئے گئے۔ دوسری طرف ایک اور محل بھی بنایا۔ جس میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور جلے ہوئے کھانے اس میں لگوائے اور کہا کہ دین الٰہی کی مثال اس محل کی سی ہے جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ جبکہ دین محمدی ﷺ کی مثال اس سامنے والے محل کی سی ہے جس کی طرف دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا۔ دوسری طرف حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ بھی حسب عادت اپنے چند درویشوں کے ساتھ اکبر کے دربار میں پہنچ گئے۔ صورتحال دیکھنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے محل میں جانے جانے کی بجائے محمدی ﷺ محل کی صفائی کروائی اور وہیں اپنی چادر بچھا کر بیٹھ گئے۔ حکومت کے کارندوں کی طرف سے نئے دین کے نفاذ کا اعلان ہو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا اور اپنے ایک مرید کے ہاتھ تھوڑی مٹی دے کر بھیجی کہ جاؤ یہ اکبری محل میں پھینک دو۔ بس مٹی کا پھینکنا تھا کہ ایک طوفان بپا ہوا۔ سب خیمے اکھڑ گئے۔ درباری ڈر کی وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اکبر کو خیمے کی چوب ماتھے پر لگی اور اسی سے مردار ہوگیا۔ اکبر تو مرگیا لیکن اس کی خباثت دین اکبری کی صورت میں مکمل طور پر ختم نہ ہوسکی۔ اکبر کی موت کے بعد جہانگیر تخت نشین ہوا تو وہ بھی اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چل نکلا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ الحاد و بدعت کے لئے شمشیر قاطع تھے۔ آپ نے احیائے کتاب وسنت کے لئے جہاد بالقلم کیا۔ اپنے مکتوبات میں عقائد باطلہ اور شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی کرنے والوں کا رد کیا۔ جب دربار میں سجدہ کرنے والوں کے خلاف فتویٰ دیا تو ملا عبداللہ مخدوم الملک اور دیگر عمائدین سلطنت تلملا اٹھے۔ انہوں نے جہانگیر کے



کان بھرنے شروع کر دیئے۔ ادھر حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اعلائے کلمۃ الحق اور جرأت بے باکانہ سے عقائدِ روافض کے رد کے باعث نور جہاں کو برافروختہ کر رکھا تھا۔ حالات سازگار ہوتے گئے۔ حضرت کے خلاف عوام وخواص میں ایک طوفان بپا ہوگیا۔ نور جہاں اور آصف جاہ کے اثر ورسوخ کے تحت جہانگیر نے آپ کو دربار میں بلایا اور درباری رسوم کے مطابق بادشاہ کو سجدہ کرنے کیلئے کہا گیا۔ لیکن حضرت نے برملا انکار کر دیا کہ سوائے خدا کے سجدہ کسی کو جائز نہیں۔ اس بات پر جہانگیر نے آپ کو قلعہ گوالیار میں بند کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔ یہ وہ مشہور واقعہ ہے جس کی طرف حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جہاد باللسان اور جہاد بالقلب جاری رکھا۔ قید خانے کے اندر بھی آپ کی دعوت وتبلیغ نے اپنا اثر دکھایا جس کی بدولت کئی ہزار غیر مسلم قیدی مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ اور سینکڑوں قیدیوں کو ارادت سے سرفراز فرما کر درجۂ ولایت پر پہنچا دیا۔ آپ کے اسی کارنامے کے بارے میں ''ڈاکٹر آرنلڈ'' اپنی کتاب "PREACHING OF ISLAM" میں لکھتا ہے: شہنشاہ جہانگیر (1605ء تا 1628ء) کے عہد میں شیخ مجدد الف ثانی ایک سنی عالم شیعی عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے۔ شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ تھا ان لوگوں نے انہیں کسی بہانہ سے قید کرا دیا۔ دو برس وہ قید میں رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زنداں میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوشِ اسلام بنالیا۔ (صفحہ 412 طبع ثالث)

بادشاہ جہانگیر نے خواب میں تاجدار مدینہ ﷺ کے فرمانے پر شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو قلعہ سے رہا کیا، ان کے حق پرست پر توبہ کی۔ دین اسلام کے احکام کو بحال کیا۔ سجدہ تعظیمی ختم کر دیا گیا۔ خلافِ شریعت قوانین منسوخ ہوئے۔ جہانگیر آپ کے حلقہ عقیدت میں شامل ہوگیا اور آپ کے اشارۂ ابرو پر عمل کرتا نظر آنے لگا اور شاہی دسترخوان چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کا کھانا کھانے کو اپنے لیے فخر سمجھتا۔ چنانچہ حضرت مجدد کا اثر آئندہ مغل دور حکومت میں بہت واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر جیسا عادل، عالم اور متقی حکمران جس کے دور میں خلافت راشدہ کی

Scanned with CamScanner

یادیں تازہ ہو گئی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اثرات اور خانوادے کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا۔ جہانگیر نے پورے ہندوستان کے جید علماء پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی۔ جس نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مفکر مریدوں سے فقہ حنفی کے اصولوں پر مبنی ''فتاویٰ عالمگیری'' مرتب کرایا۔ اور ہندوستان کا سرکاری قانون بنا اور عدالتی فیصلے ''فتاویٰ عالمگیری'' کے مطابق کیے جانے لگے۔ یہ سب حضرت مجدد کی جیتی جاگتی کرامت تھی۔ جہانگیر ''تزکِ جہانگیری'' میں رقم طراز ہے کہ: ''دامان زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں جس کی وجہ سے بخشش کی امید کی جاسکے۔ ہاں ایک نیکی شاید کام آ جائے اور وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے میری عقیدت کا تعلق ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ درویش کو جب اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہونے کا حکم دیں گے تو تمہیں بھی ساتھ لے جائے گا۔''

## ✤ دوقومی نظریہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند میں دوقومی نظریہ کے بانی ہیں۔ آپ نے بھرپور طریقے سے دوقومی نظریہ کا پرچار کیا کہ ہندو اور مسلم دو الگ قومیں ہیں۔ ہندوؤں کا رام اور ہے مسلمانوں کا خدا وحدہ لاشریک ہے۔ مندر اور مسجد میں فرق ہے۔ آپ کی تبلیغ روشنی و ہدایت سے بھرپور تھی۔ اسی نظریے کی بنیاد پر مسلمانانِ ہند نے قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں عملی جامہ پہنایا اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسے مفکرین نے اس کی تائید کر کے علیحدہ وطن کی ضرورت محسوس کی۔ یہی وہ کارنامہ ہے جس کی بنا پر آپ تاریخ عالم میں ''مجدد الف ثانی'' کے نام متبرک سے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

اے مجدد رحمۃ اللہ علیہ! لاج رکھ لی تھی، ہماری آپ نے
کر کے تجدید وفا کی تاجداری آپ نے

حقیقت یہ ہے کہ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی متبرک تحریک کے ہی اثرات تھے جو 1857ء میں جنگ آزادی، 1930ء میں مطالبۂ پاکستان اور 1947ء میں مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام کی صورت میں نمودار ہوئے اور نہ صرف مسلمانانِ ہند کو ایک باوقار قوم کی حیثیت دے گئے بلکہ خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے حیات جاودانی کا سبب بنے۔

سر جھکایا نہ کبھی تو نے جفا کے آگے
سرخرو ہو کے رہا اپنے خدا کے آگے

Scanned with CamScanner



## ✤ کرامات بابرکات:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آپ سے سات سو ۷۰۰ کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ نے سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور روحانی میدانوں میں جو انقلاب آفریں اثرات مرتب کئے ان کو دیکھتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے حوالے سے کرامت ایک چھوٹا لفظ معلوم ہوتا ہے۔ کرامات سے نہ کسی ولی اللہ کی شان بڑھتی ہے اور نہ کرامات کی عدم موجودگی سے شان کم ہوتی ہے۔ کیونکہ کرامت شرطِ ولایت نہیں۔ تاہم چونکہ اہل اللہ سے خوارق و تصرفات کا ظہور ہوتا ہے اس لئے ہم نے تبرکاً ایک کرامت کا ذکر کیا ہے۔

✤ آپ نے ایک شخص کو ولایت ابراہیمی کی بشارت دی۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ کاش مجھے خود بھی معلوم ہو جاتا۔ رات کو خواب میں حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہاں پایا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت ابراہیمؑ کے قدموں میں ڈال دیا۔ وہ شخص صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ جو کچھ کہہ دیا ہے اس میں تردد مت کرو۔ (تاریخ مشائخ نقشبندیہ ص۔379)

## ✤ وفات حسرت آیات:

آپ کو اپنی وفات کا ایک سال قبل پتہ چل گیا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے میری عمر 63 برس معلوم ہوتی ہے کیونکہ آفتابِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم بھی 63 برس دنیا میں درخشاں رہا ہے۔ پھر ان کے دین کی خدمت کرنے والا کس طرح اس عمر سے تجاوز کر سکتا ہے۔ آپ کی وفات بھی ایک کرامت ہے بلکہ اتباعِ سنت کی کھلی دلیل ہے۔ وصال کے دن یعنی ۲۸۔ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کی شب خادموں سے فرمایا: ''آپ نے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ بس آج کی رات تکلیف اور ہے۔ (اس کے بعد تمہیں آرام مل جائے گا) بالآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ تریسٹھ 63 سال کی عمر میں منگل کے دن ۲۸۔ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ/10 دسمبر 1624ء کو بوقت اشراق اللہ اللہ کرتے عرفان و سلوک کا یہ درخشندہ آفتاب دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ کا مزار پرانوار سرہند شریف (ہندوستان) میں جی۔ ٹی روڈ پر واقع ہے اور مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے عرس مبارک کی

تقریبات ہر سال ماہ صفر کے آخری عشرے میں تین دن تک منعقد کی جاتی ہیں۔

## ✤ قطعات وصال حضرت مجدد علیہ الرحمۃ:

۱- حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے 63 مادے آپ کی تاریخ وفات کے نکالے ہیں۔ان میں سے ایک آیت شریف یہ ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ''

۲- حضرت مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ) نے یہ مادہ تاریخ نکالا ہے:-

i الموت ھو جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ii الولی لا یموت بل ینتقل الی المنزل الابدی

۱۰۳۴ھ ۱۰۳۴ھ

مشہور مادہ تاریخ وفات:

''احمد صراط مستقیم''

۱۰۳۴ھ

## ✤ ارشادات قدسیہ:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ بے شمار ہیں۔ان کے مکتوبات شریف میں علم و عرفان کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔حصول برکت کیلئے آپ کی مختلف تصانیف سے بعض نادر اقوال وارشادات پیش خدمت ہیں۔

۱- آخرت کے کام آج ہی کرو اور دنیا کے کام کل پر چھوڑ دو۔

۲- مومن ہو یا کافر' کسی کی دل آزاری نہ کرو' اس لئے کہ کفر کے بعد یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔

۳- گناہ کے بعد شرمندگی بھی توبہ ہی کی ایک شاخ ہے۔

۴- فرصت' صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہئے اور ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہئے۔

۵- یاد رکھو! فقراء کے ہاں جھاڑو دینا امیروں کو ملنے یا ان کے صوفوں پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔

۶- اہل کرم کا طریقہ ایثار یعنی غیر کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھنا ہے۔

۷- یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے



اور اس پر استقامت بخشے۔

۸- جو صبح وشام توبہ نہ کرے وہ ظالم شخص ہے۔

✤ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی حضرت مجدد کی ذات گرامی پر صادق آتا ہے کہ ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل''

Scanned with CamScanner

# (۲۵)

# حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ



## ۲۵- قیوم ثانی، قطب ربانی، معصوم زمانی، عروۃ الوثقیٰ

## حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ/ 1599ء ............................ سرہند شریف (ہندوستان)

✤ وصال: ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ/ 1668ء ............................ سرہند شریف (ہندوستان)

✤ **ولادت باسعادت:**

آپ کی ولادت باسعادت بروز پیر ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ/ 1599ء کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے سرور کائنات ﷺ کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام محمد معصوم، کنیت ابوالخیرات اور لقب مجد الدین رکھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو مجھ پر بے خودی طاری ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہوگیا ہے۔ اور ہزارہا فرشتے اور انبیاء کرام ہمارے گھر میں جمع ہوئے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں کہ یہ تمام جہان تیرے فرزند کے نور سے روشن ہوگیا ہے اور یہ نور اس کے خلفاء و فرزندوں کے ذریعے سے قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت مجددؒ آپ کے بچپن ہی سے آپ کی عالی استعداد کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا ''محمدی المشرب'' ہے۔ اس نے تین سال کی عمر میں کلمہ توحید (جو تجلی ذات اور وسعتِ استعداد رکھتا ہے) کے متعلق بات شروع کی اور در و دیوار اور گل و گلزار میں سے ہر چیز پر جب اس کی نظر پڑتی تھی تو یوں کہنے لگتا تھا کہ: ''یہ میں ہوں اور وہ میں ہوں۔ میں آسمان ہوں، میں زمین ہوں۔ یہ دیوار حق ہے۔'' حضرت مجددؒ نے اس وقت فرمایا کہ ''اس طریق پر چھوٹا بڑا، پیر و جوان، عورتیں اور بچے سب برابر ہیں۔ اور انوار فیوض کے وصول میں مساوی ہیں''۔

Scanned with CamScanner

## ✤ بچپن شریف:

بچپن میں آپ عام بچوں کی طرح رویا نہ کرتے تھے۔ ماہِ رمضان میں دن کے وقت کبھی دودھ نہ پیتے تھے۔ بلکہ نمازِ مغرب کے بعد ہی دودھ نوش فرماتے۔ ایک دفعہ ماہِ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید چاند نکلا ہے یا نہیں۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج سے ماہِ رمضان شروع ہے۔ آپ کی عمر ابھی تین سال کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے اُمت کے تمام کمالات آپ کو عنایت فرمائے۔ اس طرح قیومیت کے آثار اور محبوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے۔

## ✤ تکمیل علوم ظاہر و باطن:

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے طریقۂ نقشبندیہ کی بھی تحصیل شروع کر دی۔ آپ نے اکثر علوم اپنے والد بزرگوار سے اور کچھ اپنے برادر بزرگ خواجہ محمد صادق اور شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری سے حاصل کر کے کمال کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور حضرت مجدد قدس سرہ کی توجہ سے آپ صرف سولہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ التحصیل ہو گئے اور پھر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور عنایت الٰہی سے اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرار خاصہ سے حظِ وافر حاصل کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ''قطب الاقطاب'' کی خوشخبری سنائی اور ۱۰۳۲ھ میں آپ کو اپنا قائم مقام بنا کر اپنے سامنے مسند ارشاد پر بٹھایا اور خلعت قیومیت پہنائی۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حضور میں ایک سال تین ماہ اور سات روز قیومیت کی۔ اور آپ کی وفات کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدوں اور خلفاء نے حضرت قیوم ثانی سے تجدید بیعت کی اور آپ مسند قیومیت و ارشاد پر بوقتِ اشراق بروز جمعرات بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو جلوہ افروز ہوئے۔

## ✤ فضائل و مناقب:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ ''کل صبح نماز کے بعد خاموشی کی مجلس رکھتا تھا کہ ظاہر ہوا کہ وہ لباس جو میں پہنے ہوئے تھا وہ مجھ سے الگ ہو گیا ہے اور ایک



دوسرا لباس میری طرف متوجہ ہے جو کہ اس لباس کی جگہ بیٹھ گیا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ یہ اترنے والا معلوم نہیں کس کو دیں یا نہ دیں؟ اور آرزو ہوئی کہ وہ لباس میرے فرزند محمد معصوم کو دے دیں۔ ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ وہ میرے لڑکے کو دے دیا گیا ہے۔ وہ پوری خلعت اس کو پہنا دی گئی ہے اور یہ اتاری جانے والی خلعت معاملۂ قیومیت سے کنایہ ہے''۔

(مکتوبات شریف اُردو ترجمہ جلد سوم مکتوب 104 - زبدۃ المقامات از محمد ہاشم کشمی ص 317-318)

حق تعالیٰ نے آپ کو ''عروۃ الوثقیٰ'' کا خطاب دیا۔ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتوں اور انبیاء و اولیاء نے آ کر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں ''السلام علیکم یا محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ'' پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرشِ مجید کے گرد ''محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ'' لکھا ہوا دیکھا ہے۔ (روضۃ القیومیہ)

## ✤ زیارت حرمین شریفین:

آپ اپنی قیومیت کے چونتیسویں ۳۴ سال حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سفرِ حج میں آپ کے ساتھ تین ہزار علماء مشائخ اور تین ہزار روساء و سوداگر تھے۔ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے اور طوافِ خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے تو فرشتہ نے محض ادائے ارکان پر حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ ایک روز بعد نماز فجر حلقہ میں دیکھا کہ مجھ کو ایک خلعتِ عالی عطا ہوا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ خلعتِ عبودیت ہے۔ ایک روز حلقہ ذکر میں مشغول تھے کہ اس مجلس میں مجھے قلم دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے تمام مخلوقات پر وزیر اعظم چن لیا گیا ہے۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر آدابِ زیارت بجا لائے۔ روضۂ مطہرہ سے کمال عنایات ظاہر ہوئیں اور خلعت ارشاد ہوا اور انوار و فیوضات و عنایات حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ظاہر ہوئے اور ان سے مالا مال ہوا۔ فرمایا: جس وقت مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگا' جدائی کے غم و الم کی وجہ سے بے اختیار ہو کر رونے لگا کہ اسی اثنا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روضۂ مطہرہ سے ظاہر ہو کر خلعت تاج سلاطین بکمال علو و رفعت و عظمت احقر کو پہنایا۔ اس کے بعد آپ باجازت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وطن واپس تشریف لائے۔

سعادتیں ہیں بہت غیب کے حجابوں میں
ذرا تو دیکھو تو کہ حاصل وہ کس کو ہوتی ہیں!

## ✤ کرامات بابرکات:

آپ کے زمانہ میں ایک جوگی جادو کے زور سے آگ باندھ دیتا تھا اور اس طرح آگ نقصان نہ پہنچاتی تھی۔ اس شعبدہ بازی کو دیکھ کر لوگ جوگی کے پرستار ہو گئے تھے۔ آپ کو پتہ چلا تو لوگوں کو آگ سلگانے کا حکم دیا۔ جب شعلے بھڑکنے لگے تو آپؒ نے آیتِ کریمہ پڑھ کر آگ پر دم کیا۔ اور ایک شخص سے کہا کہ آگ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرو۔ وہ خاصی دیر تک آگ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتا رہا۔ آگ نے اسے کوئی ضرر نہ پہنچایا۔

(انوار اصفیاء۔ ص 483 مطبوعہ لاہور)

## ✤ وصال پُر ملال:

آپ نے ۹- ربیع الاول بروز ہفتہ ۱۰۷۹ھ بمطابق 1668ء کو وصال فرمایا۔ اور سرہند شریف میں آپ کا روضۂ اقدس ہے جو مرجع خاص و عام ہے۔

## ✤ مادہ تاریخ رحلت:

| | |
|---|---|
| "رفتہ زجہاں امام معصوم" | "عالم تاریک باشد" |
| ۱۰۷۹ھ | ۱۰۷۹ھ |

## ✤ ارشادات قدسیہ:

۱- ہمارے طریقہ میں درجۂ کمال تک پہنچنے کا مدار شیخ مقتداء کے ساتھ رابطۂ محبت پر موقوف ہے۔ طالبِ صادق اس محبت کے ذریعے جو شیخ سے رکھتا ہے۔ اس کے باطن سے فیوض و برکات حاصل کرتا ہے اور باطنی مناسبت سے ساعت بساعت اس کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ "فنا فی الشیخ" فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے۔

۲- اس دار فانی میں سب سے بڑا مطلب و مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اور معرفت دو قسم کی ہے۔ اول علماء کی معرفت، دوم صوفیاء کی معرفت، قسم اول نظر و استدلال سے وابستہ ہے اور قسم دوم کشف و شہود سے، قسم اول دائرہ علم میں داخل ہے قسم دوم دائرہ حال میں داخل ہے۔ قسم اول عارف کے وجود کو فانی کرنے والی نہیں اور قسم دوم سالک کے وجود کو فانی کرنے والی ہے کیونکہ اس طریق میں معرفت سے مراد معروف



میں فناء ہے۔

۳- فرمایا: کامل طور پر اعمال کی قبولیت کمال ایمان کے اندازہ کے موافق ہے اور اعمال کی نورانیت کمال اخلاص سے ہے۔ ایمان و اخلاص جس قدر زیادہ ہوں گے۔ اعمال کی نورانیت و قبولیت اور کمال زیادہ ہوں گے۔

## ✤ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ:

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تین جلدیں ہیں۔ یہ مکتوبات حقائق صوفیاء کے غوامض اور ان کے مبادیات ہیں اور علماء عرفاء کے دقائق اور ان کے مقدمات ہیں اور ان کا ہر فقرہ اسرار فقر کی انگوٹھی کا نگینہ ہے اور ان کی ہر فصل اسرار وصل کے جواہر کا خزینہ ہے۔

جلد اوّل: اس جلد کو آپ کے فرزندِ سوم خواجہ محمد عبید اللہ "مروج الشریعت" نے جمع کیا۔

جلد دوم: اس جلد کو شرف الدین حسین حسینی ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب اشارہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ جمع کیا۔

جلد سوم: اس جلد کو حاجی محمد عاشور بخاری حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب اشارہ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (قیوم ثالث) جمع کیا۔

کہتے ہیں خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہِ راست نو لاکھ آدمی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ (قیوم ثانی) کے مرید ہوئے۔ جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کثرتِ ارشاد و مشیخت بیان سے باہر ہے۔ حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد و مشیخت نصیب نہیں ہوئی۔

وَلِلّٰہِ الحمد۔

چراغ ہفت محفل خواجۂ معصوم رحمۃ اللہ علیہ
منور از فروغش ہند تا روم

Scanned with CamScanner

# (۲۶)

# حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ



## ۲۶۔نقشبند ثانی، امام السالکین، زبدۃ العارفین، قیوم ثالث

## حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ

- ولادت: ۷۔رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/1625ء.................. سرہند شریف (ہندوستان)
- وصال: ۲۹۔محرم الحرام ۱۱۱۴ھ/1702ء.................. سرہند شریف
- فیضِ باطنی.................. (والدگرامی) عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ
- مقام:.................. قطب الاقطاب اور قیوم ثالث
- تعارف:

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ثانی اور خلیفۂ مجاز ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔آپ ابھی شکمِ مادر ہی میں تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارا یہ لڑکا (جو پیدا ہونے والا ہے) حاملِ معارف واسرار باطنی ہوگا اور قرب الٰہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا اور کثیر التعداد خلقت خدا اس سے فیض یاب ہوگی۔آپ کے والد ماجد فرماتے ہیں کہ جس دن میرے فرزند محمد نقشبند پیدا ہوئے تو رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور بعد ازاں فرمایا کہ یہ فرزندِ ارجمند بھی اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا اور اس کو بھی ''منصبِ قیومیت'' نصیب ہوگا۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے اس فرزند کا نام محمد نقشبند، کنیت ابوالقاسم اور لقب شریف الدین رکھا اور بہت سا کھانا پکا کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کے نام پر تقسیم کیا۔بچپن ہی سے آثارِ ولایت واطوارِ قیومیت پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔

Scanned with CamScanner

## ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۷-رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ بمطابق 1625ء بروز جمعۃ المبارک سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔

## ✤ تحصیل علوم وبیعت وخلافت:

آپ نے تھوڑی ہی مدت میں کلام پاک حفظ کرلیا۔اور بالغ ہونے سے پہلے پہلے اپنے والد بزرگوار سے علم ظاہری کی تحصیل کی اور پایۂ اجتہاد کو پہنچے اور آپ علم تفسیر کے امام مانے جاتے ہیں۔چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت ہر آیت کی سات طرح تفسیر فرماتے تھے۔علم قال کے ساتھ ساتھ آپ علم حال بھی والد بزرگوار سے حاصل کرتے رہے۔اور اپنے باطن کو نورِ الٰہی سے روشن کرتے رہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیومیت کے اکتالیسویں سال ۱۰۷۵ھ میں آپ کو خلوت میں بلا کر ''قطب الاقطاب'' اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔اور یہ بھی فرمایا کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاج مجھے پہنایا تھا۔وہی آپ کو عنایت ہوا ہے۔اسی لئے آپ کو ''قیوم ثالث'' کہتے ہیں۔

## ✤ جلوس بر مسند ارشاد:

حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ ۱۱-ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بمطابق 1628ء کو اشراق کے وقت مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔آپ کی کثرت ارشاد کا یہ عالم تھا کہ آپ کی قیومیت کے پچیسویں سال ہر روز چار پانچ سو آدمی بلکہ اس سے بھی زیادہ حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی مشیخت اور درس وتدریس چھوڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔

## ✤ خطاب حجۃ اللہ:

آپ نے فرمایا کہ میں تہجد کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے الہام ہوا۔''انت محبوب ربُّ العالمین وحجۃ اللّٰہ فی العالمین''۔اسی اثنا میں ایک آدمی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے اور انہیں ان کے باپ



دادا کی طرح اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔مخلوقات تم ان کی اطاعت کرو تا کہ قیامت کے دن نجات پاؤ۔بعدازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے امت کی روحیں میرے اردگرد تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں ''السلام علیکم یا حجۃ اللہ!'' اور میرے سر اور منہ کو چومتے ہیں۔یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ صاحب فضلِ عظیم ہے۔

## ✤ سفر حج مبارک:

جناب رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارۂ غیبی پا کر آپ نے سفر حج کا اعلان فرمایا۔آپ کے ساتھ چار سو بڑے علماء اور مشائخ کے علاوہ ہزاروں آدمی تھے۔اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو دہلی سے تیرہ میل باہر آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور تجدید بیعت کی۔پھر آپ دہلی سے ہوتے ہوئے حجاز مقدس روانہ ہوئے۔

''مناقب نقشبندیہ'' میں لکھا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کو آیا اور گلے ملا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایاتِ ربی ہوئیں کہ جنہیں میں بیان نہیں کرسکتا۔بعدازاں الہام ہوا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی نعمت عظیم عطا فرمائے گا کہ تمام جہان قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتا رہے گا۔اس نعمت سے مراد حضرت قیوم چہارم رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہے۔

جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا: ''انتِ فخر امتی'' (تم میری امت کے فخر ہو)

## ✤ کرامت بابرکت:

مولانا محمد عابد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اس قدر کشف ضرور ہونا چاہیے کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کرسکے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت مجھے مخاطب فرمایا: محمد عابد سنو! اولیاء کرام اللہ کے بندے ہوتے ہیں انہیں علم غیب کا ہونا اور ان سے کرامات کا صدور واجب نہیں اور ان باتوں کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو افضل البشر بعداز انبیاء کرام ہیں میں اس قدر کرامات نہ تھیں جتنی کہ ایک ولی اللہ میں ہوتی ہیں۔(مناقب نقشبندیہ از حضرت ابوالعلیٰ علیہ الرحمۃ)

آپ کا ہر عمل، ہر فعل اور ہر قدم سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھا۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ آپ نہایت متواضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کیلئے ضرور جاتے تھے۔ غرباء اور مساکین کی دلجوئی کرتے، اعلیٰ وادنیٰ آپ کی نظروں میں سب برابر تھے۔ کوئی تفریق نہ کرتے تھے۔

### ✤ آخری نصیحت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ مدت سے مریض رہتے تھے اور خاص کر پاؤں کا درد بہت غالب ہو گیا تھا۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تیری عمر اسی (۸۰) سال سے اوپر ہو گئی ہے اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے اگر اور عمر چاہتے ہو تو دنیا میں رہو ورنہ ہمارے پاس آ جاؤ۔ میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ وصال سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''تم سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی کرتے رہنا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر پوری طرح سے پابند رہنا''۔

### ✤ وفات حسرت آیات:

۲۸-محرم الحرام بروز جمعرات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر مرض حد سے زیادہ غالب آ گیا۔ سانس میں تیزی آ گئی مگر بڑے وقار سے وظائف واوراد پڑھتے رہے۔ رات کو تہجد کی نماز ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ پھر لیٹ گئے اور تین دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر جمعہ کی رات ۲۹-محرم الحرام ۱۱۱۴ھ بمطابق 1702ء کو پینتیس ۳۵ سال مسند قیومیت وارشاد پر فائز رہ کر سرہند شریف میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پرانوار سرہند شریف میں زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

### ✤ مادہ تاریخ رحلت:

''شرف رحیم وکریم''

۱۱۱۴ ہجری

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔



# (۲۷)

# حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی

## قدس سرہ

Scanned with CamScanner

## ۲۷۔خواجہ خواجگان، سلطان الاولیاء، قیوم چہارم

# حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۵ ذیقعد ۱۱۵۲ھ/1682ء ........................ سرہند شریف (ہندوستان)

✤ وصال: ۴ ذیقعد ۱۱۵۲ھ/1740ء ........................ سرہند شریف

✤ مقام ........................ قیوم چہارم۔

### ✤ تعارف:

آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد زبیر، کنیت گرامی ابوالبرکات اور لقب سامی ''شمس الدین'' ہے۔ آپ قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت شیخ ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ خاندانی ولی اللہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قطب دوراں اور قیوم زماں تھے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ اور چار واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت بروز پیر ۵- ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ بمطابق 1682ء سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ ابھی تیرہ برس ہی کے تھے کہ والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا اور آپ کی بقیہ پرورش آپ کے جدِ بزرگوار حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ کم سنی میں ہی آپ پر استغراق غالب ہو جایا کرتا تھا۔

### ✤ علوم ظاہری وفیض باطنی:

بچپن ہی سے آپ کا رخ فقر کی طرف تھا اور انوار ولایت و آثار ہدایت پیشانی مبارک سے ظاہر تھے۔ آپ ظاہری تعلیم میں بھی کامل و مکمل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں قرآن



مجید حفظ کر لیا تھا۔ اسی عمر میں آپ پر اس قدر استغراق کی حالت غالب تھی کہ سبق پڑھتے پڑھتے غیبت ہو جایا کرتی تھی۔

آپ کی بیعت بھی اپنے دادا حضرت نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ اور خرقۂ خلافت بھی انہیں سے حاصل کیا۔ انہیں کی وجہ سے سلوک باطنی میں کمال حاصل کیا۔

### ✤ بشارت قیومیت:

حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قیومیت کی بشارت دی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ بروز ہفتہ یکم صفر ۱۱۱۴ھ بمطابق 1702ء کو مسند قیومیت پر ارشاد و متمکن ہوئے۔

### ✤ آپ کا زہد و عبادت:

آپ نہایت کثیر العبادت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز عبادت الٰہی اور خلق خدا کو ہدایت کرنے میں صرف ہوتے تھے۔ آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا اور زمانے کے بڑے بڑے علماء و امراء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ ہر امیر و غریب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ اور ہر مرید کو درجۂ کمال تک پہنچانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے۔ کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا آپ کا اصول زندگی تھا۔ آپ فرماتے کہ فضول دنیاوی باتیں کرنے میں بہت سی بلائیں اور مصیبتیں پوشیدہ ہیں۔ کم کھانے سے جسم میں سستی وارد نہیں ہوتی اور کم سونے سے زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزار سکتے ہیں۔ یہ وقت بڑا قیمتی ہے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ تقویٰ، پرہیزگاری، اتباع سنت اور کثرت عبادت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

جب آپ دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تو اُمراءِ شاہی اپنے دوشالے اور پگڑیاں بچھا دیتے تاکہ آپ کے پاؤں زمین پر نہ پڑیں۔ اگر آپ کسی جگہ وعظ یا مجلس یا مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو آپ کی سواری اور جلوس شاہانہ ہوتا۔ باوجود اس ظاہری کر و فر کے دل خدا کی طرف لگا ہوا تھا۔

### ✤ مقام ولایت:

۱- ایک مرتبہ کسی تقریب میں جامع مسجد کے قریب سے گزرے۔ سواری کے ساتھ ہجوم

خلائق بے حد و شمار تھا۔ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سواری کی رونق دیکھ کر اپنے سر سے کملی اتار کر کہا: ''اس کو جلا دو'' خادموں نے سلب دریافت کیا تو فرمایا: ''اس امیر کی سواری میں اس قدر نور ہے کہ میں نے اس کا ایک شمہ بھی کبھی اپنی کملی میں نہیں دیکھا۔ حالانکہ تیس ۳۰ سال سے اسی کملی میں ریاضت کر رہا ہوں۔'' کسی نے کہا کہ یہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

فرمایا: ''الحمد للہ! کہ ہمارے پیرزادہ ہیں۔ اور ہماری آبرو و عزت ان کے صدقے باقی رہ گئی ہے۔'' (واضح رہے کہ حضرت شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عبدالاحد مشہور بہ شاہ گل ابن خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ اور آپ نے ۱۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ مزار اقدس دہلی میں ہے۔)

۲۔ ایک شخص نے حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ خاندانِ مجددیہ کی تمام نسبت مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرما دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ معمول نہیں ہے کہ اگر نسبت ایک ہی توجہ میں کی جائے تو اس کا تحمل حوصلہ بشریت سے باہر ہے مگر سائل اپنے سوال پر مصر رہا۔ اور مزید آہ و زاری سے عرض گزار ہوا۔ ناچار آپ نے ایک ہی توجہ سے تمام نسبت القا فرمائی۔ مگر وہ شخص تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔

## ✤ کرامت بابرکت:

ایک دفعہ ۲۹۔ رمضان المبارک کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اترے ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ شاید لیلۃ القدر ہے۔ حالانکہ یہ رات گزر چکی تھی۔ ان کے نزول کا سبب میں نے پوچھا تو فرشتوں نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا آپ کی زیارت کیلئے آئے ہیں۔ حق تعالیٰ فرشتوں سے فخریہ فرماتا ہے کہ: ''دیکھو! محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے بھی میرے بندے ہیں۔ جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرے گا۔ میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا۔ سبحان اللہ!

## ✤ وفات حسرت آیات:

آپ نے انسٹھ ۵۹ برس کی عمر میں بروز بدھ ۴۔ ذیقعد ۱۱۵۲ھ بمطابق 1740ء کو دہلی



میں وصال فرمایا۔ اور سرہند شریف میں آپ کا مزار اقدس زیارت گاہ خلائق و ملائک ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اڑتیس ۳۸ برس تک مسند قیومیت پر رونق افروز رہے۔

## ✤ مادہ تاریخ رحلت:

| | | | |
|---|---|---|---|
| ''مشتاق محمد زبیر'' | ''اظہر ولی'' | ''لب خورشید'' | ''لب بحرِ فضل'' |
| ۱۱۵۲ھ | ۱۱۵۲ھ | ۱۱۵۲ھ | ۱۱۵۲ھ |

Scanned with CamScanner

# (۲۸)

# حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ



## ۲۸-خواجہ خواجگان، قطب زماں، حضرت سید قطب الدین حیدر بخاری عرف محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۱۰۴۷ھ/1628ء ........ نواحِ بخارا شریف

✤ وصال: ۱۱-رجب ۱۱۸۰ھ/1766ء ........ مدینہ منورہ

✤ مقام ........ قطب وقت

### ✤ تعارف:

آپ کا نامِ نامی اسم گرامی سید قطب الدین بخاری، عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسین ہے۔ آپ سلطان الاولیاء قیوم چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح النسب سیّد تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف اساتذہ کرام سے حدیث، فقہ، تفسیر اور معقولات اور منقولات میں یدطولیٰ حاصل کیا۔ آپ عالمِ باعمل اور فاضل بے بدل تھے۔ آپ درس بھی فرمایا کرتے تھے اور آپ کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور ان میں بے تکلف گفتگو کرتے تھے۔

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت نواحِ بخارا شریف میں ۱۰۴۷ھ بمطابق 1628ء میں ہوئی۔

### ✤ تکمیلِ علوم ظاہر و باطن:

آپ کی نشوونما اور تعلیم و تربیت انتہائی پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ علوم ظاہر (حدیث، فقہ، تفسیر وغیرہ) میں کمال حاصل کرنے کے بعد ''پیرِ کامل'' کی تلاش میں ''سرہند شریف'' پہنچے اور یہاں قیومِ چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرکے پندرہ

سال اپنے شیخِ کامل کی صحبت میں رہے اور خلافت واجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔

### ✤ مسندِ خلافت:

مرشدِ کامل قیوم رابع اپنے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ محمد زبیر ؒ کے وصال (۱۱۵۲ھ) کے بعد سرہند شریف میں مسندِ شیخیت پر متمکن ہوئے اور بیس ۲۰ سال سے زائد خانقاہِ مجددیہ میں رہ کر طالبانِ حق کو رشد وہدایت سے نوازتے رہے۔ آپ کو امراء واغنیاء کے اختلاط سے سخت نفرت تھی۔ آپ شب وروز تلاوتِ قرآنِ مجید ذکرِ الٰہی اور درود شریف میں مشغول رہتے تھے۔

### ✤ عشقِ رسولِ مقبول ﷺ:

آپ عشقِ رسولِ مقبول ﷺ میں ''فنافی الرسول ﷺ'' کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے اور ایک مدت سے روضۂ انور کی زیارت کیلئے شوق وتڑپ رکھتے تھے۔ بعض دفعہ دن رات گریہ زاری میں گزار دیتے۔

تیرا در ہو میرا سر ہو، میرا سر ہو تیرا در ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہیدِ طولانی

### ✤ سفرِ حج مبارک وزیارتِ روضۂ انور:

۱۱۷۳ھ میں آپ نے سید محمد جمال اللہ رام پوری قدس سرہ کو اپنا خلیفہ وجانشین مقرر فرمایا۔ اور خود اشتیاقِ زیارتِ حرمین شریفین کے جذبہ میں عازمِ حجازِ مقدس ہوئے۔ اور حج بیت اللہ کے بعد انتہائی جذب وشوق کے عالم میں مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ دو دو قدم پر سو سو بار درود شریف پڑھتے اور ہر ہر فرسنگ پر دوگانہ نمازِ نفل ادا کرتے۔ راہ میں طرح طرح کے عجائبات ملاحظہ میں آئے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے دوگانہ شکریہ ادا کرکے پابرہنہ شہر طیبہ میں داخل ہوئے۔ اور بڑے شوق سے در ودیوار کو چومتے ہوئے دیوانہ وار روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور شرفِ زیارت سے مشرف ہوکر سعادتِ ابدی اور دولتِ سرمدی کو پہنچے۔ اور فیضانِ مصطفیٰ ﷺ سے بہرہ ور ہوئے۔ اور بفرمانِ مصطفیٰ ﷺ مدینہ منورہ میں مسندِ رشد وہدایت پر فائز ہوکر ترویج واشاعتِ طریقہ مجددیہ میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ اور پھر آپ کو مدینہ منورہ کی جدائی گوارا نہ ہوئی اور وہاں کی فضائے جاں فزا دل کو ایسی بھائی کہ زبانِ حال



سے پکار اٹھے کہ اب یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔ محبوب ﷺ کے قدموں میں ہی جان دے دوں گا۔

لگا دی ہے مرے محبوب ﷺ نے ایسی لگن مجھ کو
گزاروں گا اسی لذت میں باقی کی عمر اپنی

### ✤ قیامِ جنت البقیع اور بشارت رسول مقبول ﷺ

اس کے بعد آپ جنت البقیع میں حضرت امام حسن ؓ کے روضۂ مبارک کے قریب جہاں قبہ مبارک کا پانی گرتا ہے، جا بیٹھے اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حضور سے لوگوں کو بشارت ہوئی کہ سید قطب الدین میرا فرزند اور مہمان ہے۔ اس سے باطنی فیوض وبرکات حاصل کرو۔ چنانچہ بہت سے لوگ آپ کی خدمتِ بابرکت میں پوری عقیدت واحترام کے ساتھ حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوکر دین ودنیا، ظاہر وباطن اور عقبیٰ وآخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے اور کمال فیض کو پہنچے۔

### ✤ وفات حسرت آیات:

آپ ؒ نے ۱۱- رجب المرجب ۱۱۸۰ھ بمطابق 1766ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار پرانوار حضرت خواجہ محمد پارسا ؒ اور حضرت سید آدم بنوری ؒ کے مزارات کے قریب جنت البقیع مدینہ منورہ میں واقع ہے اور یہ تینوں مزارات حضرت امام حسن ؓ کے روضۂ مبارک کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہیں اور دوسری قبروں سے ممتاز ہیں۔ حضرت عثمان ذوالنورین ؓ کے مزار مقدس کی چھت کا پانی آپ کے مرقدِ انور پر گرتا ہے۔

### ✤ مادہ تاریخِ رحلت:

| | | |
|---|---|---|
| ''ظفر'' | ''خورشید کلی'' | ''ظرف'' |
| ۱۱۸۰ھ | ۱۱۸۰ھ | ۱۱۸۰ھ |

### ✤ خلفاء:

آپ کے چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

Scanned with CamScanner

۱- حضرت خواجہ سید حافظ محمد جمال اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۲۰۹ھ)

۱- سید عاشق حسین بن سید امیر محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۳۷۰ھ)

۳- سید عبدالرحیم عرف پیر لالہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۲۶۱ھ)

۴- سید عنایت اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۲۲۷ھ)

۵- سید فیض علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۲۷۹ھ)

۶- سید محمد حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (ف ۱۳۴۵ھ)



## (۲۹)

# سید محمد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ

## ۲۹-عارف حقانی، شیخ زمانی

## حضرت خواجہ حافظ سید محمد جمال اللہ رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۱۱۳۷ھ/1724ء ............ گجرات (پاکستان)

✤ وصال: ............رام پور (ہندوستان)

✤ سلسلۂ نسب ............بخاری سیّد

✤ فیضِ باطنی ............حضرت سیّد قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

### ✤ تعارف:

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی سید جمال اللہ ہے۔ آپ کا تعلق سادات خاندان سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے نسب نامہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک جاملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی سیّد سلطان شاہ المعروف بہ ''محمد روشن شاہ رحمۃ اللہ علیہ'' تھا۔ آپ کا اصل وطن بخارا شریف ہے۔

آپ ابھی بچے ہی تھے کہ خواب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا لعابِ دہن مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالا۔ اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے آپ کی روحانی تربیت کرتے رہے۔ اسی وجہ سے آپ پر بچپن ہی سے بے خودی کی حالت طاری تھی۔ اور چہرۂ اقدس سے آثارِ ولایت نمایاں تھے۔

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۱- ربیع الاول ۱۱۳۷ھ بمطابق 28- نومبر 1724ء کو گجرات



(پاکستان) میں ہوئی۔

### ✤ تکمیلِ علوم دین:

کچھ عرصہ بعد آپ وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) تشریف لے آئے اور ایک درویش سے جو کہ عالم فاضل اور فقیہہ کامل تھے۔ آپ نے علومِ شریعت میں کمال حاصل کیا۔ بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور پھر جلد ہی پنجابی، فارسی اور عربی زبانوں پر بھی عبور حاصل کرلیا۔ ۱۱۴۶ھ تک علومِ ظاہری میں کامل و مکمل ہوگئے تھے۔ آپ اپنے وقت کے خوش الحان قاری بھی تھے۔

ایک دن اس درویش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ یا جمال اللہ! تمہاری امانت ملک ہندوستان میں ہے لہٰذا اس کے حصول کیلئے آپ کو کوشش کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے خلق خدا آپ سے دینی و دنیاوی فیوض و برکات حاصل کرسکے۔

چنانچہ آپ اپنے استاذِ گرامی کے ارشاد کے مطابق ۱۱۵۱ھ میں دہلی پہنچے اور ایک نقشبندی سلسلے کے درویش اور عالمِ بے بدل (جو کہ حضرت شاہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے) سے فقہ و حدیث کی کتابیں پڑھیں اور جلد ہی علوم متداولہ میں کامل و اکمل ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ محترم حضرت خواجہ سیّد قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔

### ✤ مجاہداتِ نفس:

اپنے استاذِ محترم کے پاس آپ نے مجاہدۂ نفس شروع کیا۔ آپ روزانہ دو قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ رات کو چکی پینے کی خدمت بجالاتے۔ جب تین دن گزر جاتے تو ایک مشت جوار تناول فرماتے۔ آپ کے استاذِ محترم اکثر و بیشتر آپ کو بیعتِ مرشد کی رغبت دلاتے مگر آپ کو یہ باتیں ناگوار گزرتیں اور آپ کہتے کہ اس ریاضت، محنت و مشقت سے زیادہ اور فقیری کیا ہو سکتی ہے۔ مجھے کسی مرید و بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ اسی طرح کئی روز گزر گئے۔

### ✤ شرفِ بیعت:

حسبِ معمول ایک رات آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ غیب سے آواز

Scanned with CamScanner

آئی "اے جمال اللہ! اگرچہ تلاوتِ قرآن مجید بہت بڑی عبادت ہے۔ لیکن عبادت میں لذت و سرور کسی شیخ سے بیعت ہونے کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے"۔ یہ سنتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی اور آپ افتاں و خیزاں اپنے استاذِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو ساتھ لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے۔ کیونکہ حضرت سیّد قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ اسی جگہ گوشہ نشین تھے۔ شرفِ بیعت حاصل کرنے کے بعد دنیا و جہاں سے منہ موڑ کر اور سب کچھ چھوڑ کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت ہی رہنا شروع کر دیا۔ بارہ برس تک اپنے شیخ کی خدمت کیمیا خاصیت میں رہے۔ حضرت شاہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا "اے جمال اللہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں" پھر تمام خلفاء کو بُلا کر آپ سے تعارف کرایا اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۱۶۳ھ کا ہے۔

## ✤ زیارتِ حرمین شریفین:

۱۱۷۳ھ میں آپ اپنے پیر و مرشد حضرت سیّد قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ شریف پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حافظ سیّد جمال الدین صاحب قدس سرہٗ کو واپس ہندوستان بھیج دو۔ وہاں ان کے فیض سے ہزاروں لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ وہیں سے آپ کو اجازت دے کر رخصت فرمایا۔

مدینہ طیبہ سے واپس تشریف لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں مقیم ہو گئے اور تین سال تک اپنے پیر و مرشد کے حکم سے بحسن و خوبی سجادگی کے فرائض انجام دیئے۔ اور مجددی فیوض و برکات کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اس کے بعد رام پور (انڈیا) تشریف لے گئے اور نواب فیض اللہ خاں کی فوج میں سپاہی بھرتی ہو کر اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ آخر آپ کی شہرت اطراف و اکناف میں پھیل گئی اور خلقِ کثیر کا آپ کی طرف رجوع ہوا۔ آپ کی ذات والا صفات سے مخلوقات کو اس قدر فیضان پہنچا کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ بڑے بڑے امراء و روساء آپ کے مرید و معتقد تھے۔



## ✤ روحانی مقام و مرتبہ:

آپ اِتباعِ سنت کا نہایت التزام و اہتمام فرماتے تھے۔ اعمال ظاہری و باطنی کمال تک پہنچے ہوئے تھے۔ دل عشقِ الٰہی سے معمور اور حبِّ مصطفیٰ ﷺ سے چور تھا۔ صاحبِ دل تھے۔ آپ کے فیضان سے کثیر خلقت نے فیوضات و برکات حاصل کیں۔ نواب فیض اللہ خاں والیِ رام پور اور حافظ رحمت خاں والیِ روہیل کھنڈ آپ کے مرید اور معتقد تھے۔ مؤخر الذکر کی بیٹی خدیجہ بھی آپ کی مرید تھیں۔ آپ کا لنگر شاہی تھا۔ جہاں روزانہ سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے تھے۔ جود و سخا اور خوش اخلاقی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ جاتا تھا۔ بلکہ آپ سائلوں کے منتظر رہتے تھے۔ آپ کی دعا بہت مقبول تھی۔ جس کے اثر سے لوگوں کی بڑی بڑی مشکلات اللہ تعالیٰ آسان فرما دیتے تھے۔

## ✤ نگاہ کی تاثیر:

آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو بھی ایک دفعہ دیکھ لیتا' فریفتہ ہو جاتا۔ اور زندگی بھر کیلئے آپ کا غلام ہو جاتا۔ ایک دفعہ آپ کی نظر مبارک حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت بدل گئی اور فوراً حضرت سیّد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئے۔ ہوش و حواس درست ہوئے اور داخلِ سلسلہ کرنے کی استدعا کی۔ ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

## ✤ کرامتِ بابرکت:

ایک قوی ہیکل سنگدل اور زاہدِ خشک مولوی اذکر درویشوں کا منکر تھا۔ اور درویشوں کے حلقہ میں بطور تماشائی جایا کرتا تھا۔ ان کو مذاق کرتا اور تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ وہ ایک روز آپ کی مسجد مبارک میں آیا جہاں آپ حلقۂ ذکر منعقد کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نورِ فراست سے جان لیا کہ یہ بے ادب اور گستاخ آدمی ہے۔ آپ نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے بلند اور کرخت آواز سے کہا ملا اذکر۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا جسم و اسم دونوں سخت ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس زور سے "اللہ" کا نعرہ لگایا کہ وہ سنتے ہی صاعقہ زدہ کی طرح گر کر بے ہوش ہو گیا۔ اور زمین پر اس طرح تڑپنے لگا کہ ابھی مر جائے گا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو رحم آ گیا۔ آپ اٹھے اور اپنا دستِ مبارک اس کے دل پر پھیرا۔ اس کی ساری سختی اور غرور زائل

ہو گیا۔ اور معافی مانگ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گیا۔

## ✤ وفاتِ حسرت آیات:

آپ کی وفات حسرت آیات ۳۔صفر المظفر ۱۲۰۹ھ بمطابق 1794ء کو "رام پور" المعروف "مصطفیٰ آباد" (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ کا مزارِ مقدس متصل دروازہ عیدگاہ رام پور شہر مرجع خاص و عام ہے۔

واضح رہے کہ آج کل آپ کے مزار مقدس کے اردگرد کی آبادی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبتِ عالیہ سے "جمال نگر" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ (محمد یوسف کیفی)

## ✤ اولادِ امجاد:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی مجردانہ بسر کی۔ لہٰذا کوئی اولادِ نسبی باقی نہ چھوڑی۔ البتہ روحانی اولاد میں سے درجِ ذیل مشہور خلفاء یادگار چھوڑے۔

## ✤ خلفاء:

۱۔ حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ گنڈاپوری رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ سید محی الدین تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ میاں سیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ قصبہ سری تحصیل سنبھل ضلع مراد آباد (ہندوستان)
۴۔ شاہ فیض بخش المعروف شاہ درگاہی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ مولانا فدا علی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ وارث خان بنارسی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ سید ملا امان تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ سید بادشاہ میاں بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ ملا شیر خان تیراہی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ شیخ صحرائی رحمۃ اللہ علیہ

## ✤ مادہ تاریخ وفات:

"منظر حیا"
۱۲۰۹ھ

"وھو العلی العظیم"
۱۲۰۹ھ



## ✤ قطعہ تاریخ وصال:

بہت سے حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر قطعات کہے ہیں۔ مزارِ مقدس کے جنوبی دروازہ پر یہ قطعہ تاریخ وصال کندہ ہے۔

آں شاہِ جمال قطب عالم — خوش رفت بجلوہ گاہِ وحدت
تاریخِ فنائے با بقائش — "سیر علم مقام حیرت"

۱۲۰۹ھ

# (۳۰)

# حضرت خواجہ سیّد محمد عیسیٰ قدس سرہ العزیز



## ۳۰-عالمِ اجل، فاضل بے بدل

## خواجہ خواجگان، حضرت خواجہ سیّد محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت:............... موضع چودھواں علاقہ گنڈاپور تحصیل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

✤ وصال: ۷-ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ/1806ء............ موضع چودھواں (تحصیل کلاچی)

✤ فیض باطنی............ حضرت سیّد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ

✤ مقام............... حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ

✤ تعارف وولایت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک محمد عیسیٰ اور آپ کا نسبی تعلق سادات خاندان (آلِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) سے تھا۔ ''انوارِ تیراہی'' کے مصنف جناب قاضی محمد عادل شاہ اور ''جمالِ نقشبند'' کے مؤلف جناب صلاح الدین نے آپ کی ولادت ووصال کا مقام ''چوڈہ شریف'' مضافاتِ ملتان گنڈاپور لکھا ہے۔

جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ''گنڈاپور'' ایک قبیلہ کا نام ہے۔ جو کہ صوبہ سرحد میں ضلع بنوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کے علاقہ میں آباد ہے۔ (محمد یوسف کیفی)

✤ تعلیم ومعارف:

آپ نے ظاہری تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد تصوف کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور علومِ ظاہری میں مکمل عبور حاصل کیا۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے اور ہر روز ان سے ملاقات کرتے تھے۔ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی باطنی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے ہی کی تھی۔ اور انہی کے اشارے سے رام پور (انڈیا) پہنچ کر حضرت سیّد جمال اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور ایک عرصہ تک اپنے

پیرومرشد کی خدمت کیسا خاصیت میں رہے۔ اور اپنے روشن ضمیر پیر کامل کی خدمت بابرکت میں علوم باطنی سے فیض یاب ہوئے تو مرشدِ باصفا نے تاجِ خلافت سے نوازا۔ سفر وحضر میں ہروقت اپنے شیخ محترم کے ساتھ رہ کر فیوض و برکات کے خزانے لوٹے۔ اس عزت افزائی پر بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت حاصل کرنے کیلئے مراقبات ومجاہدات سے مقامات باطنی اس قدر تیزی سے طے کیے کہ یارانِ طریقت بھی حیران وسرگرداں ہوگئے۔ آپ اپنے شیخ محترم کے رازدار اور محبوب خلیفہ تھے۔ اتنے منظورِ نظر اور بااعتبار تھے کہ آپ کے شیخ اپنے بعض مریدوں کو تربیت کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کردیتے تھے۔

## ✤ تربیتِ حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دفعہ حضرت سیّد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں کے ہمراہ قلعہ احمد شاہ بادشاہ کی سیر کو نکلے۔ وہاں حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی بطور سپہ سالار متعین تھے۔ جس وقت ان کی نظر حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو بے خود ہوکر آپ کی خدمت میں پہنچے اور قدموں میں گر پڑے۔ بے ہوشی کی حالت طاری ہوگئی۔ دوتین گھنٹے بعد ہوش میں آئے تو بیعت کیلئے عرض کیا۔ آپ نے کشف سے معلوم کرلیا کہ ان کا فیض باطنی حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔ اس لیے آپ کو ان کے حوالے کردیا اور فرمایا کہ اس کی بیعت اگرچہ میری طرف سے ہے مگر اس کی تکمیل تمہارے ذمہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

## ✤ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف:

آپ صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ حضرت محمد فیض رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ کی ملاقات کیلئے جارہے تھے کہ راستے میں سخت بیمار ہوگئے۔ یہاں تک کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔

راستے میں آپ نے ایک مسجد میں قیام فرمایا اور ہروقت گریہ زاری کرتے اور اپنے شیخ محترم کو یاد کرتے تھے۔ چنانچہ مرید صادق کی آواز حضرت آواز حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گئی۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے حجرہ میں داخل ہوئے تو حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر وجد میں آگئے اور قدم بوسی کی۔ آپ نے انہیں اٹھا کر سینے سے لگایا اور بہت تسلی دی۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے فیض اللہ! یہ ہریسہ کھالو انشاء اللہ صحت



ہوگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حسب الحکم وہ ہریسہ تناول فرمالیا۔ دوسرے دن صبح بیدار ہوئے تو مکمل طور پر صحت یاب ہوچکے تھے۔ (حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کافی دنوں سے کچھ کھایا پیا نہ تھا اس لیے کافی کمزور وناتواں ہوچکے تھے)۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

## ✤ کرامتِ بابرکت:

ایک دفعہ آپ اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے "تیراہ شریف" تشریف لے گئے۔ ایک دن مجلس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب کے تمام صاحبزادوں کو طلب کیا اور دعائے خیر فرمائی۔ جب حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سامنے آئے تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور ان کے دوسرے بھائی تو ظاہری علوم سے فارغ ہوچکے ہیں اور ان کا ذہن ابھی رسائی نہیں کرتا اس لیے ابھی تک انہوں نے نصف قرآن پاک ختم کیا ہے۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو روشن کرے۔ کیونکہ وہ اس وجہ سے رنجیدہ خاطر اور ملول رہتے ہیں۔ آپ کو صاحب زادہ نور محمد صاحب کے حالِ زار پر بڑا رحم آیا۔ اسے فوراً گلے سے لگالیا اور توجہ خصوصی سے نوازا۔ چنانچہ ان کا شرح صدر ہوگیا۔ اور اس کے بعد بڑی بڑی دقیق کتابوں پر حاوی ہوگئے۔ اور بڑی مستند روایات سے مسائل بیان فرمانے لگے۔

## ✤ صاحبزادگان کو نصیحت:

آپ کے دو صاحبزادے بقیدِ حیات تھے۔ آپ نے ان کو وصیت فرمائی کہ تم "میرے بعد میرے خلیفہ سیّد محمد فیض اللہ کے پاس جاکر تجدید بیعت کرلینا اور جب تک تصوف کی منازل طے نہ ہو جائیں ان کی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا۔" چنانچہ وصیت کے مطابق دونوں صاحبزادگان حضرت خواجہ فیض اللہ کی خدمت بابرکت میں پہنچے اور تجدید بیعت کے بعد چھ ماہ تک وہاں رہے اور اکتسابِ باطنی کرتے رہے۔ جب مراحلِ تصوف طے ہوگئے تو دونوں صاحبزادوں کو خرقۂ خلافت دے کر بڑے اعزاز واکرام سے وطن واپس بھیجا گیا۔

اس کے بعد وہ تازندگی ہرسال "تیرئی شریف" (تیراہ) میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دونوں ہی صاحبِ کشف وکرامات تھے۔ بے شمار لوگوں نے ان سے فیضِ باطنی حاصل کیا اور

Scanned with CamScanner

فیوض و برکات حاصل کیں۔

### ✤ وفاتِ حسرت آیات:

آپ کی وفات حسرتِ آیات ۷- ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ بمطابق 26 فروری 1806ء کو ہوئی۔ مرقد انور موضع ''چودھواں'' علاقہ گنڈاپور تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں زیارتِ گاہ خاص و عام ہے۔ آپ نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے یادگار چھوڑے۔

(۱) خواجہ پیر محمد رحمۃ اللہ علیہ (۲) خواجہ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ (۳) خواجہ علی محمد رحمۃ اللہ علیہ

### ✤ مادۂ تاریخ رحلت:

''مظفر'' ''آہ ولی یکتا قبلہ سیّد محمد عیسیٰ گنڈاپوری رحمۃ اللہ علیہ''

۱۲۲۰ھ ۱۲۲۰ھ



# (۳۱)

## حضرت خواجہ سیّد

# محمد فیض اللہ تیراہی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

## ۳۱-قطبِ زماں، خواجہ خواجگان، عارف کامل

## حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ تیراہی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۱۱۴۳ھ/1730ء ........................ تیزئی شریف (تیراہ، افغانستان)

✤ وصال: ۱۲۴۵ھ/1819ء ........................ تیزئی شریف (علاقہ تیراہ)

✤ مقام ........................ عالمِ اجل، فاضل بے بدل

### ✤ تعارف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند تھے۔ (بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خواجہ فیض اللہ قدس سرہٗ کے والد گرامی کا اسم مبارک ''محمد'' عرف سیّد خان محمد تھا) جو اپنے وقت کے عظیم مفتی اور علوم ظاہری میں کامل تھے۔ فتویٰ نویسی اور درس دینے میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ موضع ''شادی خیل'' (نزد کوہاٹ) میں ایک عرصہ تک علوم دینیہ کا درس دیتے رہے۔ طرزِ تحریر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ عالمِ اجل اور فاضلِ بے بدل تھے۔ آپ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا۔ اور آپ کے علم و فضل کا ایک عالم گواہ تھا۔ آپ فن خطاطی میں بھی بے مثل تھے۔

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادتِ باسعادت ''تیزئی شریف'' (علاقہ تیراہ، افغانستان) میں ہوئی۔ تاریخ ولادت غالباً ۱۱۴۳ھ بمطابق 1730ء ہے۔ (آپ کی تاریخ ولادت صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی۔) (کیفی)

### شجرہ نسب

آپ کا سلسلۂ نسب تینتیس ۳۳ واسطوں سے خلیفۂ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ سادات



خاندان میں سے تھے۔ شجرہ نسب سادات خاندان ''اچ شریف'' سے ملتا ہے۔ جن کا شجرہ نسب غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔

### ✤ تحصیل علوم ظاہری:

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد قاضی سیّد خان محمد علیہ الرحمۃ سے ہی کی۔ جنہوں نے آپ کو اکیس ۲۱ سال کی عمر میں کامل و مکمل کر دیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کی شادی ہو گئی۔

آپ نے قلیل عرصہ میں فنونِ حرب کی بھی تربیت حاصل کی اور احمد شاہ ابدالی کی فوج میں شامل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دینے کیلئے قلعہ رام پور میں تعینات کیا گیا۔ ماہانہ تنخواہ کا اکثر حصہ فقراء و صلحاء کی خدمت میں نذر کر دیتے تھے۔ ہر کوئی آپ کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتا تھا۔

### ✤ بیعت مرشد اور فیضِ باطنی:

ظاہری علوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ کو پیر کامل کی تلاش ہوئی۔ ایک دن آپ قلعہ رام پور میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دے رہے تھے تو آپ کی نظر باغ میں سیّد جمال اللہ علیہ الرحمۃ پر پڑی۔ (جو اس وقت اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ باغ کی سیر کر رہے تھے) تو دل کا دروازہ کھل گیا۔ قلعہ سے اترے اور شاہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ ہوش میں آنے کے بعد سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے کی استدعا کی۔ حضرت سیّد جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے دستِ حق پرست پر بیعت فرما کر آپ کا ہاتھ اپنے خلیفۂ خاص خواجہ سیّد محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ اس کی تکمیل اب تمہارے ذمہ ہے۔ چار سال خدمتِ مرشد میں رہنے کے بعد حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو وطن واپس جانے کی اجازت مرحمت فرما دی اور فرمایا: ''ملک افغانستان جاؤ! اور اہلِ دنیا کو نور ہدایت سے منور کرو''۔ اس طرح آپ تقریباً اٹھارہ سال بعد وطن واپس آئے تو کوہاٹ شہر کے نواح میں موضع ''ڈوڈہ'' میں قیام فرمایا۔ کیونکہ یہاں آپ کے بزرگوں کے واقف کار لوگ رہتے تھے۔ ان دنوں وہاں تپ شدید کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں آنا شروع کر دیا۔ آپ کے تعویذات اور دم کرنے سے سب صحت یاب ہو گئے۔ آپ وہاں چھ ماہ ٹھہرے اور

Scanned with CamScanner

اپنے ظاہری اور باطنی فیضان سے مخلوقات کو سیراب فرمایا۔ دوران قیام قاضی عبدالحمید صاحب مفتی کوہاٹ نے اپنی صاحبزادی آپ کے نکاح میں دینے کی خواہش ظاہر کی۔ (قاضی عبدالحمید صاحب خواجہ سیّد محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کے شاگردِ رشید تھے)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کرنے کے بعد عقد ثانی فرمایا۔ اس عقدِ ثانی کے بعد آپ نے تقریباً چھ ماہ اسی جگہ قیام فرمایا اور پھر اپنے آبائی وطن تیزئی شریف علاقہ تیراہ میں تشریف لے گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان پر پہنچے تو آپ کی پہلی بیوی نے اٹھارہ برس کی طویل مدت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو پہچاننے سے انکار کردیا۔ آخر مولوی شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کی اور اطمینان ہوا۔ اور آپ کی پہلی بیوی نے آپ کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ اور سب خوش وخرم رہنے لگے۔ دونوں بیویاں باہم شیر وشکر ہو گئیں۔

### ✤ اولاد اطہار:

۱- خواجہ سیّد نور محمد علیہ الرحمۃ

۲- خواجہ سیّد گل محمد علیہ الرحمۃ

۳- حضرت جان محمد علیہ الرحمۃ

۴- حضرت سیّد صالح محمد علیہ الرحمۃ

۵- حضرت خواجہ محمد نور علیہ الرحمۃ

آپ نے اپنی زندگی میں دور دراز کا سفر کیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ میں داخل ہوئے۔ آپ آخری عمر میں کافی کمزور ہوگئے تھے اور پالکی میں سوار ہو کر سفر فرمایا کرتے تھے۔ یہ آپ کی زبان مبارک کی برکت تھی کہ جو کچھ فرمایا کرتے تھے پورا ہو جاتا تھا اور جو صاحب حاجت آپ سے دعا کرواتا تھا اس کی حاجت بفضلِ خدا پوری ہوتی تھی۔ آپ کی زبان نہایت ہی شیریں اور شخصیت جاذبِ نظر تھی اور اکثر لوگ تو آپ کو دیکھ کر ہی بیعت کر لیتے تھے۔ (وَلی اللہ وہ ہوتا ہے جس کو دیکھ کر اللہ کی یاد ہوتی ہے۔ (کیفی)

### ✤ کرامت با برکت:

''تیزئی شریف'' میں مسجد کے قریب ایک بلند چبوترے پر زیتون کے دو بڑے موٹے



موٹے درخت تھے جو کہ عرصہ دراز سے خشک ہوگئے تھے۔ آپ ان درختوں کے سہارے بیٹھ کر مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی آپ پانی نوش فرماتے تھے تو باقی ماندہ پانی ان کے دامن میں ڈال دیتے تھے۔ آپ کی برکت سے ایک ماہ کے عرصہ میں دونوں درخت سرسبز وشاداب ہوگئے۔ اور اب تک اسی حالت میں موجود ہیں۔ ہزاروں لوگ ان کی زیارت کر چکے ہیں۔
(سوکھے ہوئے درختوں کا سرسبز ہونا کرامت ولی نہیں تو اور کیا ہے۔ (کیفی)

### ✤ وفات حسرت آیات:

آپ نے ۸- ربیع الاول ۱۲۴۵ھ بمطابق 1829ء کو ''تیزئی شریف'' میں وفات پائی۔ آپ کا مزارِ اقدس تیزئی شریف میں مرجع خلائق ہے اور زائرین روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ (آپ کی تاریخِ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔)

### ✤ مادہ تاریخ رحلت:

''درِ منظومہ'' ۱۲۴۵ھ

''چراغِ بابرکت'' ۱۸۲۰ھ

آپ کی تاریخِ وفات ۲۰- ربیع الاول ۱۲۳۵ھ/ 1819ء کے مطابق مادۂ تاریخ رحلت ''اہل دل قطب زماں فیض اللہ'' ۱۲۳۵ھ

# (۳۲)

## حضرت خواجہ سیّد

# نور محمد چوراہی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ



### ۳۲-عارفِ کمال، محبوبِ لایزال، قطبِ زماں

## حضرت خواجہ سیّد نور محمد فاروقی چوراہی علیہ الرحمۃ

- ولادت: ۱۱۷۹ھ/1765ء..................تیزئی شریف (تیراہ، افغانستان)
- وصال: ۱۲۸۶ھ/1869ء..................چورہ شریف (ضلع اٹک)
- مقام..................مادرزاد ولی اللہ
- فیضِ باطنی..................والدِ بزرگوار حضرت خواجہ فیض اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- تعارف:

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی سیّد نور محمد عرف ''باباجی'' قدس سرہٗ تھا۔ آپ کو ''باواجی'' اور ''باباجیو'' صاحب کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ آپ غوثِ زماں حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی علیہ الرحمۃ کے فرزندِ کلاں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت سیّد محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیوی ''صغریٰ'' جو کہ کوہاٹ کے قاضی عبدالحمید کی صاحب زادی تھیں، کے بطن مبارک سے ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے آثارِ ولایت پیشانی مبارک پر درخشاں تھے۔

- بشارتِ جانشین مجدد و نائب مجدد:

جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ کے والد سیّد محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے تین دن پہلے اس کی بشارت ہو چکی ہے کہ فرزندم سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور اسلام کے لئے تقویت کا باعث ہوگا۔'' آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد گرامی نے جو استخارہ فرمایا تھا، اس میں آپ کو اشارہ ہوا تھا یہ فرزندِ اوّل حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا نائب و جانشین ہوگا اور اس کے ظاہری و باطنی علم سے ایک زمانہ فیض یاب ہوگا۔

Scanned with CamScanner

## ✤ ولادتِ باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۹ھ بمطابق 1765ء میں موضع ''تیزئی شریف'' (تیراہ۔افغانستان) میں ہوئی۔

## ✤ شجرۂ نسب:

آپ کا شجرۂ نسب تینتیس ۳۳ واسطوں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ (بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کے شجرہ نسب میں اختلاف کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''فاروقی رضی اللہ عنہ النسب کی بجائے گیلانی سید'' لکھا ہے۔ (کیفی)

## ✤ ابتدائی تعلیم:

آپ کی ظاہری تعلیم گھر پر ہی ہوئی اور والدِ ماجد سے علم حاصل کر کے علوم متداولہ میں قابلیت کے مقام پر پہنچے۔ آپ نے علوم دینیہ کی اکثر کتابیں حضرت مولانا محمد امین علیہ الرحمۃ سے پڑھیں اور انہیں سے تکمیل کی۔ والدہ ماجدہ سے بھی ابتدائی کتب اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ حضرت مولانا محمد امین علیہ الرحمۃ آپ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد فیض اللہ علیہ الرحمۃ کے خلیفۂ مجاز بھی تھے۔ آپ نے تصوف میں بھی ان سے استفادہ کیا۔ چونکہ آپ شروع ہی سے تصوف میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ لہٰذا بہت جلد کمال حاصل کر لیا۔ علوم ظاہری میں بھی آپ کو خاص مہارت حاصل تھی۔ اسی دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم سے قرآن مجید کا ایک نسخہ مکمل کیا۔ جو آج بھی دربارِ عالیہ چورہ شریف میں پیر سردار شاہ صاحب کے پاس موجود ہے اور اس نسخہ کے آخر میں یہ الفاظ رقم ہیں: ''قرآنِ مجید بدستِ خواجہ نور محمد بتاریخ ۲۔ ربیع الاول ۱۲۲۷ھ از شاگردِ آں میاں نصر اللہ نور اللہ مرقدہ ساکن کھودو پور''۔

(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)

## ✤ فیضِ باطنی:

اپنے والدِ گرامی سے بیعت ہو کر باطنی فیض کی منزلیں تیزی سے طے کیں اور اجازتِ بیعت و خلافت ہر چہار دہ خانوادہ سے مستفیض ہوئے۔ خصوصاً سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ اور سہروردیہ میں مجاز ہوئے۔ جو کہ آپ کے والدِ گرامی سیّد فیض اللہ علیہ الرحمۃ کو سلسلہ بسلسلہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ودیعت ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نسبت خصوصی



سے نوازے گئے۔

جب آپ سجادہ نشین ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی خدمت میں دو بھائی اللہ نور اور عجب نور افغانی حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ آپ کی توجہ خاص کے اثر سے انہوں نے سلوک کی تمام منزلیں جلد ہی طے کر لیں اور منصبِ خلافت پر فائز کیے گئے۔ افغانستان میں ان کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور ہزار ہا لوگ ان کے مرید ہوئے۔ افغانستان میں چاروں طرف نورِ اسلام پھیل گیا۔

## ✤ نقل مکانی از تیزئی شریف:

آپ تقریباً اسی ۸۰ سال تیزئی شریف میں رہے۔ اور اپنے فیض و کرم رشد و ہدایت اور خلق و محبت کے ایسے چشمے جاری کیے کہ اس علاقے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام آج بھی اسی طرح زندہ و پائندہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں تشنہ لبوں کو فیضِ باطنی سے نوازا۔

ایک حاسد مولوی ولی خان کی شرارتوں سے تنگ آ کر (جو وہ آپ کے عقیدت مندوں اور مریدین سے کرتا تھا) آپ رحمۃ اللہ علیہ موضع ''ڈاڈر'' (جو کہ تیزئی شریف سے چند میل کے فاصلے پر ہے) تشریف لے گئے۔

## ✤ چورہ شریف (اٹک) میں آمد:

''ڈاڈر'' میں بہت سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشتاق تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں چند سال وہاں قیام فرمایا اور ۱۲۸۴ھ میں یہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''چورہ شریف'' (ضلع اٹک) تشریف لے آئے۔ چورہ شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو ۲ سال قیام فرمایا۔

آپ نے اپنے چاروں صاحبزادگان خواجہ سیّد احمد گل، حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد، حضرت خواجہ سیّد دین محمد المعروف حضرت ملا جی اور حضرت خواجہ سیّد شاہ محمد المعروف حضراتِ خورد رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایسی تربیت فرمائی کہ کم ہی کسی کی ساری کی ساری اولاد ایسے عظیم ظاہرہ و باطنی مقامات و مکاشفات اور وارداتِ قلبی سے مستفیض ہوئی ہوگی۔ پھر اولاد ہی نہیں آج تقریباً ڈیڑھ سو سال گزرنے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کی اولاد میں آج بھی ''بابا جی'' علیہ الرحمۃ کے فیض سے دربار عالیہ نوریہ چورہ شریف میں کثیر التعداد اولیائے کاملین موجود ہیں۔

Scanned with CamScanner

## ✤ کرامتِ بابرکت:

ایک مرتبہ آپ دریائے اٹک کو عبور کرنے کے لیے ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ اس کشتی میں سولہ سکھ سپاہی بھی سوار تھے۔ سکھ سپاہیوں میں سے ایک سپاہی بڑی گستاخی سے بولا اور کہا کہ حضرت تختہ کے نیچے کھڑے رہیں تاکہ ہمارے کھانے کی چیزیں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نہ چھو جائیں۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کو چھو جانے کی تکلیف سے بچائے۔ اتنے میں کشتی روانہ ہوئی۔ دورانِ سفر چند مسائل پر گفتگو ہوئی۔ آپ نے اپنے خاص انداز سے سکھوں کو مسائل سمجھائے۔ ابھی آپ کی کشتی کنارے پر نہیں پہنچی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ خاص اور کرامت سے تمام سکھ سپاہی مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ دریا کے کنارے موضع ''خوشحال گڑھ'' میں پہنچ کر سب نے حجامت بنوائی اور نمازِ ظہر ادا کی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اللہ اللہ! وہی لوگ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی چیزوں کے ساتھ چھو جانے سے روکتے تھے، اب حضور کے گلے لگ کر روتے تھے اور دست بوسی کرتے تھے۔ ۶

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

## ✤ فضائل:

۱- ویسے تو اتباعِ سنتِ رسولِ مقبول ﷺ ہی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اصل ہے لیکن حضرت ''باباجی'' رحمۃ اللہ علیہ اپنے جملہ اقوال واقعات، حرکات وسکنات، خورد ونوش، سفر وحضر غرضیکہ تمام امور میں اتباعِ سنت کو اولیت دیتے۔ بلکہ کوئی کام کرنا ہوتا تو پہلے یہ دیکھتے کہ اس سلسلہ میں اسوۂ حسنہ کا طریقِ کار کیا ہے اور سنت اور سیرت کی پوری پوری تقلید فرماتے۔

۲- ہمیشہ اپنی اور دوسروں کی حرمت کا خیال رکھتے اور ہمیشہ اپنے سے بڑوں کا ادب کرتے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے اور ہر ایک کا حق بالالتزام ادا کرنے کی کوشش فرماتے۔

۳- عفوودرگزر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاصہ تھا۔

۴- عاجزی وانکساری آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شعار تھی۔



۵- آپ کی مہمان نوازی ضرب المثل تھی یہ لنگر اور مہمان نوازی آج بھی جاری وساری ہے۔

## ✤ وصال پرملال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳- شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ بمطابق 17 نومبر 1869ء بروز جمعرات بوقت عصر وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت خواجہ فقیر محمد علیہ الرحمۃ موجود تھے اور سر مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے زانو پر تھا۔

## ✤ مادۂ تاریخ وفات:

| | | |
|---|---|---|
| ''خورشیدِ مجددی'' | ''فروغ'' | ''غفور'' |
| ۱۲۸۶ھ | ۱۲۸۶ھ | ۱۲۸۶ھ |

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- جو مخدوم بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ پیرومرشد کی خدمت کرے۔

۲- زیادہ بولنا اور ہنسنا غفلت سے ہے۔

۳- فقر بڑی دولت ہے۔ یہ دولت جس قدر ہو سکے پوشیدہ رکھنی چاہیے۔

۴- ایک مراد ہوتے ہیں دوسرے مرید، مراد وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف کھینچے اور مرید وہ ہے جو خود محنت وریاضت کرکے مقام حاصل کرے۔

۵- جس قدر طالب میں شکست وعاجزی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر فیض اس پر زیادہ وارد ہوتا ہے۔

## ✤ حضرت ''باباجی'' علیہ الرحمۃ کے خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ستائیس ۲۷ نامور خلفاء ہوئے ہیں۔ یوں تو آپ کے تمام خلفاء ایک سے بڑھ کر ایک تھے مگر ہادی نامدار شاہ رحمۃ اللہ علیہ (متھیال شریف)، حافظ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (پشاور) میاں فقیر محمد علیہ الرحمۃ (چورہ شریف) اور مولوی مست علی علیہ الرحمۃ (مترانوالی، سیالکوٹ) نے بہت شہرت پائی۔ اور ہزاروں افراد نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

Scanned with CamScanner

### ✤ سلسلہ عالیہ کی ترویج وتوسیع:

چورہ شریف میں اب حضرت خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ کے خاندان کے کئی افراد آباد ہیں اور سلسلۂ رشد وہدایت جاری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اثر فیض سے خاندان عالی میں علم وعرفان کی دونوں فضیلتیں موجود ہیں۔ آج اگرچہ خواجہ خواجگان کی چھٹی پشت موجود ہے۔ مگر شریعتِ مطہرہ کی جو شمع حضرت خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ نے روشن کی تھی وہ آج بھی فروزاں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چاروں صاحبزادگان نے خلافت واجازت سے سرفراز ہو کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی خوب آبیاری کی اور اس کو پروان چڑھایا۔



# (۳۳)

# حضرت خواجہ سیّد

# فقیر محمد فاروقی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

## ۳۳-امام العارفین، قدوۃ السالکین، خواجہ خواجگان

# حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد فاروقی رضی اللہ عنہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۱۲۱۳ھ/1798ء..........تیرئی شریف (تیراہ افغانستان)

✤ وصال: ۲۹-محرم ۱۳۱۵ھ/1897ء..........چورہ شریف (اٹک)

✤ فیض باطنی..........والد گرامی حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

✤ مقام..........ابدالِ وقت

✤ **تعارف:**

آپ حضرت خواجہ نور محمد تیراہی چوراہی علیہ الرحمہ کے فرزندِ دوم تھے۔ آپ کا اسم گرامی ''فقیر محمد'' اور لقب ''حاجی گل'' تھا اور عام لوگ عقیدت ومحبت سے آپ کو ''باباجی'' کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔

✤ **ولادت باسعادت:**

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۳ھ بمطابق 1798ء کو ''تیرئی شریف'' (تیراہ افغانستان) میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیراہی علیہ الرحمہ (م-۱۲۴۵ھ) بقیدِ حیات تھے۔

✤ **مقام ومرتبہ:**

آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ گھر والوں کو بہت فکر ہوئی۔ یہ معاملہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی علیہ الرحمہ تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں''۔



چنانچہ انہوں نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ دیر تک چوستے رہے۔ اور اس کے بعد آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ بھی پینا شروع کر دیا۔ اور اس طرح سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی مبارک واعظم نسبت روزِ اول ہی سے آپ کو عنایت فرما دی گئی۔

جدِ امجد علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا اور اس کے وجود مبارک سے کثیر دنیا کو فیض عظیم حاصل ہوگا''۔ آپ کا چہرہ مبارک اسی روز سے انوارِ الٰہی سے درخشاں تھا۔

✤ **تعلیم وتربیت:**

آپ کے والد ماجد روحانیت میں کامل ہونے کے علاوہ علوم ظاہری میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔ قرآن وحدیث، تفسیر اور فقہ پر انہیں مکمل عبور حاصل تھا۔ اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری اور باطنی اپنے والد گرامی حضرت خواجہ نور محمد علیہ الرحمۃ سے حاصل کیے اور قلیل عرصے میں خلافت ومجازِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ تمام امور میں والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ''ابدال'' تھے۔

✤ **کمالات:**

آپ کو وہ کمالات حاصل تھے جو اس وقت دوسروں کو بہت کم حاصل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت کا یہ حال تھا کہ قرآنِ مجید کے ایک ایک حرف کے جملہ فوائد وخواص، اسرار ونکات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے معلوم تھے کہ دوسروں کیلئے ان کا سمجھنا دشوار تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب یہ اسرار ورموز بیان فرماتے تو بڑے بڑے علماء سن کر انگشتِ بدنداں رہ جاتے تھے۔ غریبوں، مسکینوں اور مفلسوں کی مجلس وصحبت میں زیادہ خوش رہتے تھے۔ اپنے وقت میں مرجع الی اللہ تھے۔ آپ کو چودہ خانوادہ فقر کی اجازت وخلافت تھی۔ لیکن زیادہ تر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ قادریہ کی اشاعت فرمائی۔ اکثر طالبوں کو ایک ہی نگاہ میں صاحبِ ارشاد بنا دیا۔ آپ کی توجہ میں کیمیائی تاثیر تھی۔

✤ **اتباعِ سنت:**

آپ کی زندگی اتباعِ سنت کا ایک مثالی نمونہ تھی۔ آپ ہر کام کو سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے

Scanned with CamScanner

مطابق سرانجام دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹھنا، اُٹھنا، چلنا پھرنا، نماز روزہ گویا ہر کام محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہوتا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا مقصد ہی خود سنت پر عمل کرنا اور دوسروں میں احیاء کرنا، بنا رکھا تھا۔ خلافِ شرع اُمور کو قطعی طور پر ناپسند فرماتے تھے ع

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا

## ✤ حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ نقشبندیہ کے جلیل القدر بزرگ ہستی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے والہانہ عقیدت تھی۔ آپ ہر سال اُن کے عرس مبارک پر ایک قافلے کی صورت میں جاتے۔ اس قافلے میں آپ کے خلفاء اور مریدین بھی شامل ہوتے۔ وہاں جا کر آپ اُن کے مزارِ اقدس پر اکثر مراقبہ کی صورت میں زیادہ وقت گزارتے۔ عرس میں شامل ہونے والے حضرات کی حسبِ توفیق خدمت فرماتے۔

## ✤ تقلیدِ فقہ حنفی:

آپ کو فقہی مسائل پر بہت عبور حاصل تھا۔ اگر کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے شرعی مسئلہ دریافت کرتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہائے اربعہ (فقہ کے چاروں امام) کا مسلک بیان کرتے مگر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مسلک کو ترجیح دیتے تھے۔ کیونکہ آپ خود فقہ حنفی کے مقلد تھے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔

## ✤ فضائل:

۱- آپ پیدائشی ولی اللہ اور مرجع الی اللہ تھے۔

۲- آپ رحمۃ اللہ علیہ میں صدیقی انوار و برکات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔

۳- طبیعت میں جمالیت اس قدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ فرماتے اور کبھی کسی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ضرر نہ پہنچتا۔

۴- آپ ذکر خفی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ آپ کا قلب مبارک ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتا اور دیکھنے والے کو ذکر الٰہی کی ہلکی سی دل سے نکلتی ہوئی آواز خود سنائی دیتی تھی۔ حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ زبان سے خاموش رہتے تھے۔

۵- آپ کا شجرہ طریقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ بلا فصل خلیفہ اوّل



ہونے کے ناطے جو فیوضات قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خدمات کے صلہ میں مقبولیتِ بارگاہِ رسالت حاصل تھی اس کی جملہ کرامتیں، عظمتیں اور رفعتیں اس سلسلہ کے مشائخ میں بدرجہ اُتم پائی جاتی ہیں۔

## ✤ آخری وصیت:

واصل الی اللہ ہونے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو احباب کو آخری وصیت فرمائی وہ درجِ ذیل ہے:

۱- جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ! یعنی بوجہ تکلیف یاروں کو یہ کہنے کا موقع نہ دو کہ خدا کا شکر ہے کہ پیر صاحب چلے گئے۔

۲- یاروں کا آپس میں حسد و کینہ نہیں ہونا چاہیے۔ جس کو خدا خیر و برکت دے اُسے مستفید و مستفیض ہونا چاہیے۔

۳- سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے۔ اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو جائے تو اُس جگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کے لوگ خیر و برکت سے محروم رہ جائیں گے۔

۴- یاروں کے ساتھ سیر کو ہرگز نہ جانا چاہیے جب تک کہ وہ خود خواہش مند نہ ہوں۔

۵- شیخ و مرشد کو چاہیے کہ بغیر انتظار ہی چلا جائے تاکہ لوگوں کو کسی طرح کی بدگمانی پیدا نہ ہو۔

## ✤ وفات حسرتِ آیات:

آپ نے ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق ۳۰ جون ۱۸۹۷ء بعمر شریف ۱۰۲ سال چورہ شریف (ضلع اٹک) میں انتقال فرمایا۔ مزارِ پُرانوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''اپنا باطن درست کرو، کیونکہ بعد از مرگ اعمالِ باطن ہی سے نجات مل سکے گی۔ مگر ظاہر احکامِ شرعیہ کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ظاہری درستگی کے بغیر باطنی اعمال کی درستگی ناممکن ہے۔

۲- آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''خدا سے خدا کیلئے پیار کرو اور یاد کرو، کیونکہ مقصد کیلئے یاد کرنا مقصد کی یاری ہے، خدا کی یاد بلا اغراض نفسانی ہے۔

۳- آپ اپنے احباب سے اکثر یہ حدیثِ قدسی بیان فرماتے: ''اللہ تعالیٰ جلّ شانہ، اپنے

بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں، میری بلا پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع نہیں۔ وہ شخص میرے سوا کسی اور کو اپنا رب بنالے۔

۴- عموماً یہ حدیث بیان فرماتے: ''خیر الناس من ینفع الناس'' (یعنی بہتر شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے)۔

## ✤ کرامتِ بابرکت:

ایک دفعہ حضرت باباجی صاحب علیہ الرحمہ موضع ''نارنگ'' ضلع سیالکوٹ کی مسجد میں قیام پذیر تھے۔ وہاں بڑ کا ایک بہت بڑا درخت تھا۔ نمازِ مغرب کے بعد وہ ہلنے لگتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے وجہ پوچھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ ہر روز اس وقت ہلتا ہے اور اسی وجہ سے بہت سے لوگ یہاں نماز پڑھنے نہیں آتے۔ آپ اسی وقت مراقبہ میں چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا: ''وت نہ ہلسی'' (یہ اب نہیں ہلے گا) لوگوں نے عرض کیا حضور! اس میں کیا راز ہے؟ فرمایا کہ اس درخت کے دامن میں ایک جن کا ڈیرہ تھا۔ وہ شام کو پرندوں کو اڑانے کیلئے درخت کو ہلایا کرتا تھا۔ اب میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ اس حرکت سے باز آجاؤ۔ اور پرندوں اور نمازیوں کو پریشان نہ کرو۔ وہ چلا گیا۔ اس لیے آئندہ یہ درخت نہ ہلے گا۔ (حرکت نہیں کرے گا) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

## ✤ مادہ تاریخِ رحلت:

| | |
|---|---|
| ''غفرلہٗ'' | ''برحمت خداوند'' |
| ۱۳۱۵ھ | ۱۳۱۵ھ |

## ✤ صاحبزادگان:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

۱- حضرت خواجہ سیّد گل نبی علیہ الرحمہ

۲- خواجہ سیّد محمد نبی رحمۃ اللہ علیہ (چھوٹی عمر میں فوت ہوگئے تھے)

۳- خواجہ سیّد احمد نبی رحمۃ اللہ علیہ

۴- حضرت محمد سیّد شاہ علیہ الرحمہ



۵- حضرت خواجہ سیّد قادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سب صاحبزادگان کامل واکمل تھے۔ صاحب ارشاد ومجاز ہوئے ہیں۔ ہزارہا لوگ ان سے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے۔

## ✤ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء:

آپ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت حافظ عبدالکریم علیہ الرحمہ (۲) حضرت سیّد چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ آلو مہار شریف (ضلع سیالکوٹ) (۳) حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پور شریف (سیالکوٹ) (۴) حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ ثانی علی پوری علیہ الرحمہ (۵) فاضل اجل جناب مولانا غلام محمد بگوی علیہ الرحمہ امام بادشاہی مسجد

## ✤ مجلس اور تربیت مریدین:

جو کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک بار بیٹھتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گرویدہ ہوجاتا اور اس کا مجلس سے اٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ آپ ہر ایک کو اس کی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے۔ جس کو دوست بناتے اسے ایسا مطمئن فرماتے کہ پھر اسے کوئی حاجت نہ رہتی۔

Scanned with CamScanner

# (۳۴)

# حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ



## ۳۴-آفتابِ ولایت، قدوۃ السالکین، غوثِ زماں، قطبِ دوراں، الحاج حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم قدس سرہٗ العزیز

✤ ولادت: ۷-جمادی الاول ۱۲۶۴ھ/1848ء.................... راولپنڈی

✤ وصال: ۲۸-صفر ۱۳۵۵ھ/20 مئی 1936ء.................... عیدگاہ راولپنڈی

✤ مقام.................... مادرزاد ولی اللہ

### ✤ تعارف:

حضرت نذر محمد علیہ الرحمہ نیک صفتؒ، درویش صورت، حلیم الطبع بزرگ، اور اخلاقِ حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ ہر ماہ ایک بار کھانا پکا کر حضرت شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر غرباء میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک گرد آلود مجذوب نے آپ (حضرت نذر محمد علیہ الرحمہ) کو ایک لقمہ کھانے کو دیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کراہت کی وجہ سے اسے نہ کھایا۔ اس مجذوب نے کہا ''سخی مرد تو نے میری عطا کو قبول نہ کیا۔ کھا لیتا تو بہتر تھا۔ اچھا جا اگر تو نہیں تو تیری اولاد کو حصہ ضرور ملے گا''۔ چنانچہ اس مردِ مجذوب کی پیشنگوئی حضرت خواجہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ پر پوری ہوئی۔

حضرت نذر محمد علیہ الرحمہ، حضرت الحاج عبدالکریم علیہ الرحمہ کے والد ماجد تھے۔ جن کا شجرۂ نسب مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر تک پہنچتا ہے۔

### ✤ ولادت باسعادت:

آپ بروز منگل ۷- جمادی الاول ۱۲۶۴ھ بمطابق 11- اپریل 1848ء کو محلّہ شاہ چن چراغ رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔

### ✤ پرورش اور عہد طفولیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بمشکل تین ماہ ہوگی کہ آپ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ اور ابھی

Scanned with CamScanner

آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف دو ۲ برس کے ہی تھے کہ والد ماجد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ لہٰذا آپ کی پرورش آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا میاں پیر بخش اور عابدہ وزاہدہ پھوپھی محترمہ حیات بی بی نے کمال محبت وشفقت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش وتربیت بحسن وخوبی انجام دی۔

## ✤ مقام ومرتبہ:

آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔ آپ کی کرامت کی وجہ سے آپ کی پھوپھی صاحبہ کو بڑھاپے میں دودھ اتر آیا اور انہوں نے آپ کو ڈیڑھ سال تک اپنا دودھ پلایا۔ بچپن میں آپ جب اپنی پھوپھی صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھتے تو عرض کرتے کہ: ’’پھوپھی صاحبہ مجھے بھی ایک مصلّٰی (جائے نماز) دے دیں تاکہ میں بھی نماز پڑھ سکوں‘‘۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی محترمہ نماز تہجد کے بعد آپ کیلئے دعا فرمایا کرتی تھیں کہ: ’’اے اللہ! اس بچے کو اپنا بندہ بنالے اور دین ودنیا میں اس پر برکت نازل فرما‘‘۔

چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس دعا کی ٹھنڈک اور سرور اب بھی محسوس کرتا ہوں۔ یہ سب اُسی دعا کا نتیجہ ہے۔

## ✤ تکمیلِ علوم:

آپ نے مختصر عرصہ میں قرآن پاک پڑھ لیا اور درسِ نظامی مکمل کیا۔ دورانِ تعلیم آپ پر اکثر وبیشتر بے خودی سی طاری رہتی تھی۔ سولہ برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک حفظ کرنا شروع کردیا اور اٹھارہ برس کی عمر میں اپنی غیر معمولی ذہانت کی بنا پر حفظ کرلیا۔ فن قرأت میں آپ مولانا محمد حسین مکی علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔ جو اس وقت اس فن میں یگانہ اور استادِ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرأت کا لب ولہجہ بھی دلکش عطا فرمایا تھا۔ تلاوتِ قرآن مجید اس عمدہ ترتیل اور خوش الحانی سے کرتے کہ سامعین فریفتہ ہوجاتے اور ہندو سکھ وغیرہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت سننے کے لیے مسجد کے ساتھ ملحقہ گلی میں جمع ہوجاتے۔ سبحان اللہ!

## ✤ نسبت باطنی اور خرقۂ خلافت:

بیس ۲۰ برس کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں محبتِ الٰہی کے جذبات موجزن ہوئے۔ سوچا کہ کسی مردِ خدا کی غلامی اختیار کی جائے تاکہ قربِ الٰہی کی دولت میسر ہو۔

ایک مرتبہ حضرت بابا جی چوراہی علیہ الرحمہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت، سیرت اور خوش الحانی



پر فریفتہ ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرما کر نسبت خاص سے نوازا اور ذکرِ قلبی سے سرفراز فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت متغیر ہوگئی اور جذبۂ بیخودی کے آثار نمایاں ہوگئے۔

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ سے اس قدر محبت تھی کہ ہفتہ میں ایک دو بار چورہ شریف ضرور حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب آپ کو اجازت وخلافت عطا ہوئی۔ تو حضرت بابا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خاص ملبوس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بڑی رقت طاری ہوئی اور عرض کیا کہ حضور! غلام کو تو جناب کی محبت ہی کافی ہے۔ حضرت بابا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ’’میں حکم کا بندہ ہوں۔ اور اس امانت کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کرنے پر مامور ہوں۔ یہ میرا نہیں اللہ تعالیٰ کا کام ہے‘‘ پھر آپ نے نصیحت فرمائی کہ بیٹا: ’’دنیا کی طرف توجہ نہ کرنا۔ اس کو پیٹھ پیچھے ڈال کر ہمہ تن یادِ الٰہی میں مصروف رہنا۔ دل کو ماسویٰ اللہ سے الگ رکھنا۔ اور سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے سمجھنا‘‘ یہ سب باتیں سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ بھڑک اٹھی جس نے ماسویٰ اللہ کو جلا کر راکھ کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکیس ۲۱ برس کی عمر میں خرقۂ خلافت حاصل کیا اور صاحب مجاز ہوئے۔

## ✤ سعادتِ حج مبارک:

آپ رحمۃ اللہ علیہ دو ۲ مرتبہ حج مبارک کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ حج ادا کرکے مدینہ منورہ نہ جاسکے۔ تو رسول مقبول ﷺ نے مراقبہ میں ارشاد فرمایا: حافظ صاحب گھبرایئے نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو پھر بلائیں گے۔ اس سے طبیعت کو سکون ملا۔ 1911ء میں آپ دوبارہ حج مبارک کیلئے تشریف لے گئے۔ راستے میں سخت طوفان آگیا۔ جہاز کے بعض حصوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ آپ نے سب لوگوں سے فرمایا یہ یادِ خدا کا وقت ہے۔ آپ نے نماز پڑھ کر مراقبہ فرمایا تو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور آپ کو آنے کی مبارکباد دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے فرمایا: اے لوگو! مبارک ہو آگ بجھ گئی ہے۔ اس وقت شعلے بدستور جاری تھے۔ لوگ کہنے لگے حضور! آگ تو اسی طرح ہے فرمایا نہیں بجھ گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا جس سے آگ کے شعلے آسمان کی طرف اڑ گئے۔ اور جہاز منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ آپ کی یہ

کرامت دیکھ کر بہت سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوگئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہوگئی کہ ایک لمحہ بھی روضۂ رسول ﷺ کی جدائی گوارا نہ تھی۔ روزانہ یہی دعا مانگتے کہ ''الٰہی! میری موت یہیں واقع ہو تا کہ روزِ قیامت رسولِ مقبول ﷺ کے ساتھ اٹھوں''۔ ایک دن عشاء کی نماز کے بعد ایک نورانی شکل والے بزرگ تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق ہندوستان واپس جانے کو فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی قبر کی جگہ بھی دکھا دی گئی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس راولپنڈی تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وہ جگہ وقف کی جہاں رحلت کے بعد آپ کا مزارِ اقدس بنا۔ (عیدگاہ راولپنڈی)

### ✤ ہمعصر اولیاء کی نظر میں آپ کا مرتبہ و مقام:

۱- حضرت مولانا شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شرقپوری، نقشبندی مجددی خاندان کے چشم و چراغ اور بڑی برگزیدہ ہستی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حافظ محمد عبدالکریم صاحب کا وجودِ مبارک اس زمانے میں خدا کی نعمتوں میں سے ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ آپ کے جو مرید راولپنڈی میں تھے، آپ انہیں حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی مجلس میں حاضر ہونے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

۲- حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چشتی (گولڑہ شریف) جب کبھی راولپنڈی تشریف لاتے تو بڑے خلوص اور حسنِ عقیدت سے قبلہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے آیا کرتے تھے اور اپنے دوستوں کو بھی حاضر ہونے کی تاکید فرماتے تھے۔

۳- ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمہ نقشبندی مجددی کی ملاقات کا ارادہ فرمایا۔ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام دوستوں سے فرمایا کہ چورہ شریف کے ایک کامل ولی کا ایک کامل و مکمل خلیفہ آ رہا ہے۔ جب وہ تشریف لائیں تو سب ان کی تعظیم کو کھڑے ہو جائیں۔ جب حافظ عبدالکریم علیہ الرحمہ وہاں پہنچے تو قبلہ سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پنجابی زبان میں فرمایا: ''بلّے بلّے کیا نور دا دریا ٹھاٹھاں پیا مارداا ے''۔ (یعنی نور کا دریا موجیں مار رہا ہے)۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے۔ ع

ولی را ولی مے شناسد



### ✤ اخلاقِ حسنہ:

شریعت کی پابندی، گوشہ نشینی اور اخلاقِ حسنہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات متصف تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سرتاپا اخلاقِ نبوی ﷺ میں رنگے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نرم دل، کریم، سخی اور بڑے بامروت تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں مخلوقِ خدا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیضِ ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے سے رسولِ مقبول ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی اور خدا یاد آ جاتا تھا۔ طبیعت میں حلم و بردباری اعلیٰ درجہ کی تھی۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ہر دوست یہ سمجھتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے زیادہ محبت رکھتے ہیں ۔

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا
جدا جدا ہے تیرا انداز دلربائی کا

### ✤ کراماتِ بابرکات:

آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور ہوا۔ لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں افراد کو ذکر و فکر کی لذت سے آشنا کر دیا۔ بے شمار لوگوں کو آپ نے پنجگانہ نماز کا عادی بنا دیا اور آپ کے فیضِ صحبت سے نہ صرف نمازی بنے بلکہ تہجد گزار بن گئے۔ شیعہ، مرزائیہ اور وہابیہ کا بڑے احسن طریقہ سے رد فرمایا کرتے تھے اور متعدد افراد نے عقائدِ باطلہ سے تائب ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شمولیت اختیار کی۔

ہم قارئین محترم! کی ذہنی تسکین اور برکت کیلئے قبلہ عالم جناب حافظ عبدالکریم علیہ الرحمہ کی ایک کرامت کا ذکر کرتے ہیں۔

طالب حسین صاحب ساکن بھمبر تراڑ ضلع راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ: ''ایک دفعہ میرے والد سکندر خان نے آپ کی دعوت کا انتظام کیا اور چاولوں کی ایک دیگ پکائی۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر گرد و نواح کے سینکڑوں دوست جمع ہو گئے۔ تقریباً چھ سات سو افراد جمع ہو گئے تھے۔ میرے والد صاحب گھبرا گئے۔ کہ کھانا کم ہے۔ لیکن حضرت صاحب (حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: ''آپ بالکل نہ گھبرائیں انشاء اللہ یہی کھانا سب کیلئے کافی ہوگا۔ پھر آپ نے مولوی فیروز دین کو فرمایا کہ دیگ کا منہ بند کر دیں اور صرف اتنا منہ کھلا رکھیں جس سے کھانا نکالا جا سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر

حسب الارشاد عمل کیا گیا۔ جب سب دوست کھانا کھا چکے تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اب دیگ کے منہ سے ڈھکنا اٹھا دو۔ دیکھا تو دیگ خالی تھی۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکشا و کارساز

## ✤ تصنیفات وتالیفات:

آپ اپنے زمانہ کے فاضل اجل تھے۔ گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے تصنیف وتالیف پر اپنی توجہ مرکوز نہ کرسکے۔ تاہم "ہدایت الانسان الٰی سبیل العرفان" تصوف واخلاق پر آپ کی نہایت اہم اور مشہور تصنیف ہے۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ "دعائے حزب البحر" از حضرت امام ابوالحسن شاذلی علیہ الرحمہ کو از سرِ نو مرتب فرما کر شائع کیا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید وخلیفہ قاضی عالم الدین سیالکوٹی علیہ الرحمہ سے مکتوباتِ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ کروا کر شائع کیا۔ (مکتوبات شریف کا غالباً یہ سب سے پہلا اردو ترجمہ ہے)۔ جو آپ کی علم وادب اور تصوف کے میدان میں بہت بڑی خدمت ہے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی

## ✤ وصال پرملال:

آپ کی وفاتِ حسرت آیات ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ بمطابق 20 مئی 1936ء بروز بدھ وار ہوئی۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت اکانویں ۹۱ برس تھی۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ کا مزار اقدس "عیدگاہ راولپنڈی" میں مرجع خاص وعام ہے۔



## ✤ مادۂ تاریخ وفات:

| | | |
|---|---|---|
| "تاریخ وصال زاہد" | "قطب اعظم کعبۂ کونین" | "بے مثال مبارک طلعت" |
| ۱۳۵۵ھ | ۱۳۵۵ھ | ۱۳۵۵ھ |

## ✤ خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس ۲۷ سے زیادہ حضرات کو خرقہ خلافت سے نوازا۔ چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱- حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ عیدگاہ راولپنڈی (م-1961ء)
۲- حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ موہری شریف ضلع گجرات (م-1965ء)
۳- حضرت مولانا قاضی عالم الدین رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی (مدفون بڑا قبرستان گوجرانوالہ)
۴- حضرت علامہ مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ (م-1951ء)

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- طریقہ عالیہ نقشبندیہ دوسرے طریقوں پر اس لیے فضیلت رکھتا ہے کہ اس میں سنت کا اتباع ہے اور بدعت سے اجتناب ہے اور اس کی بناء شیخ کی محبت اور صحبت پر ہے۔
۲- دعا مانگنا اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ ہے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔
۳- امراضِ قلبی میں سے دو امراض اس قسم کے ہیں جو تمام امراض کی جڑ ہیں۔ اگر ان کا علاج ہو جائے تو باقی تمام امراض دور ہو جاتے ہیں۔ ایک خود بینی دوسرا بد بینی۔

Scanned with CamScanner

# (۳۵)

# حضرت خواجہ صوفی
# محمد نواب الدین موہروی رحمۃ اللہ علیہ



## ۳۵-آفتابِ ولایت، قطب الاقطاب، غوث زماں، خواجۂ خواجگان الحاج حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین موہروی رحمۃ اللہ علیہ

✤ ولادت: ۱۳۱۹ھ/1901ء .......... موضع کھمباہ (ریاست جموں وکشمیر)

✤ وصال: ۱۳۸۵ھ/1965ء .......... موہری شریف (گجرات، پاکستان)

✤ نسبت باطنی: .......... حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم علیہ الرحمہ (راولپنڈی)

✤ مقام: .......... قطبِ ابدال

✤ تعارف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم مبارک بابا احمد دین علیہ الرحمہ تھا۔ آپ کی ولادت کے وقت بابا احمد دین علیہ الرحمہ سیر کرنے کیلئے جنگل میں گئے تھے۔ اچانک ایک شیر ظاہر ہوا اور اس نے اپنا سر ان کے قدموں میں رکھ دیا۔ بابا جی علیہ الرحمہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ واپسی پر راستے میں اس علاقے کے ایک مشہور مجذوب بزرگ نے بابا احمد دین علیہ الرحمہ کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک سعید وصالح فرزندِ ارجمند عطا فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہوگا۔ اور ایک جہان کو نورِ ایمان سے روشن کرے گا۔

آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔

✤ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ صفر المظفر ۱۳۱۹ھ بمطابق یکم فروری 1901ء بروز جمعۃ المبارک موضع کھمباہ (ریاست جموں وکشمیر) میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مبارک کے کچھ عرصہ بعد آپ کے والد ماجد بابا احمد دین علیہ الرحمہ موضع کھمباہ سے نقل مکانی کر کے ''موہری شریف'' (کھاریاں، پنجاب) میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ اور پھر شاہِ موہروی رحمۃ اللہ علیہ کے وجودِ مسعود سے ''موہری شریف'' کو جو عزت وشہرت ملی وہ

Scanned with CamScanner

محتاج بیان نہیں۔

چھ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ابدالِ زماں حضرت سیّد شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے ہوئی۔ جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی تربیت فرمائی۔ ولایت کے آثار صغرسنی سے ہی ظاہر ہونے لگے تھے۔

## ✤ بچپن اور کرامت:

بچپن ہی سے آپ علیہ الرحمہ سے کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔ جس زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ زیرِ تعلیم تھے۔ آپ کا قاعدہ بغیر جلد (BINDING) کے تھا۔ والدین سے جلد بنوانے کیلئے عرض کیا مگر کم فرصتی کی وجہ سے یہ کام نہ ہو سکا۔ جب دو تین دن گزر گئے تو خیال آیا کہ مجھے کوئی بھی جلد بنوا کر نہیں دیتا۔ اسی رات آپ نے ناراض ہو کر اپنا قاعدہ المارئی میں رکھ دیا۔ دوسری صبح جب آپ بیدار ہوئے تو اس قاعدہ کو بڑی شاندار جلد سے مزین پایا۔ والدین اور مدرسے کے سب لوگ بڑے حیران ہوئے۔

## ✤ شرفِ بیعت وفیضِ باطنی:

جب آپ کی عمر مبارک اُنتیس ۲۹ سال کی ہوئی تو 15۔ اپریل 1929ء کو "عیدگاہ" راولپنڈی حاضر ہو کر قطبِ دوراں آفتابِ عرفان حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالکریم علیہ الرحمہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور نو ماہ تک حاضر خدمت رہ کر منازل سلوک طے کیں۔ اسی خدمت کے عوض آپ رحمۃ اللہ علیہ 7۔ مارچ 1931ء میں خلعتِ خلافت سے نوازے گئے اور مرشد کامل کی طرف سے خلقِ خدا کی روحانی راہنمائی کا حکم ملا۔ اور فرمایا! "بیٹا! تمہارا دوست میرا دوست، تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور جہاں تم رہو گے وہاں میں ہوں گا۔ تمہاری اور میری توجہ میں کوئی فرق نہ ہوگا"۔

مَن تُو شُدم تُو مَن شُدی مَن تن شدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تُو دیگری!

(میں تُو ہو جاؤں اور تُو میں ہو جائے۔ میں جسم بن جاؤں تُو جان بن جائے۔ تاکہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہے تُو اور ہے اور میں اور ہوں۔)

خلافت ملنے کے بعد حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمہ نے برصغیر پاک و ہند کا



تبلیغی و روحانی سفر شروع کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ جو بھی آپ کی پاکیزہ روحانی مجلس میں آتا تھا' اٹھنے کا نام نہ لیتا۔ پاکستان کے طول وعرض اور اطراف و اکناف سے لوگ جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ عقیدت سے وابستہ ہونے لگے۔

سفرِ حج مبارک کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ کو بہت وسعت نصیب ہوئی اور پاکستان کے علاوہ کابل' قندھار' غزنی' ہرات' ترکستان' مزار شریف' بلادِ عرب' عراق' ایران اور خراسان وغیرہ میں بھی آپ کے لاکھوں مرید موجود ہیں۔

## ✤ حج بیت اللہ شریف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۷۵ھ/ 1956ء میں بذریعہ ٹرانسپورٹ حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لے گئے۔ جوں جوں مکہ معظمہ نزدیک آتا جا رہا تھا۔ طبیعت میں رقت بڑھتی جا رہی تھی۔ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی لطافت بڑھنے لگی اور لطائف اپنے اپنے مقام پر جگمگ جگمگ کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک لطیفہ کا نور علیحدہ علیحدہ مشاہدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقت کعبہ سے آگاہی نصیب فرمائی۔ چار بار وجود تبدیل ہو چکا تو معلوم ہوتا رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے ہیں۔ جب پانچواں وجود ملا تو حقیقت کعبہ' حقیقت دل سے مل گئی اور معلوم ہوا کہ کعبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طواف کر رہا ہے۔ کعبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آدمی کی شکل میں ملا اور بغلگیر ہوا۔ سبحان اللہ!

طواف سے فارغ ہو کر جب آپ میدانِ عرفات میں پہنچے تو نمازِ ظہر کے بعد استراحت کیلئے لیٹ گئے۔ خواب میں زیارتِ رسولِ مقبول ﷺ ہوئی اور دیکھا کہ آپ ﷺ مع انبیاء کرام و اولیاء عظام جبل رحمت پر تشریف فرما ہیں۔ محسنِ انسانیت ﷺ نے فرمایا: "نواب الدین! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غوثیت اور قطبیت مبارک ہو۔ جہان تمہارے دم سے زندہ ہے۔"

اس سال سب حاجیوں کا حج تمہار ذریعہ سے قبول ہوا ہے۔ سبحان اللہ! کیا شانِ ولی ہے!

## ✤ دربار رسول مقبول ﷺ پر حاضری:

مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ پہنچے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "گنبدِ

Scanned with CamScanner

خضریٰ'' پر نظر پڑتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ جب آپ روضۂ اطہر کے قریب پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت دیدنی تھی۔ زبان سے درود وسلام کے نذرانے پیش کیے جا رہے تھے اور دل و دماغ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ آنکھوں سے آنسو لگاتار بہہ رہے تھے۔ اسی دیوانگی اور وارفتگی کے عالم میں روضۂ اطہر کے قریب پہنچے تو آقائے نامدار ﷺ نے بڑی محبت و شفقت سے ''مرحبا اھلاً و سھلاً'' فرمایا۔

قبلہ عالم حضرت خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے نور سے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی صحت کروائی اور لطائفِ خمسہ منور کروائے اور پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری شریعت کو تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اور ان کی شریعتوں پر فضیلت دی ہے اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو دیگر ائمہ پر اور طریقت میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو دیگر ائمہ طریقت اور سلسلوں پر فضیلت دی ہے۔ یہی سیدھا راستہ اور مضبوط کڑا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نورانی خلعت پہنائی گئی اور ارشاد ہوا کہ پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ عیسوی المشرب تھے اب محمدی ﷺ المشرب ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سخت جذبہ وارد ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ چار گھنٹے متواتر مغلوب الحال رہے۔

## ✤ عبادت و ریاضت:

آپ نے اپنی تمام زندگی عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ اور آپ کی تمام زندگی زہد و تقویٰ اور عشق و محبت سے عبارت ہے۔ پنجگانہ نمازِ باجماعت کے علاوہ نمازِ اشراق، نمازِ چاشت، نمازِ اوابین اور صلوٰۃ التسبیح سے بھی خاص رغبت تھی۔ ''حزب البحر''، ''ختم خواجگان''، صبح و شام مراقبہ اور قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں شامل تھی۔ رمضان المبارک کا پورا مہینہ آپ جامع مسجد میں معتکف رہتے تھے۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہر فعل سنتِ نبوی ﷺ کا آئینہ دار تھا۔ عشقِ رسول مقبول ﷺ آپ کا سرمایہ حیات تھا۔ اپنے ہر فعل کے متعلق یہ دریافت کرنے کی کوشش کرتے کہ یہ فعل سرورِ کائنات ﷺ نے کیسے کیا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے



## ✤ کرامات بابرکات:

حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمہ سے کرامات کا بہت زیادہ ظہور ہوا۔ ہم تبرکاً چند ایک کرامات برائے تقویتِ یقین ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

مستری عزیز الدین مقیم کاچھوپورہ لاہور، کا چھوٹا بھائی آپ کی غلامی میں داخل ہونے کے کچھ عرصہ بعد بیمار ہوگیا۔ اور حالتِ مرض میں اکثر کہتا رہتا تھا کہ حضرت صاحب (خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ) اکثر اوقات میرے سامنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب اس کا وقتِ وصال آیا تو حضرت مولانا علی احمد صاحب مرحوم اور مستری عزیز الدین صاحب اس کے پاس موجود تھے۔ چنانچہ وہ یکا یک کہنے لگا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں اور ایک عظیم الشان تخت پر جلوہ افروز ہیں اور جنت کا نظارہ میرے پیش نظر ہے۔ چنانچہ اس کا قلب ذکر پر جاری تھا اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھا اور جاں بحق ہوا۔

راجہ کریم داد خان ولد لال خان سکنہ بستوٹ (ضلع راولپنڈی) بیان کرتے ہیں کہ میں 1940ء کی جنگ میں شامل تھا۔ جہاز پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ افواجِ جرمنی کی طرف گولہ باری شروع ہوئی اور ایک گولہ ہمارے جہاز کے ایک کنارے پر پڑا جس سے ہمارا جہاز اس طرف سے جھک گیا۔ ہم نے سمجھا کہ موت آ گئی لیکن ساتھ ہی اپنے شیخ و مرشد کا خیال آیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبلۂ عالم جناب حضرت خواجہ صوفی نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سطح سمندر پر تشریف لا رہے ہیں اور جس طرف سے جہاز جھک گیا تھا اس طرف سے جہاز کو کندھا دے کر سیدھا کر دیا، اور ہم صحیح سلامت کنارے پر پہنچ گئے۔ سبحان اللہ!

## ✤ وفاتِ حسرت آیات:

آپ کی وفات حسرتِ آیات ۱۲- ربیع الاول ۱۳۸۵ھ بمطابق 12۔ جولائی 1965ء بروز پیر دن کے وقت (کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے) ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آخری آرام گاہ ''موہری شریف'' (کھاریاں) بنی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار مرجع خاص و عام ہے۔

Scanned with CamScanner

ع ''خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را''

لے مزارِ اقدس پر یہ اشعار کندہ ہیں:

عندلیب گلشن رمزِ نہاں
مرشدم نواب دین غوث زماں
مظہر انوار ھو فانی نہ شد
تو تجلی نقشبند ضوفشاں

## ✤ مادہ تاریخِ رحلت:

۱-''سلطان العلماء پیر موہری شریف'' ۱۳۸۵ھ

۲-غوث مہتدیٰ'' ۱۳۸۵ھ

## ✤ ارشاداتِ قدسیہ:

۱- سب سے بڑی کرامت سنتِ رسول مقبول ﷺ کی پیروی ہے۔

۲- کرامت کی خواہش نہ کر بلکہ خود کارآمد بن۔

۳- اپنی قدر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری قدر کرے گا۔ قدر سے مراد یہ ہے کہ معمولی معمولی گناہوں پر اپنے آپ کو نہ بیچ دیا کرو۔

۴- استقامت حاصل کرو، تمہارا ہر کام کرامت بن جائے گا۔

۵- یادِ خدا سے کبھی غافل نہ ہو۔

۶- مجلس میں صفائی، پاکیزگی اور طہارت کو مدِ نظر رکھیں تاکہ حضورِ پُرنور ﷺ کی صحیح توجہ مبارک سے فیض یاب ہوں۔

۷- نفسِ امارہ کی مخالفت پر ڈٹے رہو۔

۸- دنیا میں جس کا کسی ولیٔ کامل سے تعلق نہیں، اس کو اطمینانِ قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔

۹- تاجدارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ کی سنت پر ہمیشہ قائم رہو۔

۱۰- اگر جلد ہی منازلِ تصوف طے کرنا چاہتے ہو تو مخلصین کے دلوں میں ڈیرے ڈال دو۔



## ✤ خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے حضرات کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔ لیکن جو مقام و مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید (ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ) رحمۃ اللہ علیہ کو ملا وہ دوسرے خلفاء کو نہ مل سکا۔

یہ تیرے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید (ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ) علیہ الرحمہ اقلیمِ روحانیت کے تاجدار تھے اور وحید العصر ولی اللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و مرشد نے آپ کیلئے خصوصی دعا فرمائی تھی جس کے اثر سے حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمہ آسمانِ شہرت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ہزاروں لاکھوں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔

نہ مَن بر آں عارض غزل سرائم و بس — کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

(ایک میں ہی اس گلِ رعنا کی تعریف نہیں کرتا۔ ہزاروں بلبلیں اس کی مدح سرائی کر رہی ہیں)

# (۳۶)

## حضرت الحاج خواجہ صوفی

# عبدالمجید صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ



### ۳۶۔ مجمع البحرین، خزینۃ العرفان، اوتادِ زماں، ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
### حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید صدیقی، نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

- ولادت: ۱۵۔ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ/1928ء.......... قلعہ سوبھا سنگھ (سیالکوٹ)
- وصال: ۲۳۔ربیع الاول ۱۴۱۱ھ/1990ء.......... مصری شاہ۔لاہور
- نسبتِ باطنی.......... قطب الاقطاب حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ
- القاب.......... ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، اوتادِ زماں
- مقام.......... مادرزاد ولی اللہ، مجمع البحرین
- نائب وسجادہ نشین.......... حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی رحمٰن آباد۔برکی۔لاہور کینٹ
- تعارف:

آپ کا نام نامی اسمِ گرامی عبدالمجید اور والد گرامی کا اسم مبارک مولوی حافظ محمد شفیع علیہ الرحمۃ بن مولوی حافظ ضیاءُ الدین علیہ الرحمۃ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین موہروی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل و اعظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اصلی طریقہ کے سختی سے پابند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عابد و زاہد، عارف و کامل اور صاحبِ احوال جلیلہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے یگانہ شیخ، ثانی علی ہجویری، علوم و معارف میں قدم راسخ اور احکام شرعیہ میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ درجہ ولایت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مقام کے حامل تھے۔ آپ اپنے وقت میں طالبانِ طریقت کے مرجع تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عالمِ اجل، فاضل بے بدل اور عارف باکمال تھے۔

لا ریب ہے مشائخ عصر کا اعتراف
داتا کی اس نگری میں تو طریقت کا راج ہے

باطنی تصرف کا یہ عالم تھا کہ علماء اور فضلاء عصر بھی آپ ؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونا فخر محسوس کرتے تھے۔ حالانکہ آپ اپنے حالات کے اخفاء میں بہت سعی فرماتے تھے۔ لیکن بقول کسے۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

## ✤ نقل مکانی از ریاست جموں وکشمیر:

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید ؒ کے پردادا جناب مولوی حافظ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ "اننت ناگ[1]" (کشمیر) سے ہجرت فرما کر موجودہ پاکستان تشریف لائے اور قلعہ سوبھا سنگھ (ضلع سیالکوٹ) میں سکونت اختیار کر لی اور پھر یہیں کے ہی ہو کر رہ گئے۔

ہے ترکِ وطن سنتِ محبوب ﷺ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

مولوی حافظ عبدالعزیز ؒ نے یہاں (قلعہ سوبھا سنگھ میں) ایک کنواں لگایا، مدرسہ اور مسجد بھی بنوائی۔ اللہ کے فضل وکرم سے یہ مسجد ومدرسہ آج بھی آباد ہے۔

## ✤ حسب ونسب:

آپ ؒ صدیقی ؓ النسب ہیں یعنی آپ خلیفۃ الرسول ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ ؒ کی والدہ ماجدہ سادات خاندان سے تھیں۔ آپ ؒ کے والد ماجد مولوی حافظ محمد شفیع علیہ الرحمۃ اعاظم اتقیاء سے تھے۔ اور آپ کے جد امجد مولوی حافظ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی ؒ کے مرید خاص تھے۔ آپ ؒ کے علاوہ آپ ؒ کے چھ بھائی اور تھے اور آپ اپنے والدِ ماجد کے فرزند دوم تھے۔ آپ ؒ کی چار ہمشیران (بہنیں) بھی تھیں۔

یاد رہے کہ...... آپ ؒ کے خاندان کو دس پشتوں تک مسلسل حافظِ قرآن و عالمِ دین ہونے کا شرف حاصل ہے۔

---

[1] اننت ناگ کا موجودہ نام "اسلام آباد" ہے۔ (کیفی)



ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولوی حافظ محمد شفیع علیہ الرحمۃ (آپ ؒ کے والد ماجد) کچھ عرصہ جامع مسجد "شیرانوالہ دروازہ" لاہور میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ کے ساتھ درسِ قرآن دینے کی سعادت حاصل کرتے رہے اور طالبانِ حق کو رشد وہدایت سے نوازتے رہے۔

ہر کجا چشمۂ شیریں بود
مردم و مرغ و مور گرد آئند

## ✤ بشارت قبل از ولادت:

آپ ؒ کی پیدائش سے پہلے آپ ؒ کے والد ماجد مولوی حافظ محمد شفیع علیہ الرحمۃ کو خواب میں بشارت دی گئی کہ آپ کے ہاں ایک ولی اللہ پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو روزِ اول ہی سے دین کی خدمت کیلئے چن لیا ہے اور اس سے طریقت وشریعت کو فروغ ہوگا۔ یہ عجائبِ روزگار اور صاحبِ معارف واسرار ہوگا اور خلقت کی کثیر تعداد اس سے فیض یاب ہوگی۔

## ✤ ولادت باسعادت:

لکھ اے قلم خوشی سے ولادت جناب کی
ثانی علی ہجویری ؒ شاہِ ولایت مآب کی

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی مجددی قدس سرہ بروز شنبہ (ہفتہ یوم السبت) غالباً ۱۵- ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق یکم اکتوبر 1928ء کو عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش واہلہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ (موجودہ) پاکستان میں ہوئی۔

آپ ؒ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے رشد وہدایت اور فضائل وولایت کے آثار اور انوارِ الٰہی آپ کے چہرہ مبارک اور پیشانی سے ظاہر وآشکارا تھے۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

## ✤ تحصیل علوم ظاہری:

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ ؒ نے ۱۳۶۲ھ / 1943ء میں میٹرک

Scanned with CamScanner

(MATRIC) کا امتحان درجہ اول (FIRST DIVISION) میں پاس کیا۔ ظاہری تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کو دینی تعلیم کے حصول کا بھی بہت شوق تھا۔ لہٰذا فراغت کے اوقات میں خصوصاً بعد از نماز عشاء آپ رحمۃ اللہ علیہ ''جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ'' چوک مصری شاہ۔ لاہور میں مولوی حافظ حبیب اللہ علیہ الرحمۃ بن مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن میں شامل ہوتے رہے۔ اور استاذِ محترم کے ساتھ ایسا دلی لگاؤ اور محبت تھی کہ درسِ قرآن سے فراغت کے بعد تنہا بھی درس قرآن لیا کرتے تھے۔

## ✤ ملازمت:

آپ نے پاکستان ریلوے (لاہور) میں ملازمت بھی اختیار فرمائی تھی لیکن چند ماہ بعد ہی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا۔

## ✤ پابندیٔ نماز:

بچپن ہی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کی پابندی فرماتے تھے اور سر مبارک پر ترکی کلاہ پہنتے تھے۔ اگر کبھی کھیل میں ساتھیوں کے ساتھ مشغول ہو جاتے تو یونہی اذان کی آواز سنتے وہیں کھیل چھوڑ کر نماز کیلئے قریبی مسجد میں تشریف لے جاتے۔ طبع سلیم ابتدا ہی سے تقویٰ و طہارت کی طرف مائل تھی۔

## ✤ عطیۂ خداوندی:

دوران تعلیم آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ساتھی پروفیسر عبدالسلام نے ایک دفعہ آسمان سے ایک الائچی اور ایک بادام نیچے آتا ہوا دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی (عبدالسلام) دونوں ان چیزوں کو آسمان سے نیچے آتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ یہ دونوں چیزیں (الائچی اور بادام) آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی کے قریب آ گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے الائچی کو پکڑ لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوست پروفیسر عبدالسلام نے بادام کو پکڑ لیا۔

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز!
جگر پُر خوں، نفس روشن، نگہ تیز

## ✤ شرفِ بیعت:

ذیقعد ۱۳۶۲ھ/ 1943ء میں آپ کو خواجہ خواجگان حضرت الحاج صوفی نواب الدین



موہروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ مرشد کامل کی زیارت ہونا بڑے نصیب کی بات ہے۔ وہ آدمی بڑا خوش نصیب ہوتا ہے جس کو ''فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' شیخ مل جائے اور پھر وہ اس کی محبت اور راہنمائی میں تمام منزلیں طے کرتا ہوا ''بقاباللہ'' کی منزل حاصل کرے۔ کاروانِ عشق و مستی کے امیر اور حکیم الحکماء مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

پیر کامل صورت ظلِ الٰہ
یعنی دید پیر، دید کبریا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی دنیا بدل چکی تھی۔ عشق اپنا جال بچھا چکا تھا۔ مرشدِ باکمال کی نگاہِ کرم اپنا کام کر چکی تھی۔

دل سے تیری نگاہ جگر تک اُتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

آپ نے چند دن بڑی بے قراری میں گزار۔ آخر ۵۔ ذوالحجہ ۱۳۶۲ھ بمطابق 13۔ دسمبر 1943ء کو ''موہری شریف'' (کھاریاں) ''مکیدہ نوابی رحمۃ اللہ علیہ'' پر حاضر خدمت ہو کر حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین موہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حلقۂ ارادت میں آتے ہی آپ کی قلبی کیفیت بدل گئی۔ ''میخانۂ مرشد'' سے ایک لازوال نشہ اور سرشاری عطا ہوئی اور چشمِ ساقی نے ایسا مست کیا کہ۔

مٹا دیا میرے ساقی نے عالمِ مَن و تُو
پلا کے مجھ کو مئے لا الٰہ الّا ھُوَ

آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بے حد جذبہ و مستی طاری ہوئی۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ طالبِ صادق تھے۔ اس لیے مرشدِ کامل کی برتی توجہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کام بہت جلد بنا دیا۔ آپ کے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ بھڑک اُٹھی جس نے ''ماسویٰ اللہ'' کو جلا کر راکھ کر دیا۔ یہ سب کچھ مرشدِ کامل کا کمال تھا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الف اللہ چنبے دی بُوٹی میرے مَن وچ مرشد لائی ہُو
نفی اثبات دا پانی مِلیا ہر رَگے ہر جائی ہُو

Scanned with CamScanner

اندر بُوٹی مشک مچایا جاں پھُلّن تے آئی ہُو
جیوے مرشد کامل باہو جس ایہہ بُوٹی لائی ہُو

قطب الارشاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زاں روی کہ چشم تست احول — معبود تُو ، پیرِ تست اوّل

ترجمہ: ''چونکہ تیری نظر اوّل میں احول (ایک کو دیکھنے والی) ہے اس لیے اوّلاً تیرا قبلہ گاہ تیرا پیر و مرشد ہے''۔ (مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۲۳)

دیدارِ جمالِ یار میں کیا اِستغراق تھا اور کیا لذت تھی کہ دسمبر 1943ء سے مارچ 1944ء کا وقت ان تجلیات میں محو ہو کر ایک لمحہ کی طرح گزر گیا۔ تا آنکہ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ/ اپریل 1944ء کو سالانہ عرس مبارک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر خدمت اور رضا طلبی کے جذبات اس قدر موجزن تھے کہ جو کام خدمت کا دیکھتے اس کو کرنا اپنی سعادت سمجھتے۔ کیونکہ پیر و مُرشد کی خدمت سے ہی سب کچھ ملتا ہے۔

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد
ہر کہ خود را دید اُو محروم شد

دربارِ عالیہ موہری شریف (کھاریاں) سے رخصت کے وقت صوفی شیر حسن مرحوم نے خدماتِ عرس کی بنا پر حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد باکمال فرمانے لگے'' یہ (مولوی عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ) میرے دل میں گھوم رہا ہے''۔ اور اپنی ایک مستعمل کلاہ مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاجِ شاہانہ'' سمجھ کر پہن لیا۔

یہی آئینِ قدرت ہے یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن ، محبوبِ فطرت ہے

یاد رہے کہ...... آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و مرشد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شفقت اور پیار و محبت سے'' مولوی عبدالمجید'' کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین موہروی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اور بھی القابات سے نوازا گیا۔ جن کی تفصیل آگے آئے گی۔ (انشاء اللہ) تسلیم و رضا کا پیکر بن جانے کے بعد ہی مرید باصفا کو یہ منصب حاصل ہو سکتا ہے۔ محبت کا دل باتوں سے نہیں جیتا جا سکتا۔ بہت سے صحراؤں اور



بیابانوں کی خاک چھاننا پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر شرفِ قبولیت نصیب ہوتی ہے۔

وہی ہے صاحبِ اِمروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

## ✤ صحبت شیخ اور قیام موہری شریف:

جذبہ و ذوق بے قرار کئے ہوئے تھا کہ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ/ مئی 1944ء کو سترہ سال کی عمر میں (جو عنفوانِ شباب کا زمانہ ہوتا ہے) لاہور جیسے مقام سے جہاں زندگی کی تمام آسائشیں حاصل تھیں؛ چھوڑ چھاڑ کر دربارِ عالیہ موہری شریف (کھاریاں) اپنے شیخ و مرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔

مینوں مُڑنا ہویا محال
میں رہساں مُرشد نال

یاد رہے کہ...... موہری شریف اس وقت نہ یہ کہ دیہات بلکہ جنگل کا سا ایک مقام تھا۔ جہاں پانی و بجلی کی آسائشیں تو درکار گرمی سے سر چھپانے کی کوئی جگہ بھی نہ تھی اور سخت سے سخت مشقت بھی ساتھ ساتھ تھی۔ لیکن ذوق و مستی کا یہ حال تھا کہ جو وجود مسعود لاہور کے آباد بازاروں سے سودا سلف لانے کی تکلیف سے بھی ناآشنا تھا وہ بڑے سے بڑے مشکل کام کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے اور نہ کبھی تھکاوٹ محسوس کرتے تھے۔ محبوب کی محبت بھی بڑی چیز ہے۔

بزمِ ہستی میں ہمیں لائی ہے چاہت تیری
تُو نہ اس بزم میں ہوتا تو نہ آتے ہم بھی

## ✤ موہری شریف:

دربارِ عالیہ موہرویہ شریف' موہری شریف گاؤں سے دو ۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دربار شریف میں اس وقت کوئی عمارت نہ تھی۔ ایک بے آب و گیاہ چٹیل میدان تھا اور صرف ایک بیری کا درخت تھا۔ بیری کے درخت کو ''سدرۃ المنتہیٰ'' کا درجہ حاصل ہے اور یہاں دربار شریف میں عمارت کے قائم مقام ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سردیاں گرمیاں اسی بیری کے درخت کے نیچے گزرتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے مرشدِ کامل کے پاس موہری شریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے وہاں (موہری شریف میں) اپنی رحمتوں اور برکتوں کی

Scanned with CamScanner

برسات کر دی۔

ساقی تیرا کرم ہے کہ مئے قلب و نگاہ میں
پہلے کچھ اور تھی مگر اب روشنی ہے اور

## ✤ غار کی کھدائی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد کے آرام واستراحت کیلئے دربار شریف کے ساتھ ایک غار خود اپنے مبارک ہاتھوں سے کھودی تھی۔ یہ غار اتنی کشادہ تھی کہ چند دوست وہاں بیٹھ سکتے تھے۔ ابتدا میں ختم خواجگان اور مجلس ذکر اس غار میں ہوتی تھی۔ یاد رہے کہ...... اس غار کے نشانات ابھی تک وہاں (موہری شریف میں) موجود ہیں اور اللہ کے بندوں کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

جو نفس کشی کرے وہی غازی ہے
یہ بازی طفلاں نہیں جانبازی ہے

دربار شریف سے ایک میل کے فاصلے پر ایک پہی (چھوٹی پہاڑی) پر ایک چشمہ نما کنواں تھا۔ یہ کنواں تو بہت گہرا تھا لیکن پانی کا یہ حال تھا کہ اگر ایک دو گھڑے (مٹکے) پانی کے اس کنویں سے بھر لیے جاتے تو پانی ختم ہو جاتا تھا۔ یعنی پانی کنوئیں کے اندر رس رس کر جمع ہوتا تھا۔ عام کنوؤں کی طرح پانی سے ہر وقت بھرا ہوا نہیں رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس رسے (ROPE) کے ساتھ جس کے ساتھ بوکہ (پانی نکالنے کا ڈول) بندھا ہوا ہوتا تھا' لٹک کر اس گہرے کنوئیں میں اُتر جاتے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے پانی اکٹھا کر کے ڈول میں ڈالتے تھے اور جب ڈول بھر جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کنوئیں کے اندر سے باہر والے ساتھی کو آواز دیتے تو وہ ڈول کو کھینچ کر گھڑے میں ڈالتا۔ جب تک گھڑا بھر نہیں جاتا تا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس گہرے اور تاریک کنوئیں میں ہی رہتے۔ گھڑا بھر جانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ ڈول والے رسے کو پکڑ لیتے' اس سے لٹک کر باہر آ جاتے تھے۔ جس طرح رسے سے لٹک کر کنوئیں میں اترتے تھے۔

سبحان اللہ! کس قدر مشکل اور جان جوکھوں کا کام تھا جو ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ صرف اپنے پیرومرشد کی محبت میں مست ہو کر کیے جا رہے تھے۔



تیری نگاہِ ناز نے مست مجھے بنا دیا
فرش سے لے کر عرش تک سارا جہاں دکھا دیا

قارئین باتمکین! جس رسے (ROPE) کے ساتھ لٹک کر ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اُس تاریک اور گہرے کنوئیں میں اترتے تھے وہ رسہ ٹوٹ بھی سکتا تھا' کنوئیں کے اندر کوئی زہریلا جانور کاٹ بھی سکتا تھا' اور کوئی حادثہ بھی پیش آ سکتا تھا لیکن محبوب کی جلوہ طرازیوں نے ایسا مدہوش کیا کہ کچھ اور خبر نہ رہی۔ صرف اور صرف رضائے محبوب' سبحان اللہ! کیا شان ہے!

عالم سے بے خبر بھی ہوں عالم میں بھی ہوں
ساقی نے اس مقام کو آساں بنا دیا!

آپ رحمۃ اللہ علیہ دو۲ گھڑے پانی سے بھر کر کنوئیں سے دربار شریف تک لاتے تھے۔ دو گھڑے پانی لانے کیلئے دو۲ میل کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سفر طے کرنا پڑتا تھا اور پھر یہ دو۲ گھڑے مزید کنوئیں سے بھر کر مرشد خانہ تک پہنچاتے تھے۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ دربار شریف سے موہری شریف گاؤں دو۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یوں آپ کو کل چار میل کا سفر روزانہ طے کرنا پڑتا تھا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہمت کو لوہا کر کے کمال عزم واستقلال سے حالات کا مقابلہ کیا۔ اور منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے کسی پریشانی کو خاطر میں نہ لائے اور نہ کبھی تھکاوٹ محسوس کی۔

شاہیں کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا     پُر دَم ہے اگر تُو تو نہیں خطرۂ اُفتاد!

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظم ''محبت'' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ پوری کائنات بس ''عشق ومحبت'' کے دم قدم سے ہی آباد ہے۔ یہ عشق کا جذبہ ہی ہے جو دل کو سوز و گداز سے لذت آشنا کرتا ہے اور یہ سوز و گداز روحانی زندگی کی جان ہے۔ اسی لیے روح پرور نغمے ابھرتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حضور ان الفاظ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اُس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

Scanned with CamScanner

## ✤ قیامِ موہری شریف اور سنتِ انبیاء علیہم السلام:

محنت مزدوری کرنا سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ اصحابِ صُفّہ کے متعلق بھی یہ روایت ملتی ہے کہ ان میں سے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دن بھر محنت مزدوری کرتے اور رات کو شمع رسالت ﷺ سے علم کی روشنی حاصل کرتے۔ یہ سعادت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں بھی آئی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے پاس موہری شریف حاضر خدمت ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشدِ کامل کے گھر کے حالات کا مشاہدہ فرمایا۔ اور حالات کا رخ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ سے اجازت لے کر کھاریاں تشریف لے جاتے اور سارا دن مزدوری کرتے۔ جو رقم بطورِ اُجرت ملتی اس میں سے کچھ تو گھر کا سودا سلف خریدنے میں خرچ کر دیتے اور رقم باقی بچ جاتی وہ واپس لا کر مرشدِ باکمال کی نذر کر دیتے۔ سبحان اللہ۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

## ✤ سنتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ باکمال حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ دربار شریف تشریف لائے تو بارش ہو رہی تھی اس لیے مرشد کامل نے غار میں قیام فرما لیا۔ رات کا وقت تھا۔ اس لیے غار کے اندر ہی محوِ خواب ہو گئے۔ اور ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کامل کو دبانا شروع کر دیا۔ اچانک بجلی کی چمک پیدا ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک سانپ غار کی طرف چلا آ رہا ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ باکمال آرام فرما رہے تھے۔ اس لیے آپ نے ان کے آرام میں خلل ڈالنا پسند نہ کیا اور بڑی حکمتِ عملی سے کام لیتے ہوئے ایک ہاتھ سے اپنے مرشد کو دباتے رہے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے مرشد کا عصا مبارک لے کر زمین پر مارتے رہے تاکہ سانپ اگر میرے مرشد کی طرف آئے تو عصا کی ضرب سے ہلاک ہو جائے۔ سبحان اللہ! اتنی بڑی سخت آزمائش اور خطرات کے باوجود اپنے شیخ و مرشد کے آرام میں خلل نہ آنے دیا۔ حکیم الامت شاعرِ مشرق حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

عشق کی لذت مگر خطروں کی جاں کاہی میں ہے

تا آنکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ باکمال حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ بیدار



ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی صاحب! چراغ جلاؤ۔ جب آپ نے چراغ جلایا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ سانپ عصا کی زد میں آ کر ہلاک ہو چکا ہے کیونکہ عصا کی ضربیں اس کے سر پر پڑیں تھیں۔

محبت اک سمندر ہے وہ بھی اتنا بسیط
کہ اس میں کوئی تصور نہیں کنارے کا

حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ نے ازراہِ مزاح فرمایا کہ ”سانپ تو مر گیا ہے لیکن یہ ضرور کہتا ہوگا کہ مجھے کس اَن پڑھ نے مارا ہے!“ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا یا حضرت! کیا سانپ مارنے کا بھی کوئی علم ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد باکمال نے ارشاد فرمایا ”ہاں“ ہوتا ہے۔ دوسرے دن مجلس میں حضرت خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کل جو کہا تھا کہ سانپ کے سر میں زہر ہوتا ہے اگر سانپ کا سر کچل دیا جائے تو سانپ کا باقی وجود بے ضرر ہوتا ہے۔ اس سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ نفسِ انسانی کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بمنزلہ سانپ کے ہے اور تکبر اس کا سر ہے اور جس نے اس کے سر کو کچل دیا تو بقیہ وجود نقصان نہیں دے گا۔

دل کے بگاڑنے سے بگڑتا ہے آدمی
جس نے اسے سنبھال لیا، وہ سنبھل گیا

## ✤ رفیقِ غار:

غار کے اندر سانپ والا معاملہ رحمتِ عالم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ صدیقی المنسب تھے اس لیے غار میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سنتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی سعادت بھی حاصل ہوگئی۔ سبحان اللہ! زہے نصیب۔

رہبرِ خلق بن گئے جو تیری راہ پر چلے    نازشِ کائنات ہیں تیرے غلام سب کے سب

## ✤ مالی ایثار اور دوہری سنتِ صدیقی رضی اللہ عنہ:

جنگ تبوک کے موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا اثاثہ لا کر رسولِ مقبول محبوبِ کائنات ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا تھا اور جب آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا صدیق رضی اللہ عنہ! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں اللہ اور اس کا رسول ﷺ باقی چھوڑ آیا ہوں۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

حسن کامل ہے ترا  عشق ہے کامل مرا

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید ؒ نے بھی دو دفعہ سنتِ صدیق اکبر ؓ کا دوہرا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ ؒ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نسب کے لحاظ سے صدیقی ہوں اور نسبت کے لحاظ سے بھی صدیقی ہوں اس لیے مجھے یہ شرف دو دفعہ حاصل ہوا ہے۔

جہانِ آرزو میں دلربا تجھ سا نہیں پایا  جہاں تیرا قدم دیکھا وہیں نقش جبیں پایا

## ❁ فیضانِ صحبتِ مرشد:

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے غار ثور میں محبوب ﷺ ربّ ذوالجلال کی صحبت کا وہ شرف حاصل کیا جو اور کسی کے حصہ میں نہیں آسکا۔ آقائے دو جہان ﷺ نے اپنے غلام پر وہ توجہ فرمائی کہ ایک وقت ایسا آیا جب آقا ﷺ اور غلام ؓ کی پہچان مشکل ہوگئی۔ محسنِ انسانیت ﷺ جب صدیق اکبر ؓ کے ساتھ غارِ ثور سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ محبوب ﷺ اور محب ؓ آقا ﷺ اور غلام ؓ کو پہچاننے میں دشواری محسوس کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اپنے آقا ﷺ پر اپنے رومال سے سایہ کر دیا تاکہ آقا ﷺ کی پہچان ہو سکے اور اہلِ مدینہ پہچان لیں کہ یہ ہمارے آقا رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں۔

اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

سیدی مرشدی ثانی علی ہجویری ؒ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید ؒ نے بھی اپنے مرشدِ باکمال سے غار میں خصوصی فیض حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ جو صحبت مرشد آپ ؒ کو نصیب ہوئی وہ اور کسی کے حصہ میں نہ آسکی۔ اسی صحبتِ مرشد اور خصوصی توجہ سے آپ ؒ "ثانی علی ہجویری ؒ اور اُستادِ زماں" کے بلند مراتب پر فائز ہوئے اور سنتِ صدیق اکبر ؓ سے بھی مشرف ہوئے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست  تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

## ❁ قیامِ موہری شریف کے دوران واقعات:

اب ہم چند واقعات تبرکاً سیّدی مرشدی ثانی علی ہجویری ؒ حضرت خواجہ عبدالمجید قدس



سرہٗ کی زبانِ مبارک سے ہدیہ قارئین کرتے ہیں جو سالکین کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔

۱- قیامِ موہری شریف کے چند روز بعد شیخ علیہ الرحمۃ نے پوچھا "مولوی صاحب! کتنے روز یہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہے؟ یہ سوال اپنے اندر بے شمار رخ رکھتا تھا۔ خیال آیا کہ اگر کہتا ہوں اتنے دن' اتنے ہفتے' یا اتنے سال' تو اپنی مرضی ہوئی اور پھر اس بات کی بھی غمازی ہوئی کہ کوئی مقصد ہے جس کو پورا کرنے کے بعد چلا جاؤں گا۔ لیکن اس میں زیادہ وقت نہ لگا اور عرض کیا حضور! اب انشاء اللہ میری قبر بھی یہیں ہوگی۔ یہ برجستہ جواب سن کر شیخ علیہ الرحمۃ جھوم اُٹھے اور وجدانی کیفیت میں میاں محمد بخش ؒ کے کچھ اشعار پڑھنے لگے۔ جن میں سے صرف ایک یاد ہے۔

مردا ہمت ہار نہ مولے مت کوئی کہے نمردا
جس چیزدی لوڑ اے او پائی باجھ نہیں مردا

اب کبھی سوچتا ہوں کہ وہ کیا ہی عجیب دور تھا گو پیری مریدی کے تمام آداب و معمولات سے بے خبر تھا۔ اور نہ ہی کبھی اس پر کوئی کتاب نظر سے گزری تھی لیکن بفضلِ خدا ہر قدم ایسی پختگی سے اٹھتا اور حسنِ آداب کی ایسی توفیق ملی کہ تھوڑے ہی دنوں میں شیخ کی بے پناہ شفقتوں اور خصوصی توجہات کا مرکز بن گیا۔

۲- حضرت مولانا علی احمد صاحب (علیہ الرحمۃ) ایک مرتبہ موہری شریف حاضر ہوئے تو شیخ علیہ الرحمۃ ان سے فرمانے لگے کہ "فقیر آج کل پوری ہمت سے مولوی عبدالمجید کی طرف متوجہ ہے اور یہ بات ان کو بتا دیں"۔ عجیب معاملہ ہے کہ میں جانتا تھا کہ کوئی علم نہیں جسے سیکھنے آیا ہوں' کوئی فن نہیں جس کو جاننے آیا ہوں' کوئی منصب نہیں جس کو حاصل کرنے آیا ہوں' بس ایک محویت تھی اور احساس تھا کہ شیخ کامل مل گیا گویا خدا اور خدا کا رسول ﷺ مل گیا۔ اسی ذوق میں سخت سے سخت محنت کے کام بھی کرتا اور رضا طلبی کا شوق بعض اوقات جان تک کو خطرے میں ڈال دیتا اور یہ جانتا کہ شیخ راضی ہوگیا تو گویا خدا اور خدا کے رسول مقبول ﷺ خوش ہوگئے۔

۳- ۱۳۶۸ھ/1948ء میں سخت گرمی کے موسم میں رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ ایک روز افطار کے وقت شیخ علیہ الرحمۃ نے برف کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ دوسرے روز ایک

Scanned with CamScanner

دوست گجرات کے کسی دیہات سے سائیکل لے کر آئے جو بڑی خستہ حالت کی تھی۔ سارا دن مشقت کا کام کرتے رہے۔ ظہر کے وقت خیال آیا اچھا ہو جو کھاریاں سے آج شیخ علیہ الرحمۃ کے لیے برف لائی جائے۔ سائیکل لے کر تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ سائیکل پنکچر ہو گئی۔ خیال آیا کہ چار میل کا سفر ہے سخت گرمی ہے واپس چلا جاؤں۔ لیکن دل میں خیال آیا کہ یہ تو شیوۂ مردانگی اور رسم عاشقی نہیں۔ اسی سائیکل کو کھینچتا ہوا کھاریاں بازار پہنچا۔ معلوم نہیں میں نے دکاندار کو کیا دیا اور اس نے کتنی برف دی۔ اٹھا کر سائیکل پر رکھی اور واپس چلا آیا۔ بارہا راستے میں ہمت نے جواب دیا۔ میں اس تصور سے کہ اگر یہ برف افطار سے پہلے حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچ جائے تو کتنے خوش ہوں گے۔ "وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا" کا نقشہ تھا کہ پانی کے تالاب پر پہنچ کر ہمت نے بالکل جواب دے دیا۔ میاں راجہ صاحب مرحوم اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے دوڑ کر مجھ سے سائیکل پکڑ لی اور برف شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا دی۔ گڑ کا شربت تیار تھا۔ اس میں برف ڈال کر سب نے روزہ افطار کیا۔ اتنے میں یہ فقیر بھی اس برآمدہ میں آ کر گر گیا جس کے اوپر شیخ علیہ الرحمۃ اور دیگر احباب تشریف فرما تھے۔ حضرت صاحب نے ایک پیالہ شربت مجھے بھیجا۔ پسینے سے شرابور تھکاوٹ سے جسم گداز تھا۔ لیکن شیخ علیہ الرحمۃ کے احترام کے لیے پی لیا۔ پیتے ہی سینے میں درد ہونے لگا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے حکم فرمایا کہ اوپر آ کر نماز پڑھاؤ۔ نماز سے فارغ ہو کر نیچے آ کر لیٹ گیا۔

۴۔ حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کے کپڑے دھونے کی سعادت بھی سالہا سال فقیر کو حاصل رہی اور جو بال مبارک قمیص کے ساتھ لگا ہوتا اس کو کہیں گرانے کی گستاخی نہ کرتا بلکہ منہ میں ڈال کر پانی پی لیتا تھا۔

۵۔ ایک روز "لنڈی کوتل" سے کچھ دوست آئے ہوئے تھے جن میں حاجی گل افضل خان بھی تھے۔ جن کے پاس ریوالور تھا۔ کھانا کھانے کے بعد ہڈیاں قریب پہاڑی پر ڈال دی گئیں تو ایک گیدڑ جو ہمسایہ راجہ غلام نبی صاحب کے کئی مرغ ہضم کر چکا تھا' وہ ہڈیوں



پر آیا۔ حضرت صاحب نے حاجی صاحب کا ریوالور لے کر اس کو نشانہ لگایا اور وہ وہیں گر گیا۔ وہ گیدڑ کیا تھا بھیڑیے کی طرح موٹا تازہ تھا۔ حضرت صاحب نے یہ خیال کر کے کہ یہ مر گیا ہے اس کے قریب گئے تو وہ گیدڑ آپ پر حملہ آور ہوا۔ فقیر نے جب یہ دیکھا کہ اس موذی نے حضرت صاحب پر حملہ کر دیا ہے۔ تیزی سے جھپٹا اور خیال کیا کہ آج جان کی قربانی کا وقت آ گیا ہے۔ تائیدِ خداوندی کہ فقیر کا ایک گھٹنہ اس کی گردن پر جا ٹکا اور ایک ہاتھ سے اس کی اگلی ٹانگیں پکڑ لیں اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ پکڑ لیا اور اس کو بے بس کر دیا" اور اس غصے سے کہ اس نے میرے پیر و مرشد پر حملہ کیا ہے پاس ہی پڑے ہوئے پتھر کو اٹھا کر اس کے دانتوں پر مارنے لگا حتیٰ کہ وہ مر گیا"۔ الغرض اس محویت کے زمانہ میں عجیب عجیب واقعات رونما ہوئے جن کو تحریر میں لایا بھی نہیں جا سکتا۔

## ✤ شرفِ خلافت واجازت:

۱۳۶۸ھ/1948ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کامل حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت سے نوازا اور اپنی روحانی فرزندی میں قبول فرما لیا۔ لیکن ساتھ ہی مرشدِ باکمال نے از راہِ شفقت فرمایا کہ "اگرچہ میں نے تجھے خلافت دے دی ہے لیکن ابھی تجھے یہاں (موہڑی شریف) سے بھیجوں گا نہیں۔ نیز فرمایا یہ ایسے ہی بات ہے جیسے کسی کو گھر داماد رکھ لیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ان مشفقانہ اور پیار بھرے الفاظ اور الطاف و اکرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب کو روحانیت اور نورِ ولایت کی عظیم دولت سے منور کر دیا۔

خلافت و اجازت ملنے کے چند دن بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت بہت خراب ہو گئی۔ کیونکہ آپ کا فمِ معدہ سخت متاثر ہو چکا تھا۔ لیکن محویت کا یہ عالم تھا کہ سارا سارا دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کمرے کے اندر پڑے کراہتے رہتے۔ لیکن جب عصر کے وقت مرشدِ باکمال (حضرت خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ) گھر سے دربار شریف لاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ گھسٹتے ہوئے اپنے پیر و مرشد کی زیارت کیلئے باہر آ جاتے اور پھر اندر چلے جاتے تھے۔

ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ باکمال فرمانے لگے کہ "میری قبر غار کے اندر بنائی جائے

Scanned with CamScanner

اورمولوی صاحب (حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) کی قبر غار کے دروازے پر بنائی جائے تاکہ جوکوئی میری (خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی) زیارت کیلئے آئے وہ پہلے مولوی صاحب کی قبر پر حاضری دے کر میرے پاس آئے۔" اللہ اکبر! سیّدی مرشدی حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ ومرشد کی نظر میں کتنا بلند مقام رکھتے تھے۔ یہ مقام ہر کسی کونصیب نہیں ہوتا۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے؟

## ✤ نسبتِ ابراہیمی علیہ السلام اورنسبتِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا امتزاج:

سیدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید قدس سرہٗ نے فرمایا "اس فقیر نے ایک روز اس بات پر غور کیا کہ حق تعالیٰ نے اس ناچیز کو حضرت صاحب علیہ الرحمۃ کی غلامی میں پہنچایا۔ کیونکہ یہ محض انتخابِ خداوندی تھا جس میں فقیر کا کوئی دخل نہ تھا۔ یعنی حضرت صاحب کے انتخاب میں کیا مناسبت تھی تو فقیر پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت صاحب میں دو نسبتیں غالب تھیں اور وہی دو نسبتیں اس فقیر کے اندر فطری طور پر ودیعت تھیں جن کی تربیت کے لیے آپ کا انتخاب قدرت نے فرمایا۔ ان میں سے ایک نسبتِ ابراہیمی علیہ السلام اور دوسری نسبت صدیقی رضی اللہ عنہ۔ حضرت صاحب (خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ) میں خلق ابراہیمی بدرجۂ کمال موجود تھا۔ شرک ومشرکین سے بیزاری۔ جو چیز بھی حجاب بننے لگے اس کو تارتار کر دینا۔ ہر حال میں اللہ کی محبت کو ماسویٰ کی محبت پر غالب رکھنا' آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا' حدیثِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ "ہر زمانہ میں چالیس ۴۰ مرد خلقِ ابراہیمی پر قائم رہیں گے۔ غالباً انہیں کو ابدال بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ خلقِ ابراہیمی علیہ السلام ہی توحید خالص کے بنیادی اُصول ہیں جن کی تزئین وتکمیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔

"ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ان اوصاف کے پائے جانے میں قرآن حکیم کی آیات کثیرہ موجود ہیں۔ ان کی طرف رجوع فرمائیں۔ لیکن حضرتِ صاحب میں ان خصائل کے پائے جانے کے ثبوت میں یہ فقیر ایک دو واقعات بیان کرتا ہے۔

۱۔ حضرت صاحب (خواجہ صوفی نوابؒ الدین رحمۃ اللہ علیہ) نے ہی بیان فرمایا کہ ایک روز فقیر



پر ایک حال محبت خداوندی میں وارد ہوا۔ چھوٹے بچے (صاحبزادے) گھر میں کھیل رہے تھے اور شور مچارہے تھے۔ میں نے گھر والوں کو کہا کہ ان کو خاموش کروادو لیکن وہ باز نہ آئے تو میں اس محبت خداوندی کے جذبہ میں اٹھا اور ان (چھوٹے صاحبزادے) کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور گھر سے باہر پھینک دیا۔ گھر میں کُہرام مچ گیا کہ بچے کو مار دیا بچے کو مار دیا لیکن مجھے خبر تک نہ ہوئی۔ جب وہ حال فرو ہوا تو میں نے کہا کہ یہ کیسا شور ہے کہا کہ آپ نے بچے کو مار دیا۔ لیکن جب دیکھا تو وہ صاحبزادے بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔" یہ واقعہ بچے کی قربانی کے مترادف ہے۔" (بعد میں آپ علیہ الرحمۃ نے ایک طویل قصہ بیان فرمایا جس کی اس وقت گنجائش نہیں)۔

۲۔ دوسرا واقعہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی حاجی امام الدین صاحب کا ہے۔ کسی روز دوران گفتگو ان کے منہ سے نکل گیا کہ صوفی صاحب! ہم تو آپ کے ڈفلی بنے رہے۔ اس بات آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جذبہ آیا اور ان کو خلاف معمول ایک گھونسا رسید کیا۔ وہ بہت برہم ہوئے۔ فرمایا یہ بات کسی سے نہ کہنا پھل پاؤ گے ورنہ میں تو یہ سن کر کہ تم مجھ پر یہ کہہ کر احسان جتلا رہے ہو کہ ہم آپ کے ڈفلی بنے رہے' اس دف کو پھاڑنے پر مجبور تھا۔ یہ تھی وہ نسبت ابراہیمی علیہ السلام۔

دوسری بات آپ میں صفتِ صدیق رضی اللہ عنہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور صدق۔ یہی دو نسبتیں جن میں آپ کو درجہ عظیم حاصل تھا اور یہی دو۲ نسبتیں بفضل خدا اس فقیر (حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) کی اصل ہیں جن کی تربیت وتنویر کے لیے قدرت نے فقیر کیلئے حضرتِ صاحب کا انتخاب فرمایا۔ مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ ان دو نسبتوں کے امتزاج کے ساتھ ساتھ فقیر میں ایک اور امتزاج بھی ہے اور وہ نسبتِ صدیقی رضی اللہ عنہ اور نسبت علوی رضی اللہ عنہ کا امتزاج ہے۔

## ✤ نسبتِ صدیقی رضی اللہ عنہ اورنسبتِ علوی رضی اللہ عنہ کا امتزاج:

(اس کی تفصیل تو بہت طویل ہے لیکن تحدیث نعمت کیلئے ہے فخر کیلئے نہیں) اس فقیر (حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) کا نسب مبارک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور درمیان میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نسبت دامادی حاصل ہے۔ (اور ان سے قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن محمد رضی اللہ عنہ بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے) سلسلہ طریقت بھی چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس میں بھی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر دونوں نسبتیں جمع ہیں یعنی

Scanned with CamScanner

وہ ''مجمع البحرین'' ہیں۔ اس لیے یہ فقیر اکثر وہ بات جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمائی' کہا کرتا ہے ''وَلَدَنِیْ اَبِی بَکرٍ مَرَّتَیْنِ'' (مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ جنا ہے) کیونکہ حضرت صاحب کو بھی بارگاہِ نبوت سے ''صدیق ثانی'' کا لقب عنایت ہوا ہے۔ اس لیے کہا کرتا ہوں۔ تحدیثِ نعمت کیلئے کہتا ہوں کہ فقیر کو بھی سنت صدیق رضی اللہ عنہ دوبارہ حاصل ہوئی ہے کہ گھر میں جو کچھ بھی تھا دو ۲ بار لا کر شیخ محترم کی بارگاہ میں حاضر کیا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

## ✤ لاہور شریف میں واپسی:

۱۳۷۲ھ/1952ء میں حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو جامع مسجد جمال (مصری شاہ۔ لاہور) میں امامت فرما رہے تھے' بیمار رہنے لگے۔ چونکہ اس مسجد میں اچھا خاصا حلقہ قائم ہو چکا تھا۔ اس لیے مرشدِ کامل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ تم لاہور جاؤ اور حلقہ کی نگرانی کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! وہاں مولانا علی احمد موجود ہیں۔ مرشدِ باکمال نے فرمایا۔ وہ اکثر علیل رہتے ہیں تم جاؤ اسی میں بہتری ہے نیز فرمایا کہ اگر وہاں مولانا علی احمد صاحب کا انتقال ہو جائے تو مسجد کے شمال مشرقی کونہ میں ان کی قبر بنانا۔ (کیونکہ یہ جگہ اس وقت خارج از مسجد تھی) سیّدی مرشدی حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے لیے گویہ بات بڑی شاق تھی کیونکہ بظاہر مرشد باکمال سے جدائی تھی۔

جیتے جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر ‏ ‏ ‏ ‏ بلبلِ نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر

لیکن حکم شیخ سر آنکھوں پر رکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور شریف لے آئے۔ لاہور میں آپ ۲-شعبان المعظم ۱۳۷۲ھ بمطابق 27-اپریل 1952ء کو تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے پندرہ ہی روز بعد یعنی ۱۷-شعبان ۱۳۷۲ھ/12 مئی 1952ء کو مولانا علی احمد صاحب اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ حضرت خواجہ عبدالمجید علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ ''اب تم یہیں رہو''۔ اللہ کی اس میں یہی حکمت تھی'' اسی مناسبت سے مرشد باکمال کی طرف سے آپ کو ''ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ'' کا لقب عطا ہوا۔

''ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ o''

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ‏ ‏ ‏ ‏ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں



## ✤ رُشد و ہدایت:

خلافت واجازت ملنے کے بعد آپ لاہور شریف تشریف لائے اور مرشد کامل کے حکم کی تعمیل کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طالبانِ حق کی تربیت کرنی شروع کر دی اور پاکستان کے طول و عرض میں تبلیغی روحانی سفر مبارک شروع کر دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ روحانی مجلس میں آتا' اُٹھنے کا نام نہ لیتا کیونکہ بقول حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے خلیق

پاکستان کے طول وعرض اور اطراف و اکناف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کے ڈنکے بجے اور لوگ جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ عقیدت سے وابستہ ہونے لگے۔ ہر وقت ارادت کا ہجوم رہنے لگا۔ جو شخص بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوتا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسیر ہو جاتا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے تجلیات الٰہیہ کا ظہور ہوتا تھا۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ‏ ‏ ‏ ‏ اُن کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

آپ کی پوری زِندگی ''عشق رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم'' سے عبارت ہے' آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ ''دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اُجالا ہو جائے''۔ اور اس مشن کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات قابلِ قدر ہیں ''عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم'' آپ کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر غلام کی زِندگی کا محور ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

طالبانِ حق کی تربیت کرنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی شفقت اور مہربانی عنایت فرمائی تھی' کند ذہن' کم تعلیم یافتہ اور بے ہمت لوگ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ سے بلند مقام حاصل کر لیتے تھے۔ ہر ایک دوست کی ہدایت میں یوں انفرادی توجہ فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ دوستوں کی بڑی قدر کرتے اور ہر ایک سے شفقت ومحبت سے پیش آتے اور اپنے دوستوں کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ''اعجاز نظر'' عطا فرمایا تھا کہ جب آپ کی نظر کسی پتھر سے پتھر دِل اِنسان پر پڑتی تو وہ ''حرارتِ عشق'' سے

پگھل کر موم بن جاتا اور سیرتِ رسول مقبول ﷺ کے سانچے میں ڈھل کر ایک کامل مومن بن جاتا تھا۔

تیری نگاہ سے پتھر کے دِل پگھل جائیں — جو آنکھ اٹھائے تو شام و سحر بدل جائیں

## ✤ سفرِ حج مبارک اور زیارتِ مدینہ منورہ:

سنت صدیقی کے مطابق آپ بھی دو دفعہ حج مبارک کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۸۲ ہجری/۱۹۶۳ء میں آپ بذریعہ بحری جہاز (سفینۂ حجاج) فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے۔ پہلے حج مبارک پر آپ ؒ کو محسن انسانیت سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ آنحضور ﷺ نے بشارت دی کہ ہم آپ ؒ کو ایک بار پھر حج پر بلائیں گے۔ سبحان اللہ! ع آتے ہیں وہی جن کو سرکار ﷺ بلاتے ہیں' اسی بشارت مبارکہ کے صدقے آپ ؒ دوبارہ ۱۴۰۷ ہجری/۱۹۸۷ء میں بذریعہ ہوائی جہاز فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے۔ پہلے حج مبارک سے واپسی پر ہی آپ ؒ نے آنحضور ﷺ کی زیارت اور بشارت کے متعلق ارشاد فرمادیا تھا۔

پہلے سفرِ حج کے موقع پر جب آپ ؒ مکہ معظمہ میں قیام پذیر ہوئے تو آپ ؒ کو گردن توڑ بخار (Meningitis) ہوگیا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ اس لیے آپ کئی دن تک بیت اللہ شریف کی زیارت نہ کر سکے اور دل میں اس بات کا سخت ملال تھا بلکہ آپ ؒ بہت رنجیدہ ہوئے کہ اس سعادت سے محروم ہو رہے ہیں۔ طبیعت سخت بے قرار ہوئی ایک رات آپ ؒ محوِ خواب تھے کہ ایک باریش نورانی شکل وصورت بزرگ تشریف لائے اس بزرگ نے پہلے آپ ؒ کے پاس آکر سلام کہا۔ آپ ؒ نے سلام کا جواب دیا وہ بزرگ فرمانے لگے "میں آپ ؒ کی عیادت کے لیے ہوں"۔ آپ ؒ نے کہا آپ کی تعریف کیا ہے؟ اس بزرگ نے اِرشاد فرمایا: "مجھے بیت اللہ" کہتے ہیں۔ سبحان اللہ! اللہ کے ولیوں کی بھی کیا شان ہے۔ بیت اللہ کسی کا طواف کرتا ہے اور کسی کو انسانی شکل وصورت میں بغل گیر ہو کر ملتا ہے اور کسی ولی اللہ کی عیادت کے لیے خود چلا آتا ہے۔

"فوائد السالکین" میں حضرت خواجہ قطب الدین ؒ کا ارشاد ہے کہ "جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔ جب وہ اپنے خاص مقام پر ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو حکم کیا جاتا ہے کہ اس کے گرد طواف کرے"۔



قارئینِ باتمکین! معلوم ہوا کہ مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کا ہر چیز احترام کرتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

آپ ؒ کے پہلے سفرِ حج مبارک (1963ء) میں آپ ؒ کے ساتھ حاجی مہابت خان مرحوم بھی تھے۔ انہوں نے آپ ؒ کی اس سفرِ حج میں بہت زیادہ خدمت کی۔ آپ ؒ کے لیے پانی لانے کی ڈیوٹی ان کے سپرد تھی۔ جب آپ ؒ کی طبیعت ناساز تھی۔ تو یہ خادم (حاجی مہابت خان) آپ ؒ کے لیے پانی بھر بھر کر لاتے تھے اور آپ علیہ الرحمۃ پر ڈالتے تھے۔ آپ ؒ کی خدمت کر کے حاجی مہابت خان ایک روحانی خوشی محسوس کرتے تھے۔ بس ایک ہی لگن تھی۔

شاہ بن جاؤں گا اگر مجھ کو — اپنے کوچے کا تو گدا جانے

آپ ؒ ان سے بہت خوش تھے۔ یہ ساتھ 60 ساٹھ سال کی عمر میں آپ ؒ کے حلقہ کی ارادات میں آئے تھے اور سو سال سے زیادہ کی عمر میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ لیکن اپنے شیخ و مرشد کی نگاہ میں وہ مقام حاصل کر گئے جو دوسرے خلفاء عشر عشیر بھی حاصل نہ کر سکے۔ یہ مرشد کامل ثانی علی ہجویری ؒ کی خاص شفقت وعنایت تھی کہ حاجی مہابت خان اپنے وقت کے ابدال بن گئے۔ سبحان اللہ! عارف کامل حضرت میاں محمد بخش فرماتے ہیں ؎

مرد ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا
کامل لوگ محمد ﷺ بخشا لعل بنان پتھر دا

پروردگارِ عالم کی عطا کی ہوئی طاقت سے اولیاء اللہ سب کچھ دیتے ہیں اور نہ اُن کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ ہوتی ہے۔

در فیضِ حق بند جب تھا نہ اب کچھ — فقیروں کی جھولی میں ہے اب بھی سب کچھ
یہ اللہ والے دیتے ہیں سب کچھ — مگر ان سے چاہیے لینے کا ڈھب کچھ

## ✤ اجازتِ عرس رسولِ مقبول ﷺ:

۱۳۸۰ ہجری/۱۹۶۰ء میں آپ ؒ کو اپنے مرشدِ باکمال کی طرف سے سالانہ عرسِ رسولِ مقبول ﷺ کی اجازت ملی۔ آپ ؒ سے پہلے کسی دوست کو بھی عرس کی اجازت نہیں

Scanned with CamScanner

تھی۔اس سے بھی مرشدِ باکمال کے دِل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ظاہر ہوتا ہے۔حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 1960ء میں مرشدِ باکمال (حضرت خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ) سخت علیل ہوگئے۔اس فقیر نے حاضرِ خدمت ہوکر عرض کیا کہ لاہور میں علاج معالجہ کی سہولتیں حاصل ہیں آپ لاہور تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپ نے درخواست قبول فرمائی آپ کو لاہور ریلوے اسٹیشن کے قریب ایس اے خان کی کوٹھی نمبر 73 میں ٹھہرایا گیا۔ علاج معالجہ اور خدمت وتواضع کا انتظام دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے کہ ہر روز ایک عرس کا سماں ہوتا تھا۔آپ صحت یاب ہوکر واپس تشریف لے گئے تو فقیر نے دوبارہ حاضر ہوکر عرض کیا کہ اب آپ صحت کی حالت میں لاہور تشریف لائیں۔جیسے پہلے تشریف لایا کرتے تھے۔آپ کی آمد پر ایک عظیم الشان جلسہ کا انتظام کیا گیا۔آپ کی صدارت میں بڑے بڑے علماء ومشائخ کو مدعو کیا گیا۔شاندار انتظام دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے تو فارغ ہوکر فرمانے لگے''مولوی صاحب! میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہر سال عرس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک اجتماع کیا کرو''۔یہ دوستوں میں پہلی اجازت تھی۔اس سے قبل کسی کو آپ نے عرس کی اجازت نہ دی تھی۔یہ سن کر پشاور کے ایک (خلیفہ) دوست کو اتنا رنج ہوا کہ وہ حسد میں کہنے لگے کہ سب سے پہلے تو مجھے عرس کی اجازت دینی چاہیے تھی۔اگر مجھے عرس کی اجازت نہ ملی تو میں ریل گاڑی کے نیچے آجاؤں گا۔چنانچہ اگلے سال آپ علیہ الرحمۃ اُن کے ہاں تشریف لے گئے اور اُن کو بھی اُن کی دِل جوئی کے لیے اجازتِ عرس مرحمت فرمادی۔

## ✦ اَندازِ دِل رُبائی:

ایک دفعہ خلیفہ میاں غلام محمد صاحب حافظ آبادی خانپور سے موہری شریف حاضر ہوئے تو حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا:''یہاں کیا لینے آئے ہو،میں تو آج کل لاہور ہوتا ہوں'' (اس سے بھی سیّدی ومرشدی ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کی شان اور مقام ظاہر ہوتا ہے کہ مرشدِ کامل (حضرت خواجہ صوفی نوب الدین رحمۃ اللہ علیہ) خود فرمارہے ہیں کہ مجھے ملنا چاہتے ہو تو میرے خلیفہ اجل ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ کے پاس لاہور چلے جایا کرو۔اُن کی ملاقات میری ملاقات ہے۔سبحان اللہ!

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا    جدا جدا ہے تیرا اندازِ دِل رُبائی



## ✦ اوتادِ زماں کے مرتبہ پر فائز ہونا:

۱۳۸۲ہجری/1962ء کے سفرِ مبارک کے اختتام پر مولوی شریف میں ایک محفل منعقد کی گئی۔جس میں حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ نے اناؤنسر (Announcer) کو کہا کہ اعلان کرو کہ''مولوی صاحب'' (حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) بیان فرمائیں گے۔اناؤنسر نے بڑی بھلی مانسی سے اُسی طرح اعلان کردیا کہ مولوی عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تقریر کریں گے۔حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ کو اس انداز پر غصہ آگیا اور بڑی خشمناک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا:''کہو' اُوتادِ زماں کہو'' ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ'' کہو کہو۔آخر محفل رقت وگریہ سے گداز ہوگئی۔اس واقعہ کو سینکڑوں اصحاب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔مجلس کے اختتام پر حضرت خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ (حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمۃ) کو آگے بلایا اور فرمایا:''تم مجھے ایسے عزیز ہو جیسے خواجہ نظام الدین اولیاء کو امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ۔انہوں نے (امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے) مال سے لدا ہوا جہاز دے کر پیر مرشد (خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ) کی نعلین مبارک خریدی تھیں۔میں تمہیں خود عنایت کرتا ہوں۔چنانچہ ان کو اُٹھا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے وہ دستار جو سر پر تھی اُتاری' کیونکہ وہ بھی مرشد باکمال (حضرت خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ) کی عطا کردہ تھی' اور نعلین مبارک آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سر پر رکھ لیں۔

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور    تو پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ کے یہ الفاظ سننے والے بھی ابھی سینکڑوں اصحاب زندہ ہیں کہ آپ (حضرت خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ میری اور''مولوی صاحب'' (حضرت صوفی خواجہ عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی۔یا کبھی فرمایا کرتے تھے کہ میری اور''مولوی صاحب'' کی مثال ایسی ہے جیسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ہے

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر    علم و حکمت او کتب دیں از نظر

## ❖ انوارِ محبتِ رسولِ مقبول ﷺ:

حضرت خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ پر محبت رسول مقبول ﷺ کے انوار برسنے لگے۔ وہی محبتِ شیخ ہی محبت رسول ﷺ میں ہی جلوہ گر ہونے لگی۔ انہی ایام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی کلام میں یہ اور اس جیسے اشعار و جملے پائے جاتے ہیں ۔

یک زمانہ اتباعِ مصطفیٰ ﷺ — بہتر از سلطانئ ارض و سماء

دو امور کا حال کثرت سے وارد ہونے لگا ایک قرآنی اسرار اور دوسرے نماز کے انوار چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد جمال (مصری شاہ-لاہور) میں بیس سال تک قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر کا درس دیا۔ اسی عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ بات واضح ہوئی کہ جو حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف المحجوب'' میں فرمایا ہے کہ جس کو شیخ کامل کی صحبت نہ ملے اس کا ہادیٔ قرآن ہے''۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے پیروں اور بے مرشدوں نے اس کو اپنے لیے ڈھال بنالیا۔ حالانکہ اس کا اصل مصداق تو وہی ہے جو ''فنافی الشیخ'' کے بعد انابتِ نفس سے فارغ ہو کر تزکیہ وتصفیہ کے بعد قرآن پڑھے۔ پھر دیکھیے کہ قرآن کے اسرار کیسے کھلتے ہیں۔ لوگ ''اسرار'' الفاظ کو سمجھتے ہیں۔ ''اسرار'' تو انوار ہوتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

## ❖ نظریۂ پاکستان:

نظریہ پاکستان دراصل نظریہ اسلام ہے۔ جس مقصد اور نصب العین کو پیشِ نظر رکھ کر پاکستان حاصل کیا گیا ہے وہ نظریہ پاکستان کہلاتا ہے ہم جانتے ہیں کہ پاکستان اس لیے حاصل کیا گیا کہ اس ملک میں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے اور حکومت چلانے کا سارا نظام ایک وحدت میں چلے۔ یہاں دین اور دُنیا کے جدا جدا خانے نہیں ہوں گے۔ بلکہ زندگی کے تمام شعبے اسلام یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں ترقی کریں گے اور یہاں ایک ایسی مثالی فلاحی اور اسلامی ریاست پروان چڑھے گی۔ جو دوسروں کے لیے نمونہ اور اسلام کا قلعہ ثابت ہوگی۔ حصول پاکستان سے قبل ایک موقع پر قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نظریۂ قومیت کے سلسلہ میں یوں ارشاد فرمایا: ''جب ہندوستان کا پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہ رہا۔ وہ جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی! جو پہلی مشرک، ہندو قوم سے بود و باش میں مختلف تھی یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمان ایک



قوم کی حیثیت سے زندگی گزار رہے تھے۔ اور وہ ایک تمدنی قوت، دین اسلام رکھتے تھے۔ ان کے مقابلے میں دوسری خدا کی منکر قوم ہندو تھی۔ اسلام اور ہندو دھرم دو جدا جدا نظام زندگی تھے۔ پیدائش سے موت تک یہ ایک دوسرے سے مختلف تھے وہ زبان و ادب، تاریخ و تہذیب، فن تعمیر، نام ونسب، اقدار و اخلاق، عبادات و معاملات، قانون وفنونِ لطیفہ اور رسم و رواج میں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہی نہیں بلکہ متصادم تھے۔ یہی دو قومی نظریہ تھا۔ جس کی خشتِ اوّل امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی۔ اور اسی کا اظہار شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اسلامی راہنما کرتے رہے۔ اسی نظریے کو لیکر مسلمانانِ ہند نے نئے آزاد ملک پاکستان کے حصول کے لیے بے پناہ قربانیاں دیں اور آخر کار ۱۴اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا عزیز وطن پاکستان دُنیا کے نقشے پر ابھرا۔

اولیاء کا ہے فیضان — پاکستان ، پاکستان

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اپنی ملت پر اقوامِ قیاس مغرب سے نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمی ﷺ
ان کی جمعیت کا ملک ونسب پر انحصار — قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامن دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں — اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی
قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں — جذبِ باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں

اب ہم سب کا اوّلین فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہر اعتبار سے مضبوط بنائیں اور اپنے مادرِ وطن کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کریں۔ یہی ہماری بقا اور بہبود کے لیے ضروری ہے۔ لیکن قیامِ پاکستان سے لیکر تاحال اس آزاد مملکتِ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہو سکا۔ کیونکہ دُشمنانِ اسلام اور غدارانِ وطن اسلامی نظام کو اپنے لیے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ اس لیے جب بھی کوئی تحریک نفاذ اسلام کے لیے چلائی جاتی تو یہ فرعون اس تحریک کو دبانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے۔ غدارانِ وطن کا شیوہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

جعفر از بنگال، صادق از دکن — ننگِ ملت، ننگِ دیں، ننگِ وطن

اگرچہ صوفیاء کرام اور علماء حق اپنے اپنے دور میں نفاذِ اسلام کے لئے کوششیں کرتے رہے اور ظلم کے خلاف اپنی آواز بلند کرتے رہے۔

میری زِندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی    میں اسی لیے مسلماں' میں اسی لیے نمازی

لیکن افسوس کہ انہی غدارانِ وطن کی وجہ سے صوفیائے عظام اور علماءِ حق کی کوششیں بار آور ثابت نہ ہوسکیں۔ اگرچہ جزوی طور پر کچھ نہ کچھ عمل درآمد ہوتا رہا ؎

گوہرِ مقصود خود ملتا ہے ہمت شرط ہے    مضطرب رہتا ہے ہر موتی' اُبھرنے کے لیے

## ✤ تحریکِ نظام مصطفیٰ ﷺ:

۱۳۹۷ ہجری/1977ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے متحد ہوکر ایک پلیٹ فارم سے نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے تحریک چلائی۔ اس وقت پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت برسر اقتدار تھی۔ یہ حکومت شروع ہی سے علماء کرام اور اسلامی نظام کے خلاف تھی اور معاندانہ روّیہ رکھتی تھی۔ رسول مقبول ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے: ''بہترین جہاد جابر و ظالم سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے'' صوفیائے عظام اور علماءِ کرام نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے حق میں احتجاجی مظاہرے شروع کردیئے۔

؎ سربکف میدان میں آ جوشِ ایمانی کے ساتھ    قوم کی رنگت بدل دے اپنی قربانی کے ساتھ

چونکہ یہ تحریک خالصتاً نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے تھی۔ اس لیے ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے علماء کرام کے ساتھ مل کر دن رات اس تحریک کی کامیابی کے لیے کام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) اس تحریکِ نظام مصطفیٰ ﷺ کے روح رواں تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک ہی مقصد تھا ؎

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کردے    (اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

لاہور شریف چونکہ اس تحریک کا مرکز تھا۔ اس لیے حکومت وقت اور کارکنانِ حکومت نے اپنا سارا زور اس تحریک (نظام مصطفیٰ ﷺ) کو دبانے کے لیے (لاہور میں) صرف کررکھا تھا۔ لیکن ایک طرف ''اوتادِ زماں'' ثانی علی ہجویری حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمۃ جیسی برگزیدہ ہستیاں ہوں اور دوسری طرف لاکھوں فرعون بھی ہوں تو کیا کرسکتے ہیں۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی



حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''اس ملک پاکستان میں اسلامی نظام ضرور نافذ ہوگا''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے علماء کرام اور صوفیاء عظام کے ساتھ مل کر لاہور شریف میں حکومتِ وقت کی ظلم کی بہتی ہوئی ندی کے دھارے کا رُخ بدل کر رکھ دیا۔ کیونکہ باطل حق کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

اور اللہ کے بندوں کے سامنے کوئی حکومت' کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی' مومن کی طاقت کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ ؎

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم    رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن!

## ✤ سنتِ یوسفی علیہ السلام:

حکومت جب اللہ کے بندوں کے سامنے نہ ٹھہر سکی (مقابلہ کرنا تو بڑی دور کی بات ہے) تو اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئی اور بانیانِ تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کو گرفتار کرکے نظر بند کرنا شروع کردیا نظر بندی یا قید بھی سنت ہے اس لیے اس سنت کی ادائیگی کا وقت آچکا تھا۔ حکومت وقت کے حکم سے حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمۃ الرحمٰن اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے ساتھی علماءِ کرام کو نظر بند کردیا گیا۔ حکومتِ وقت یہ سمجھتی تھی کہ شاید اس طرح کمینی حرکتوں سے یہ آواز دب جائے گی لیکن انہیں کیا پتہ تھا کہ ؎

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم    سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

روایت ہے کہ ''وما من نبی الا اوذی'' (یعنی ایسا کوئی نبی نہیں جس کو راہِ خدا میں تکلیف نہ ہوئی ہو) اور ''وما من ولی الا ابتلی'' (یعنی کوئی ولی ایسا نہیں جس کو بلاؤں (آزمائشوں) میں نہ رکھا گیا ہو۔ اور ''والبلاء بقدر الولاءِ'' (یعنی آزمائش (بلا) بقدر محبت آتی ہے) اور محبت بقول شاعر ؎

محبت ایک سمندر ہے وہ بھی اتنا بسیط    کہ اس میں کوئی تصور نہیں کنارے کا

پندرہ دن سنتِ یوسفی علیہ السلام ادا کرنے کے بعد حکومتِ وقت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دیگر علماء کرام کو بھی بڑے ادب و احترام سے گھر واپس بھیج دیا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ ہم نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کو عملی شکل دینے کے لیے بہت جلد آپ سب علماء کرام کو بلائیں گے۔ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی اور ظلم و استبداد مٹتا رہے گا ؎

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدر ؓ، فقرِ بوذر ؓ، صدقِ سلمانی ؓ

## ✤ اتحادِ علماء کے داعی (متحدہ مجلس علماء):

آپ ؒ علم اور علماء کی بڑی قدر اور عزت افزائی فرمایا کرتے تھے۔ آپ ؒ نے مسلک حق اہلسنّت کے اعتقادی و عملی نکھار کے لیے ایسی جوانمردی اور پامردی سے کام کیا کہ تمام علماء وزعماء نے اس سلسلے میں آپ ؒ کا لوہا مان لیا۔ آپ ؒ اتحاد بین العلماء کے زبردست حامی تھے اور کوشش فرمایا کرتے تھے کہ علماء کا اتحاد قائم ودائم رہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ﷺ دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید ثانی علی ہجویری ؒ علیہ الرحمۃ نے تمام مکاتب فکر کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے ''متحدہ مجلس علماء'' کی بنیاد بھی رکھی۔ آپ ؒ علماء کو ایک پلیٹ فارم پر متحد دیکھنا چاہتے تھے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے آپ ؒ نے سر توڑ کوشش فرمائی۔ آپ ؒ علماء کے گروہی اختلافات اور جاہل صوفیوں سے سخت بیزار رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''جاہل صوفی کو شیطان فٹ بال بنالیتا ہے'' اور متعصب عالم کی مثال آپ ؒ حقے کی چلم سے دیا کرتے تھے کہ بظاہر بڑا چمکدار اور پُرکشش ہوتا ہے اور اُس کا باطن بدبودار اور مختلف جراثیم کی آماجگاہ ہوتی ہے۔ یعنی حقے کے اندر بدبو اور جراثم ہوتے ہیں اور اسی طرح عالم کے اوپر تو ''علم کی چلم'' ہوتی ہے اور ڈھکنا اُٹھانے سے اندر وہی خباثت اور تعصب کے جراثیم دوڑتے نظر آتے ہیں اس کے باوجود آپ ؒ متعصب عالم کو ''جاہل صوفی'' پر ترجیح دیتے تھے۔ آپ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''اہل اللہ کمال حاصل کرنے کے بعد دو قسم کے لبادے اوڑھتے ہیں یا تو خدمات علمیہ میں اپنے کو وقف کر دیتے ہیں۔ یا پھر حسنِ اخلاق کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں۔



آپ ؒ نے اپنے آپ کے اوپر علم کا لبادہ اوڑھ لیا۔ اسی وجہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ''اس فقیر کو جو نسبتیں حاصل ہیں اُن میں سے ایک ''نسبتِ علوی ؓ'' بھی ہے۔ آپ کا باطنی نور طبقہ محدثین کے نور سے بہت مشابہت رکھتا ہے کہ جس طرح احادیثِ مبارکہ دائرہ اسلام کو محفوظ اور مضبوط رکھتی ہیں۔ اسی طرح آپ شریعت کی صورت کی حفاظت کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ صورتِ شریعت کی دعوت پر آپ ؒ توحید کی طرف بلانے والے تھے۔

سوچ وحدت کے موتی لٹانے لگی    وحدہ وحدہ گیت گانے لگی

توحید کا کلمہ بلند کرنے میں آپ ؒ کو بہت خوشی میسر آتی تھی اور یہی آپ ؒ کی زندگی کا مقصد اور نصب العین تھا۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

## ✤ حضرت بلال ؓ اور امام بخاری ؒ کی بشارت:

آپ کے وصال سے پہلے زندگی کے آخری ایام میں خواب میں آپ ؒ کے پاس حضرت بلال ؓ اور امام بخاری تشریف لائے۔ دوسرے اکابرین امت کی بجائے ان دو حضرات کا خصوصی طور پر آپ کے پاس تشریف لانا آپ ؒ کے دینی مزاج کی طرف مشار ہے۔ حدیث درحقیقت دین مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کرنے والی ہے اور اذان توحید خالص یا عبودیتِ خالص کی طرف بلانے والی ہے۔ اُنہوں نے (حضرت بلال ؓ اور امام بخاری نے) آپ ؒ کو خوشخبری دی کہ ہم آپ ؒ کو بشارت دینے کے لیے آئے ہیں کہ جس طرح ہماری ارواح کو ہمارے اجسام سے پھولوں کی طرح نکالا گیا۔ یہ اسی طرح آپ ؒ کی روح کو بھی آپ ؒ کے جسم سے پھولوں کی طرح نکالا جائے گا۔ سبحان اللہ!

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے    خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

## ✤ حضرت علی ہجویری ؒ کا تشریف لانا:

یہ واقعہ آپ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام کا ہے کہ ایک دن آپ ؒ نماز فجر کے بعد قبلہ رو تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ ؒ پیچھے کی طرف (جامع مسجد جمال کے دروازے کی طرف) متوجہ ہوئے۔ تو دیکھا کہ ایک سفید باریش نورانی صورت بزرگ مسجد کے دروازے پر

Scanned with CamScanner

تشریف فرما ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً ان کے احترام میں دروازے کی طرف چل پڑے۔ دروازے پر پہنچ کر آپ اُس بزرگ سے مصافحہ کرنے کے بعد بغل گیر ہوئے (معانقہ کیا) اور مختصر بات چیت کے بعد وہ بزرگ واپس تشریف لے گئے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ واپس تشریف لے آئے۔ اُس وقت جامع مسجد جمال میں خادم بابا محمد حسین مرحوم موجود تھے۔ بابا جی مرحوم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا "یا حضرت! آج یہ واقعہ خلاف معمول پیش آیا ہے کہ آپ خود دروازے کی طرف متوجہ ہوئے ہیں انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا بھی نہیں۔ آپ کے ساتھ یہ بزرگ کون تھے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیکھو کہ وہ بزرگ موجود ہیں۔ بابا جی مرحوم نے مسجد کے دروازے پر دیکھا تو وہ بزرگ نظر نہ آئے۔ نہ معلوم کہ اتنی جلدی کہاں چلے گئے آپ نے فرمایا: کہ وہ بزرگ سیّد علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تھے

کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے　　کیا کہوں کہ کیا دیا تو نے
بے طلب جو ملا' ملا مجھ کو　　بے غرض جو دیا' دیا تو نے

(داغ دہلوی)

## ✤ زیارت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ:

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار تشریف لے گئے۔ پہلے تو آپ نے مزار شریف سے باہر ہی توقف فرمایا اور چند لمحوں کے لیے ٹھہر گئے۔ مزار شریف کی زیارت سے واپسی پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے مزار شریف کے باہر توقف کیوں فرمایا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کے گھر میں جانے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔ اور یہ کہ گھر والا گھر میں موجود بھی ہے یا نہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف کے اندر تشریف لے گئے۔ تو حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے استفسار فرمایا کہ آپ نے اپنی زندگی میں ارشاد فرمایا ہے کہ "جس نے مجھے دیکھا وہ جنت میں جائے گا" حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "مولوی صاحب!" "میں نے اپنی زندگی میں بھی کہا تھا اور اب قبر میں بھی کہتا ہوں کہ جو آج بھی مجھے دیکھے گا وہ جنت میں جائے گا"۔



ع حب درویشاں کلید جنت است

حدیث نبوی ﷺ ہے: من زار عالما فکانما زارنی
"جس نے کسی عالم کی زیارت کی اُس نے گویا میری زیارت کی"۔

## ✤ وضاحت:

سیّدی مرشدی زینت القراء حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ العالی نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ دیکھنا وہی دیکھنا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول ﷺ دیکھا

محبت سے مجھے سرشار کر دے　　مرا رُخ جانب سرکار ﷺ کر دے

یعنی رسول ﷺ کے منصب کے مطابق' اُن کے مقام کے مطابق دیکھنا ہے۔ اسی طرح اللہ کے بندوں کو بھی اس منصب' مقام اور عقیدت سے دیکھے تو یہ بشارت ظلی طور پر امت محمدیہ ﷺ کے لیے بھی ہے "من زار عالماً فکانما زارنی" "جس نے کسی عالم دین کی زیارت کی اُس نے گویا کہ میری زیارت کی" (یہاں پر عالم دین مراد نہیں ہے بلکہ خاص عالم دین مراد ہے)

## ✤ عالم کون؟:

قارئین کرام! اس کائنات ارض وسماء میں انقطاع نبوت کے بعد اولیائے عظام ہی علوم نبوت کے وارث ہیں جیسا کہ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے: "العلماء ورثة الانبياء" "علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں" ان علماء کی تصریح امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے وہ ہم من وعن ہدیہ قارئین کرتے ہیں[1] "جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: "العلماء ورثة الانبياء" "علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور وہ علم جو انبیاء علیہم السلام سے باقی رہا ہے دو قسم کا ہے ایک علم احکام اور دوسرا علم اسرار' اور عالم وارث وہ شخص ہے جس کو ان دونوں علموں سے حصہ حاصل ہو۔ نہ کہ وہ عالم جس کو ایک ہی قسم کا علم نصیب ہو اور دوسرا علم اس کے نصیب میں ہو نہ ہو کہ یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ وارث کو مورث کے سب قسم کے ترکہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ (مکتوبات شریف)

---

[1] ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ

Scanned with CamScanner

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل '' (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں' ان علماء سے وہی علماء وارث ہیں کیونکہ عالمِ مطلق وہ ہے جسے کو ان دونوں قسم کے علوم سے پورا حصہ ملا ہو۔

(مکتوبات نمبر ۱/ ۲۶۸)

ظاہر ہے کہ ان دونوں علوم کے حامل اولیاء عظام ہی ہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''الا ان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون o'''' آگاہ رہو کہ اولیاءاللہ کو نہ خوف ہے نہ غم'' (سورۃ یونس آیت ۶۲)

## ✤ لوگوں کے لیے بشارت مغفرت:

ایک دن سیّدی مرشدی اوتادِ زماں ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد جمال میں تشریف فرما رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لوگ گلی سے گزر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن گزرنے والوں کو دیکھ کر فرمایا کہ ''اگر یہ لوگ مجھے سلام کہہ دیتے تو اللہ جل شانہٗ ان کی مغفرت کر دیتا۔ اگر دور سے بھی سلام کا اشارہ ہی کر دیتے تو تب بھی اللہ ان کی مغفرت کر دیتا۔ اور اگر آ کر مجھے دیکھ ہی لیتے تو تب بھی اللہ ان کی مغفرت کر دیتا''۔

قارئین محترم! اولیاء کرام کو دیکھنا وہ دیکھنا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحیثیتِ رسول ﷺ دیکھا اور اُن کی مصاحبت اختیار کی۔

(تفصیل پہلے گزر چکی ہے)

عارف رومی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

''یفعل اللہ مایشاء'' را خوانده — پس چرا اندر تحیر مانده
آں دعاء شیخ نے چوں ہر دعاست — نائب ست او دست او دست خداست
گفتہ او گفتہ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

''اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے تو نے یہ آیت پڑھی پھر تو حیران کیوں ہے۔ شیخ کامل کی دُعا عام دعاؤں کی طرح نہیں۔ وہ خدا کا نائب ہے۔ اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ اس کا قول اللہ کا قول (بات) ہے اگرچہ بظاہر بندے کے حلق سے نکلا ہے''۔

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ ''اوتادِ زمان'' اور ولی کامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ



ان اہل اللہ میں شامل تھے۔ جن کے بارے میں حدیث رسول مقبول ﷺ میں وارد ہے: ''ھم قوم لا یشقی جلیسھم '' (بخاری و مسلم شریف) یہ (اہل اللہ) ایسی قوم ہیں جن کا ہم نشین بد نصیب نہیں ہوتا۔ ''حضرت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمۃ جس مقام و مرتبہ پر فائز تھے وہ مقام و مرتبہ ان قرطاس پر منتقل کرنا اس عاجز و ناتواں سراپا تقصیر راقم الحروف کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ

؏ چہ نسبتِ خاک رابا عالمِ پاک

مندرجہ بالا چند سطور میں سیّدی مرشدی خزینۃ العرفان' اوتادِ زماں' ثانی علی ہجویری حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات سے صرف تعارف کرایا گیا ہے۔ مکمل حالات زندگی' انوار و برکات اور کرامات کے لیے کسی آئندہ تصنیف کا انتظار فرمائیں۔

( کیفی )

یہ اُس خدائے بزرگ و برتر کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے دوستوں کے ذکر کرنے کو اپنی رحمت کے نازل ہونے کے سبب بنایا۔ اور ہمیں یہ موقع عطا فرمایا کہ ہم کسی نہ کسی طرح ان بزرگانِ دین کے دامن سے وابستہ ہو کر رحمت الٰہی کے مستحق ہو جائیں۔ بقول پیر رومی علیہ الرحمۃ

؎ یک زمانہ صحبتے با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

## ✤ نائب و جانشین ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ثانی علی ہجویری خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمۃ نے ایک دن دوستوں کی مجلس میں حضرت الحاج زینت القراء خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے دیکھنا چاہے وہ ان کو دیکھ لیا کرے'' سبحان اللہ! قارئین باتمکین! حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی' سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ کے مشائخ عظام میں سے ہیں۔ آپ سیّدی و مرشدی حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ کے صاحبزادے خلیفہ اعظم' ان کے علم و عرفان کے حقیقی وارث اور زیب آستانہ ہیں۔ آپ ''رحمٰن آباد'' (برکی۔ لاہور کینٹ) میں شریعت و طریقت اور علم و عرفان کی شمعیں فروزاں کیے ہوئے ہیں۔ آپ کا ''مصری شاہ لاہور'' سے ''رحمٰن آباد'' (برکی) تشریف لانا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی میراث سے حصہ حاصل کرنا اور اس کے ساتھ ہجرت کا ثواب

Scanned with CamScanner

حاصل کرنا بھی قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ وللہ الحمد۔

آپ سیّدی مرشدی حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار اور تصویر ہیں۔ آپ کے ہر ہر فعل اور ہر ہر ادا شان مجیدی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، کلام و گفتگو فرمانے غرض ہر چیز میں شانِ مجیدی رحمۃ اللہ علیہ نظر آتی ہے۔ اب ایسے اللہ والے کہاں ملتے ہیں جو اسلاف کا عملی نمونہ پیش کریں ۔

یہی آئینِ قدرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے

## ✤ حضرت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ رحمٰن آباد میں:

محترم جناب صوفی نذر محمد صاحب نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف (مصری شاہ لاہور میں اپنے مرقد پرانوار) کو تالا لگا رہے ہیں میں نے (صوفی نذر محمد نے) عرض کیا کہ جناب آپ دربار شریف کو تالا کیوں لگا رہے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید) نے فرمایا: جب میرے نائب، میرے علم و عرفان کے وارث اور میرے سجادہ نشین صوفی عزیز الرحمٰن (مدظلہ العالی) یہاں نہیں (مصری شاہ-لاہور میں) رہے تو میں یہاں کیوں رہوں میں بھی ان کے پاس (رحمٰن آباد-برکی) جا رہا ہوں۔ سبحان اللہ! محترم قارئین! یہ خواب بھی سیّدی مرشدی زینت القراء حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کے فضائل کے دوسری کڑی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ جو مجھے دیکھنا چاہے وہ صوفی عزیز الرحمٰن (مدظلہ العالی) کو دیکھ لے۔ اس فرمان سے آپ نے دو چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا دیا تھا۔ اوّل یہ کہ میں سفرِ آخرت پر جانے والا ہوں اور میرے بعد صوفی عزیز الرحمٰن کو میری جگہ سمجھنا اور اسی سے اپنا تعلق قائم رکھنا اور پھر خواب کے ذریعے یہ اشارہ بھی فرما دیا کہ میں اگرچہ میرا مرقد ظاہری طور پر یہاں (مصری شاہ-لاہور میں) ہے لیکن میری روحانیت صوفی عزیز الرحمٰن (مدظلہ العالی) کے پاس ہوگی۔ جو ان کی صورت اور نیابت میں متلاشیانِ حق کی راہنمائی کرتی رہے گی اور انہی سے فیض حاصل ہوگا۔

تیسری کڑی یہ تھی کہ جب حضرت الحاج صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی" کا کول



اکیڈیمی" سے واپس لاہور تشریف لائے تو ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ نے نماز کی امامت آپ (حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی) کے سپرد کر دی اور خود ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ان کے اقتداء میں نماز پڑھتے رہے۔ بعض دفعہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی مصلیٰ سے اٹھ کر پیچھے آنا چاہتے تو ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آپ کو آگے کر دیتے کہ آپ ہی نماز پڑھائیں اور خود آپ کی اقتداء میں نماز پڑھتے۔

جس طرح محسن انسانیت تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین اور نائب بنا کر اپنے مصلیٰ پر نماز پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔ اور اشارہ فرما دیا تھا کہ میرے بعد خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جانشینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے اور یہی اشارہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی فرما گئے تھے کہ میرے بعد میرے جانشینِ علم و عرفان اور حقیقی سجادہ نشین صوفی عزیز الرحمٰن (مدظلہ العالی) ہوں گے ۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قارئین کرام! اس کفر و الحاد کے گئے گزرے دور میں بھی "متاعِ گراں مایہ" کے مخازن کا پتہ چلایا جا سکتا ہے لیکن تلاش شرط ہے ۔

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجرِ سایہ دار راہ میں ہے

ایک ایسا ہی "میخانہ" علم و حکمت کا خزانہ "رحمٰن آباد (برکی-لاہور کینٹ)" میں موجود ہے۔ جہاں سے اکناف و اطراف کے لوگ "عشق و مستی" کا سودا خرید کر لے جاتے ہیں۔ روحانیت کا دریا بہہ رہا ہے۔ اور حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کی ذات ستودہ صفات گم کردہ راہ انسانوں کے لیے روشنی کا مینار ہے۔ توحید و رسالت کی اشاعت آپ کا مشغلہ اور بھٹکتی ہوئی انسانیت کو سوئے منزل تک پہنچانا آپ کا مقصد حیات ہے۔ اس کفر و الحاد، بے راہ روی، بے دینی اور مادہ پرستی کے دور میں آپ کا وجود مسعود بڑی غنیمت ہے۔

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے آباد میخان رہتا ہے
ساقی کی نوازش جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سیّدی مرشدی حضرت الحاج

خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور سب دوستوں کو آپ مدظلہ العالی سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کی سرپرستی میں آستانہ عالیہ ''نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ'' (رحمٰن آباد-برکی-لاہور) کو سلامت تا قیامت رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

قارئین کرام! یہ ایک حقیقت ہے کہ ذاتِ حق کا متلاشی صادق جو بھی اس دربار سے صدق دل سے وابستہ ہو جاتا ہے تو مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ کی نگاہِ کرم کے طفیل اور بزرگانِ نقشبندیہ مجیدیہ کی کرم فرمائیوں کے صدقے اُس کو روحانی طور پر وہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ دُنیا ان کی غلام ہو جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دماغوں سے آؤ دلوں کی طرف — اٹھاؤ قدم منزلوں کی طرف
فقیروں کی صحبت بڑی چیز ہے — کبھی آؤ ان محفلوں کی طرف

## ✤ علمی مقام اور تصنیفات:

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے فاضل اجل تھے۔ تبلیغ اسلام اور رُشد و ہدایت کی عملی مصروفیات اس قدر زیادہ تھیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ تاہم گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درجِ ذیل محققانہ تصانیف یادگار چھوڑ دی ہیں۔

## ✤ ۱-تحفۃ الاخوان:

یہ تصوف و اخلاق پر ایک نہایت اہم اور مدلل تصنیف ہے۔ اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہمیت بیعت، آدابِ مرشد، فضائل طریقہ نقشبندیہ مجددیہ اور فضیلت ذکر پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ ''شجرہ طیبہ'' ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ اور مبتدین کے لیے دیگر وظائف کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اس کتاب میں بعض ایسے مسائل کا مدلل حل بھی فرمایا ہے جو بعض احباب طریقت کو راہِ طریقت میں وساوس اور تذبذب و تامل میں مبتلا کر دیتے ہیں جنہیں وہ کسی کے سامنے بیان کرنے سے شرماتے ہیں اور یہی الجھنیں ان کے لیے اس راہ میں ہمت و حوصلہ سے قدم اٹھانے میں مانع ہوتی ہیں۔ گویا آپ علیہ الرحمۃ نے ان تمام مسائل کا حل تحریر فرما کر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ یہ طالبانِ طریقت کے لیے



نایاب تحفہ ہے ؎

خدایا آرزو میری یہی ہے — مرا نور بصیرت عام کر دے (اقبال)

## ✤ ۲-کشف الحرمین:

یہ کتاب آپ علیہ الرحمۃ نے خواجۂ خواجگان قطب الاقطاب غوثِ زماں حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات سفرِ حج پر تحریر فرمائی تھی۔ جیسا کہ اولیائے کرام سے کرامت کا صدور ممکن ہے اور کرامات اولیاء حق ہیں اسی طرح ان کے مکاشفات بھی جو شریعت کے خلاف نہ ہوں قابلِ قبول ہوتے ہیں اور یہ مکاشفات بہت سے اولیاء کاملین اور سلف صالحین سے منقول ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات و معارف سمجھنے کے لیے ان کے ملفوظات و مکاتیب اور ان کے متعلقہ تصانیف و توالیف کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔ بہرحال اپنے موضوع کے لحاظ سے یہ رسالہ نادر و نایاب ہے۔

## ✤ ۳-دعوتِ فکر:

یہ رسالہ آپ علیہ الرحمۃ نے ''کشف الحرمین'' پر اعتراضات کے رد میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ رسالہ لکھ کر آپ نے مخالفین اور معترضین کے منہ بند کر دیئے۔ یہ اپنے موضوع کے لحاظ سے ایک اہم تصنیف ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ سے آپ علیہ الرحمۃ کی علمی بصیرت اور وسیع مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ یہ عدیم المثال تصنیف ہے اور مقبول خلائق ہے۔ بہت سے علماء کرام کے فتاویٰ اس میں موجود ہیں جو انہوں نے ''کشف الحرمین'' کے حق میں تحریر فرمائے۔

## ✤ ۴-خطباتِ نقشبندیہ (جلد اوّل و دوم):

ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ ہر سال عرس رسول مقبول ﷺ کے مبارک موقع پر حاضرین کو اپنے ارشادات عالیہ سے نوازا کرتے تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ جو ارشاد فرمایا کرتے تھے اُس کو تحریری شکل میں بھی محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ اس طرح ہر سال آپ کے ارشادات پر مشتمل ایک کتابچہ (خطبہ) صفحاتِ قرطاس پر محفوظ ہو جاتا ہے۔ یہ ''خطباتِ شریف'' علم و معرفت کا خزانہ ہیں اور ہر خطبہ اپنی جگہ پر ایک مکمل تصنیف ہے یہ بیانات اتنے پُر تاثیر ہیں کہ حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی تھی

Scanned with CamScanner

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ان خطبات میں آپ علیہ الرحمۃ نے جس موضوع پر بھی گفتگو فرمائی اس کا حق ادا کر دیا۔ اور بڑے بڑے ادق مسائل کا حل بڑے آسان پیرائے میں بیان فرمایا۔ جب آپ علیہ الرحمۃ بیان فرماتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے علم کا دریا بہہ رہا ہے۔ تصوف میں آپ ''ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ'' اور ''اوتادِ زماں'' کے بلند مراتب و مقام پر فائز تھے اور تحریر و تقریر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ''غزالی زماں'' تھے

سونے والوں کو جگا دے شعر کے اعجاز سے
خرمنِ باطل جلا دے شعلہ آواز سے

یہ خطبات شریف دو جلدوں پر مشتمل ہیں۔ جلد اوّل تو آپ علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ میں ہی طبع ہو کر منظر عام پر آ گئی تھی (خطباتِ نقشبندیہ جلد اوّل) اور دلدادگانِ تصوف و معرفت اور سیّدی مرشدی حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔

خطباتِ نقشبندیہ (جلد دوم) سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کی سعی جمیلہ سے ان شاء اللہ العزیز عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو گی۔ یہ بھی شائقین علم و ادب کے لیے ایک بیش بہا علمی ہدیہ ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ اپنے طرز نگارش، قوتِ استدلال اور تبحر علمی میں منفرد اور ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔

عطاء مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے    شکوہِ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

✤ **ارشاداتِ قدسیہ:**

۱- فقر و تصوف اسلام کی روح رواں ہے۔ جس کے بغیر تمام اعمال محض تکلف و ریا کاری ہیں۔

۲- کمال شریعت ہی کا نام طریقت ہے۔ اتباع رسول مقبول ﷺ جب تک ظاہر تک محدود ہے اس کا نام شریعت ہے اور جب قلب و باطن بھی رسول اکرم ﷺ کی نورانیت سے منور ہو جائے تو یہی طریقت ہے۔



۳- مریدی کا اصل راز پیر و مرشد کی صحبت میں ہے اور لفظ ''صحابی رضی اللہ عنہ'' بھی صحبت کی اہمیت کو ہی واضح کر رہا ہے۔

۴- مرید اپنے شیخ کا جس قدر زیادہ ادب کرے گا۔ اتنی ہی محبت بڑھے گی اور جوں جوں محبت بڑھے گی اتنی جلد ہی اس کو کمال حاصل ہو گا۔

۵- اپنے شیخ کو تمام مشائخ سے افضل و اکمل جانے اور دوسرے اس طریقہ کو تمام طریقوں سے اشرف و اقرب جانے اور اس کی محبت دل پر غالب رکھے اور جہاں کہیں سے بھی ظاہری و باطنی فائدہ حاصل ہوا سے اپنے شیخ کی طفیل جانے۔

۶- مرید اور طالب کے لیے سب سے زیادہ نفع دینے والی اور فائدہ دینے والی چیز اس کے شیخ و مرشد کی صحبت و دیدار ہے۔ پس جہاں تک ہو سکے اس کی صحبت سے دور نہ ہو۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء    بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

۷- ولایت دراصل تقویٰ کا ہی دوسرا نام ہے۔ جتنا تقویٰ ہو گا اتنی ہی ولایت ہو گی۔

۸- مرید مبتدی کو جب تک طریقت میں استقامت حاصل نہ ہو جائے۔ تب تک شیخ کی صحبت سے تنہائی اختیار نہ کرے۔

۹- دوستوں کے لیے نصیحت ہے کہ دین کی معلومات بڑھاتے رہنے میں کوشش کرتے رہا کریں۔

۱۰- اپنی اولاد میں کم از کم ایک بچے کو دین کے لیے وقف کر دیں کہ وہ علم دین پڑھے اور اس کی اشاعت میں زندگی گزار دے اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی اولاد میں سے ایک بچے کو قرآن مجید کا حافظ ضرور بنانے کی کوشش کریں۔

۱۱- فیضان نبوت کا سب سے بڑا رکن تزکیۂ نفس ہے جسے اکثر غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

۱۲- علم بغیر تزکیہ کے ایسا ہے جیسے گندے غلیظ برتن میں پاک و پاکیزہ دودھ ڈال دیا جائے۔

✤ **کرامات بابرکات:**

اولیائے کرام سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ ان خوارق و کرامات کا ظہور تقویت یقین و

Scanned with CamScanner

ایمان کے لیے ہوتا ہے۔ گویہ ضروری نہیں کہ ہر ولی سے خوارق ظاہر ہوں۔ جیسا کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے "عوارف المعارف" میں لکھا ہے کہ "بعض کم رتبہ افراد سے کثیر خوارق کا ظہور ہوتا ہے، جب کہ ان افراد سے بلند مرتبہ والوں سے اِس کثرت سے ظہور نہیں ہوتا"۔

مجمع البحرین، اُدتادِ زماں، ثانی علی ہجویری حضرت الحاج، خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کافی خوارق و کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ ان سب کا احاطہ کرنا تو اس ناتواں و ناکارہ راقم کے بس کی بات نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے چند ایک بطورِ تبرک اور برائے تقویت و یقین پیشِ خدمت ہیں۔

**✤ ۱- گفتۂ او گفتۂ اللہ بود:**

سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی نے عاجز راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ جب ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ و مرشد (حضور قبلہ عالم حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے حکم سے موہری شریف (کھاریاں) سے جمال مسجد (مصری شاہ-لاہور) تشریف لائے تو تین چار سال تک اہلِ محلّہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے برادران نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ مخالفت کی اور مسجد سے نکالنے تک کی نوبت آ پہنچی۔ اُنہی دنوں میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ سالانہ سفر مبارک کے سلسلہ میں جامع مسجد جمال (لاہور) تشریف لائے اور ایک دن اپنی بصیرت اور نورِ فراست سے بھانپ کر فرمایا کہ "لوگ تو مولوی عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جمال مسجد سے نکالنا چاہتے ہیں خدا کی قسم انشاءاللہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بھی اسی مسجد میں بنے گی۔ اور سال سالہا کے بعد "پیرِ صادق" کی بات "مریدِ صادق" نے سچ کر دکھائی۔ بفضل ایزدی حضرت خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ کی زبان مبارک سے جو ارشاد ہوا بعینہٖ ویسا ہی ہوا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک جامع مسجد جمال (مصری شاہ-لاہور) کے متصل واقع ہے اور مرجع خواص و عوام ہے۔

ع پہنچے وہیں پہ آخر مٹی جہاں کی تھی

حالانکہ آپ کے مزار شریف کی جگہ نہ تو پہلے سے وقف کی گئی تھی اور نہ آخر وقت تک اس



کے متعلق کسی کو علم تھا۔ ہونا وہی تھا جو مرشدِ کامل نے فرمایا تھا۔

**✤ ۲- آدابِ ولایت:**

صاحب "جمالِ نقشبند" رقم طراز ہیں کہ ماہ اکتوبر 1960ء کا واقعہ ہے۔ کہ خزینۃ العرفان حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سفر مبارک پر سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ راقم الحروف بھی ساتھ تھا۔ ایک دن مزارات کی زیارت کو نکلے۔ جب حضرت شاہ مونگا ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کافی دیر تک مراقبہ رہے دعائے خیر کے بعد فرمایا کہ حضرت مونگا ولی رحمۃ اللہ علیہ صاحب "نقشبندی مجددی" نسبت کے بڑے عاشق ہیں۔ اس نسبت کا جو صاحب بھی وہاں جائے یہ اسے باہر نکل کر ملنا چاہتے ہیں۔ ابھی ابھی مجھے فرمایا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر (حضرت خواجہ صوفی حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ) مجھے منع نہ فرما گئے ہوتے تو میں ضرور قبر سے باہر نکل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات کرتا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

**✤ بشانِ کشف:**

ثانی علی ہجویری حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ سالانہ سفر مبارک موضع "کھڑی شریف" (ضلع جہلم) تشریف لے گئے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ عارف کامل حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر تشریف لائے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ (ثانی علی ہجویری حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب پہنچے تو قبر میں جنبش پیدا ہوئی اور حرکت کرنے لگی۔ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کے اوپر اپنے دونوں ہاتھ مبارک رکھ دیے۔ کچھ دیر کے بعد میاں صاحب کی قبر حرکت کرنے سے رُک گئی۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ نہ رکھتے تو میں اپنی قبر سے باہر نکل کر استقبال کرتا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روک دیا۔ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قبر سے نکل کر استقبال کرنے میں فتنہ کا اندیشہ تھا۔ اس لیے میں نے یہ پسند نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ عارفِ کامل واصل الی اللہ ہو چکے ہیں۔ ہمیں اپنے کچھ

ارشاداتِ عالیہ سے نوازیں۔ تاکہ ہم بھی ان سے استفادہ کرسکیں۔

حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ مولوی صاحب! (حضرت خواجہ صوفی عبد المجید) یہ جو میری قبر کے سامنے گلہ (Safe) پڑا ہوا ہے۔ ہر ماہ اس میں سے لاکھ سوا لاکھ روپیہ نذرانہ نکلتا ہے اور یہ جو میرے پاؤں کی طرف میری قبر کی چادر پکڑے عورت بیٹھی ہوئی ہے یہ موجودہ وقت کے صوبہ سرحد کے گورنر کی بیٹی ہے۔ یہ اس لیے (اس میں سبق یہ ہے) کہ دُنیائے فانی میں رہتے ہوئے میں نے مال وزن سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور آج قبر میں یہ دونوں چیزیں میرے پاؤں پر گری پڑی ہیں۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہوجاتا ہے اور یہ سب کچھ اسی کی بدولت ہے۔ بقول علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامین پیدا

قارئین محترم! فقیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر اور دونوں جہانوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اور دُنیوی بادشاہ سے بدرجہا بہتر ہے شاید بے نیازی کی ایسی شان رکھنے والے فقیرانِ باخدا کے لیے حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ۔

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے (کیفی)

✤ وصالِ پُر ملال:

اوتادِ زماں خزینۃ العرفان حضرت الحاج خواجہ صوفی عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ ہجری بمطابق ۱۳ اکتوبر 1990ء بروز ہفتہ درمیان مغرب وعشاء بعمر ۶۳ تریسٹھ سال اس دُنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف نقل مکانی فرما گئے اور ابدی زندگی پا گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر سرخی و تبسم قائم تھا۔ بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلب اوست

سیّدی مرشدی حضرت الحاج صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت الحاج خواجہ صوفی عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ (ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ) کا رُخِ انور ماہتاب کا ٹکڑا معلوم ہوتا



تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رنگت گلاب کے پھول کی طرح سرخی مائل ہوتی جا رہی تھی۔ حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بیماری اور نقاہت کا اثر تھا۔

؎ وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

سیّدی مرشدی سراج الاولیاء حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی نے فرمایا: کہ قبلۂ عالم حضرت الحاج خواجہ صوفی عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ (ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ) کا روحانی فیض پہلے سے ہزاروں گنا زیادہ بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ موت کے بعد جسمانی بندشیں ٹوٹ جاتی ہیں اور روح لاکھوں گنا زیادہ طاقت پکڑ لیتی ہے۔ (اور Time And Space سے آزاد ہو جاتی ہے) حضرت حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں — یہ حقیقت میں ہم سے جدا ہوتے نہیں
عقل جس دم دہر کی آفات میں محصور ہو — یا جوانی کی اندھیری رات میں مستور ہو
دامنِ دل بن گیا ہو رزم گاہِ خیر و شر — راہ کی ظلمت سے مشکل سوئے منزل سفر
خضر ہمت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر — فکر جب عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر
وادیٔ ہستی میں کوئی ہمسفر تک بھی نہ ہو — جادہ دکھلانے کو جگنو کا شرر تک بھی نہ ہو
مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں (بانگِ درا)

✤ مزارِ مقدس:

حضرت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس مصری شاہ لاہور (متصل جامع مسجد جمال۔ مصری شاہ) میں مرجع خواص وعوام ہے۔

آسماں تربت پہ تری پھول برسایا کرے — نور کا پرچم تری مرقد پہ لہرایا کرے

✤ خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور مریدین لاتعداد ہیں۔ اور ہزار ہا لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات حاصل کیے۔ لیکن اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفہ اجل مخزنِ علم و حکمت، واقف اسرارِ شریعت و رموزِ طریقت زینت القراء سراج الاولیاء سیّدی و مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ

Scanned with CamScanner

اپنے والد بزرگوار حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز جانشین، نائب اور وارث ہیں۔ حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ کے عامل، نہایت پرہیزگار اور متقی ہیں۔ آپ زینت القراء، سراج الاولیاء، قدوۃ السلاکین اور زبدۃ العارفین ہیں۔ وابستگان آستانہ عالیہ مجیدیہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یہ بات بڑی مسرور کن ہے کہ جانشین ثانی علی ہجویری اوتادِ زماں حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ جملہ مریدین و متوسلین پر بعینہٖ اسی طرح نگاہِ رحمت و شفقت فرماتے ہیں۔ جس طرح سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اپنے غلاموں کو نوازتے تھے۔ آستانہ عالیہ مجیدیہ رحمۃ اللہ علیہ رحمٰن آباد۔ برکی (لاہور) میں وہی بہاریں ہیں، وہی سماں ہے۔ اگر سیّدی مرشدی ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اور علمی قوتوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کردار و عمل کی زندہ تصویر دیکھنی ہو تو رحمٰن آباد (برکی۔ لاہور) میں جانشین ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی) کی صورت میں آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

سمجھ لیتے ہیں تم کو میری صورت دیکھنے والے
مراہ چہرہ تمہاری داستاں معلوم ہوتا ہے

## ❖ آفتاب آمد دلیل آفتاب:

حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد صوفی جان محمد (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا کہ ایک دن سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی نے اپنا ایک ابتدائی روحانی واقعہ بیان فرمایا کہ ''میں نے دیکھا قطب الاقطاب حضرت خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور ذکر اللہ کے جذبہ سے مجھے اپنے ہاتھوں میں لے کر جھولا جھلا رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔

وہ ننھے، وہ معصوم، وہ بھولے بھالے
وہ آنکھوں کی ٹھنڈک، وہ دل کے اُجالے

صوفی جان محمد صاحب یہ واقعہ سن کر گھر تشریف لے گئے لیکن اس واقعہ کے بارے میں تذبذب میں تھے۔



حق بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا    تو ہے، تجھے جو کچھ نظر آتا ہے، نہیں ہے!

خدا کی شان دیکھیے اور صوفی جان محمد کی قسمت پہ وارے نیارے جائیے کہ قبلہ عالم جناب حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ نے صوفی جان محمد کو خواب میں ملاقات کا شرف بخشا۔ صوفی جان محمد نے عرض کیا کہ حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کو جھولا جھلایا ہے اور دُعا دِی ہے کیا یہ واقعہ سچ ہے؟ حضرت خواجہ صوفی نواب الدین نے فرمایا کہ بالکل سچ ہے۔

اور میں نے اپنی نسبت اور روحانی فیض بھی ان کو (حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صاحب کو) تفویض کیا ہے کیونکہ

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کی ولادت باسعادت 1960ء میں ہوئی۔ اس وقت آپ کے روحانی جدامجد قطب ابدال حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ سالانہ سفر مبارک لاہور میں تشریف فرما تھے۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ولی اللہ کے دُنیا میں تشریف لانے کا کشف ہو چکا تھا۔ سبحان اللہ! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نومولود ولی اللہ کا نام ''عزیز الرحمٰن'' (رحمٰن کا عزیز) تجویز فرمایا اور دُعا فرمائی۔

ع یہ بڑے نصیب کی بات ہے

## ❖ دلیل فخر نقشبند (1960ء):

1960ء سے آپ کا عیسوی سال ولادت (1960ء) اخذ ہوتا ہے۔ (کیفی)

جدھر بھی نظر اٹھاؤ چراغ روشن ہیں
یہ کون آیا ہے بستی میں دیدہ ور بن کر

قارئین محترم! ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی فرما دیا تھا کہ میرے وصال کے بعد جو مجھے دیکھنا چاہے وہ میری جگہ خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن (مدظلہ العالی) کو دیکھ لے یعنی میرے بعد وہی جانشین ہوں گے۔

سبحان اللہ! مندرجہ بالا ارشادِ مبارک حضرت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جہاں اور بہت سے

اسرار لیے ہوئے ہے وہاں حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کی جانشینی اور خلافت کی طرف واضح اشارہ بھی ہے ہم بمصداق یہ شعر عرض کرتے ہیں کہ

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے    جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے تمام بھائیوں سے قطع نظر حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے لیے منتخب فرمایا۔

۶ یہ اُس کے دین ہے جسے وہ بے نیاز دے

اوراحقر راقم الحروف عرض کرتا ہے۔

تیری شخصیت کے خاص و عام گرویدہ تمام
قلب کی گہرائیوں میں کر لیا تو نے مقام    (کیفی)

سیّدی ومرشدی زینت القراء قدوۃ الاولیاء امام العارفین الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی نے ایک دن عاجز و بندہ حقیر سراپا تقصیر راقم الحروف سے فرمایا تھا کہ میں قطب الاقطاب حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ''اویسی'' بھی ہوں۔سبحان اللہ!

جس پلے پھل بدھے ہوون خوشبو آئے رومالوں
درد منداں دے سخن محمدؐ دین گواہی حالوں    (میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ تعالیٰ جل شانہ سیّدی ومرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کو عمر نوح علیہ السلام عطا کرے۔اور سب دوست احباب اور دیگر متلاشیانِ طریقت کو آپ سے زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہی دُعا ہے کہ منزل ترے قریب رہے
خدائے پاک تجھے عمر خضر علیہ السلام نصیب کرے

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نوٹ) حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کے مکمل حالاتِ زندگی اور آپ کے انوار وبرکات کے لیے کسی آئندہ تالیف کا انتظار فرمائیں۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں



## ✤ قطعاتِ تاریخِ رحلت حضرت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ:

قطعہ تاریخ رحلت: از سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی:

آپ نے یہ قطعہ سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت پر کہا تھا جس پر آپ علیہ الرحمۃ کا سن وصال اخذ ہوتا ہے یہ قطعہ خصوصی طور پر سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزلز الرحمٰن نے اس عاجز و ناتواں سراپا تقصیر راقم الحروف کو کتاب ہذا کے لیے (تذکرہ نقشبندیہ مجیدیہ کے لیے) عطا فرمایا ہے۔یہ قطعہ ایک طرف تو ان کی بصیرت اور تبحر علمی پر دال ہے اور دوسرا اس حقیر راقم الحروف کے ساتھ ان کی بے پناہ شفقت و محبت کا اظہار بھی ہے۔جس کے لیے یہ عاجز مؤلف اپنے پیرومرشد کا تہہ دل سے شکر گزار اور ممنون بھی ہے۔ اور دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی (حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی کی) عمر دراز کرے اور ان کا سایہ عاطفت تادیر ہم جیسے عاجز ونا کارہ کے سر پر قائم رکھے آمین۔

دست قدرت تجھے محفوظ ہمیشہ رکھے    اس زمانے کی ہر اک گرم ہوا کی زد سے
تجھ پہ آلام کا سایہ بھی نہ پڑنے پائے    میرا اللہ بچائے تجھے نظر بد سے
☆رفت روشن چو از جہاں در خلد    نور صدق و یقین عبد المجید صدیقی
گفت ''عزیز الرحمٰن'' بسالِ ترحیلش    ''نقشبند ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ''

☆حضرت خواجہ صوفی عبدالمجیدؒ کا سن وصال ۱۴۱۱ھ ہجری ہے    ۱۴۱۱ ہجری

## ✤ قطعات تاریخ رحلت حضرت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ صوفی عبدالمجید علیہ الرحمۃ

از عاجز مؤلف محمد یوسف کیفی:

واصل ہوئے جب حق سے پیر با کمال    خواجہ صوفی عبد المجید مظہر جمال
لکھا کیفی نے از رنج سالِ وصال    ''اوحد فخر نقشبند محبوب ذوالجلال''

۱۴۱۱ھ ہجری

صوفی عبدالمجیدؒ باکمال و بے مثال    کرد رحلت سوئے جنت چوں بہ حکم ذوالجلال
بندۂ عاجز و آثم گفت از جذبہ یقین    ''شیر شریعت متین'' تاریخ وصال

1990ء

قطعہ از سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی:

Scanned with CamScanner

قطب وحدت رفت عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ از دنیا — کہ ہمہ عمر بسر کردند در فقیری
گفت ''عزیز الرحمٰن'' کہ ہست خادم او — سالِ تاریخ وصل ''نقشبند ثانی علی ہجویری''

۱۴۱۱ ہجری

✤ مادہ ہائے تاریخ رحلت:

| | | |
|---|---|---|
| ''نقشبند ثانی علی ہجویری'' | ''اوحد فخر نقشبند'' | ''شیر شریعت متین'' |
| ۱۴۱۱ ہجری | ۱۴۱۱ ہجری | 1990ء |

✤ قطعۂ ولادت ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ از عاجز مؤلف:

گشت عبد المجید روشن در جہاں — سالِ تولیدش بقول اصفیاء
''منظور جہاں اوحد و کامل نقشبنداں'' — ''شیخ زماں ابدال حمید شمس الاصفیاء اہل صفا''

۱۳۴۷ ہجری — 1928ء

ہم نے اوتادِ زماں، ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، خزینۃ العرفان حضرت الحاج خواجہ صوفی عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مسودہ صفات کا جو مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ اس کو ہم اس شعر پر تمام کرتے ہیں۔

اہل علم و فضل جس کی ذات پر کرتے ہیں ناز
جس کے طرزِ زندگی میں عظمت انسان کا راز

✤ آخری گزارش از عاجز راقم الحروف: (محمد یوسف کیفی)

سیّدی و مرشدی ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، اوتادِ زماں حضرت الحاج صوفی عبدالمجید صدیقی نقشبندی مجددی کے جملہ مریدین، متعلقین اور متوسلین سے راقم محمد یوسف کیفی بصد ادب و احترام درخواست گزار ہے کہ سیّدی و مرشدی حضرت خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق کوئی نہ کوئی واقعہ، کرامات و کشف یا ارشاداتِ عالیہ آپ کے ذہن میں یقیناً موجود ہوں گے۔ آپ جس طرح کے الفاظ میں میں لکھ سکتے ہوں یا لکھوا سکتے ہوں۔ جانشینِ ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ مدظلہ العالی حضرت خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صاحب (رحمٰن آباد- برکی لاہور) کے حضور روانہ کر دیں۔ یا اس عاجز راقم الحروف کے پاس پہنچا دیں یا رابطہ کر کے صورت حال سے آگاہ فرمائیں۔ تاکہ شیخ کامل خزینۃ العرفان حضرت الحاج خواجہ صوفی عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک



زِندگی پر ایک مستند اور مکمل کتاب مرتب کی جا سکے۔

محبت اک سمندر ہے وہ بھی اتنا بسیط
کہ اس میں کوئی تصور نہیں کنارے کا

قارئین باتمکین! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اپنے شیخ کے لیے لکھا گیا ایک ایک حرف آپ کے لیے سرمایہ نجات بن جائے گا۔ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمہ ''ابرارُ الاولیاء'' کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ''جو مرید اپنے شیخ کے ملفوظات سنکر لکھ لیتا ہے۔ اسے ہر ہر حرف کے بدلے ہزار ہزار سال اطاعت کا ثواب ملتا ہے۔ اور مرنے کے بعد اس کا مقام ''علیین'' میں بنایا جائے گا۔ سبحان اللہ!

اگر پہچان ہے کوئی تو یہ نسبت کی خوبی ہے
وگرنہ کیا مری اوقات کیا نام و نسب میرا

## برائے رابطہ

✤ ۱-سیّدی مرشدی:

حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

بیت الرحمٰن-رحمٰن آباد-برکی ۵۳۲۰۰

لاہور کینٹ-فون نمبر ۶۵۶۰۸۸۰

✤ ۲-محمد یوسف کیفی ایم-اے:

امام بخش پارک-عامر روڈ (نزد گورنمنٹ بوائز ہائی سکول)

شادباغ-لاہور-فون نمبر 7286449

۳-پوسٹ بکس نمبر 41002 کوڈ نمبر 85851 جلیب الشیوخ الکویت

الکویت فون موبائل-00965-6744552 -0965-4330600

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لیے



# منظوم شجرہ شریف سلسلہ عالیہ

## نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

فضل کر یا رب میرے حال زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودۂ عصیاں پر رحمت کی نظر

تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم ہے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر درِ افضال باز

تجھ کو دیتا ہوں تیرے جود و سخا کا واسطہ
فضل کا رحمت کا بخشش کا عطا کا واسطہ

تیری رحمت کے خزانے میں کمی کوئی نہیں
اور تیرے جودو کرم کی انتہا کوئی نہیں

میں کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کے لیے
کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کے لیے

کر کرم ہم پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
فخر موجودات شاہِ دوسرا ﷺ کے واسطے

اس رسول ﷺ بے نظیر و بے بدل کا واسطہ
راز دارِ خلوت بزمِ ازل کا واسطہ

رحم فرما حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے
عاشق و دلدادۂ حسن پیمبر ﷺ کیلئے

حضرت سلمان فارس رضی اللہ عنہ بے ریا کے واسطے
حضرت قاسم رضی اللہ عنہ امام اولیاء کے واسطے

کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ صادق کے صدقے میں عطا
تو نجاتِ دائمی کا مجھ کو درِ بے بہا
بایزید و بوالحسن رحمۃ اللہ علیہ اور بو علی فارمدی
یا الٰہی لاج رکھ لے ان کے صدقے میں مری
حشر کے دن یوسف ہمدانوی کا ساتھ ہو
ان کا دامانِ مقدس اور میرا ہاتھ ہو
شاہِ عبد الخالق و شاہ عارف رحمۃ اللہ علیہ ریواگری
خواجہ محمود و عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ خلقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
محترم بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کلال
مرشدانِ باصفا، روشن ضمیر و باکمال
صدرِ بزم نقشبنداں عارف اسرار ہو
محسن ملت شہنشاہ، مظہر انوار ہو
جن کا ہے پہلا قدم ہر منتہی کا آخریں
شاہ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سخی برہمت او آفریں
یا الٰہی واسطے خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
دین احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رہیں ثابت قدم مسکین کے
حضرت یعقوب چرخی اور عبید اللہ شاہ
حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ، اپنے دیں پناہ
ان نفوس پاک کے صدقے میں اے رب الہ
دھو جبین معصیت آلود سے داغِ گناہ
بخشدے صدقے میں یا ربّ خواجۂ درویش کے
خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ باقی باللہ کے لیے
قطب حق، قیوم ملت، شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کیلئے
بخشدے یا ربّ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے



عفو فرما سب خطائیں از پئے قیوم دین
عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ مہِ سر ہند شمس العارفین
نقشبند ثانی حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور زبیر رحمۃ اللہ علیہ
خواجۂ اشرف رحمۃ اللہ علیہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ مردِ اہلِ خیر
حضرت عیسیٰ محمد رحمۃ اللہ علیہ اور فیض اللہ شاہ
حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اور فقیرے رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ
قبلہ عالم جناب حافظ عبد الکریم
حامل حکم شریعت صاحب خلق عظیم
رحم فرما از طفیل ہادیٔ دین مبین
صاحبِ نور بصیرت خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ
استقامت دے طفیل حضرت عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ
راہِ حق آسان ہو اور غیر حق ہم سے بعید
ان کے صدقے میں ہو عاجز دو جہاں میں سرخرو
برقرار ان کی رہے دُنیا و دیں میں آبرو
یا الٰہی سب دعائیں لطف سے مقبول ہوں
جب چلیں دُنیا سے تیری یاد میں مشغول ہوں

امیدوارِ کرم الی ربہ الکریم

ہیچمدان محمد یوسف کیفی ایم-اے

Scanned with CamScanner

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

| | |
|---|---|
| ۱-سرور کائنات، فخر موجودات، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین ﷺ<br>عمر مبارک ۶۳ سال | آرام گاہ گنبدِ خضریٰ مدینہ منورہ (سعودی عرب)<br>وصال مبارک ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری بمطابق<br>20 دسمبر 632ء |
| ۲-افضل البشر بعد الانبیاء خلیفہ راشد اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ<br>عمر مبارک ۶۳ سال | آغوشِ رسول مقبول ﷺ مدینہ منورہ وصال مبارک ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ ہجری بمطابق ۲۳<br>اگست 634ء |
| ۳-حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ<br>عمر مبارک 250 سال | مزار اقدس مدائن شریف (عراق) وصال مبارک<br>۱۰ رجب ۳۳ ہجری بمطابق ۶۵۴ء |
| ۴-حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ<br>عمر مبارک ۸۲ سال | مزار اقدس مشلل (مکہ اور مدینہ کے درمیان) وصال مبارک ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۸ ہجری بمطابق ۷۲۷ء |
| ۵-حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ<br>عمر مبارک 68 سال (اڑسٹھ سال) | مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ وصال مبارک<br>۱۵ رجب ۱۴۸ ہجری بمطابق ۷۶۵ء |
| ۶-سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ<br>عمر مبارک ۱۳۲ سال | مزار اقدس بسطام (ایران)<br>وصال مبارک ۱۵ شعبان ۲۶۱ ہجری بمطابق ۸۷۵ء |
| ۷-سلطان المشائخ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ<br>عمر مبارک 71 سال | مزار اقدس خرقان (ایران) وصال مبارک ۱۰ محرم<br>۴۲۵ھ بمطابق 1034ء |
| ۸-حضرت شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 68 سال | مزار اقدس طوس (ایران) وصال مبارک ۴ ربیع<br>الاول ۴۷۷ ہجری بمطابق 1084ء |



| | |
|---|---|
| ۹-حضرت خواجہ یوسف ہمدانوی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 92 سال | مزار اقدس بامتین (تاجکستان روس) وصال<br>مبارک ۲۷ رجب ۵۲۵ ہجری بمطابق 1411ء |
| ۱۰-حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ<br>عمر مبارک 135 سال | مزار اقدس غجدوان (نواح بخارا) وصال مبارک ۱۲<br>ربیع الاول ۵۷۵ بمطابق 1179ء |
| ۱۱-حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 63 سال | مزار مبارک ریوگر (بخارا)<br>وصال مبارک ۶۱۶ ہجری بمطابق 1219ء |
| ۱۲-حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 87 سال | مزار اقدس وابکنہ (نواح بخارا) وصال مبارک<br>۷ ربیع الاول ۷۱۷ ہجری بمطابق 1317ء |
| ۱۳-حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 126 سال | مزار اقدس خوارزم (ایران) وصال مبارک<br>۲۸ ذیقعد ۷۱۵ ہجری بمطابق 1319ء |
| ۱۴-حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 159 سال | مزار اقدس سماس (نزد بخارا) وصال مبارک<br>10 جمادی الآخر ۷۵۵ ہجری بمطابق 1354ء |
| ۱۵-حضرت خواجہ شمس الدین سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 94 سال | مزار اقدس: سوخار (بخارا) وصال مبارک ۸ جمادی<br>الاول ۷۷۲ ہجری بمطابق 1371ء |
| ۱۶-حضرت خواجہ سید بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 73 سال | مزار اقدس: قصر عارفان (بخارا) وصال مبارک ۳<br>ربیع الاول ۷۹۱ ہجری بمطابق 1389ء |
| ۱۷-حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک...... | مزار اقدس: چغانیاں (ماوراء النہر) وصال مبارک<br>۲۰ رجب ۸۰۲ ہجری بمطابق 1400ء |
| ۱۸-حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 87 سال | مزار اقدس: ہلفتو (تاجکستان روس) وصال مبارک<br>۵ صفر المظفر ۸۵۱ بمطابق 1448ء |
| ۱۹-حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 86 سال | مزار مبارک: سمرقند (روس) وصال مبارک<br>۲۳ ربیع الاول ۸۹۵ ہجری بمطابق 1490ء |
| ۲۰-حضرت خواجہ محمد زاہد وخشی<br>عمر مبارک 81 سال | مزار اقدس: وخش (حصار-بخارا) وصال مبارک<br>یکم ربیع الاول ۹۳۶ ہجری بمطابق 1529ء |

Scanned with CamScanner

| | |
|---|---|
| ۲۱-حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ<br>121 سال | مزار مبارک: اسفرار (سبز-ماوراء النہر) وصال مبارک: ۱۹ محرم ۹۷۰ ہجری بمطابق 1563ء |
| ۲۲-حضرت خواجہ خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 90 سال | مزار مبارک: امکنہ (بخارا) وصال مبارک<br>۲۲ شعبان ۱۰۰۸ ہجری بمطابق 1600ء |
| ۲۳-حضرت خواجہ موید الدین محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 40 سال | مزار اقدس: دہلی (ہندوستان)<br>وصال مبارک ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۳ ہجری دہلی<br>بمطابق ۱۶۰۵ء |
| ۲۴-حضرت امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی<br>شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 63 سال | مزار اقدس: سرہند شریف (ہندوستان)<br>وصال مبارک ۲۸ صفر ۱۰۳۴ ہجری<br>بمطابق ۱۰ دسمبر 1624ء |
| ۲۵-قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ معصوم قدس سرہ العزیز<br>عمر مبارک 72 سال | مزار اقدس: سرہند شریف (ہندوستان) وصال مبارک ۹ ربیع الاول ۱۰۷۵ ہجری بمطابق<br>1668ء |
| ۲۶-قیوم ثالث حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی<br>قدس سرہ العزیز عمر مبارک 78 سال | مزار اقدس: سرہند شریف (ہندوستان) وصال مبارک ۹ محرم ۱۱۱۵ ہجری بمطابق 1702ء |
| ۲۷-قیوم رابع سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 58 سال | مزار اقدس: سرہند شریف (ہندوستان) وصال مبارک ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۲ ہجری بمطابق 1740ء |
| ۲۸-حضرت خواجہ محمد اشرف پارسا رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 138 سال | مزار اقدس: جنت البقیع مدینہ منورہ (سعودی عرب)<br>وصال عرب ۱۱ رجب ۱۱۸۰ ہجری بمطابق 1766ء |
| ۲۹-حضرت خواجہ حافظ سیّد محمد جمال اللہ رامپوری<br>قدس سرہ العزیز عمر مبارک 70 سال | مزار مبارک رامپور (ہندوستان) وصال مبارک: ۴ صفر ۱۲۰۹ ہجر-بمطابق 1794ء |
| ۳۰-حضرت خواجہ سیّد محمد عیسیٰ قدس سرہ العزیز<br>عمر مبارک...... | مزار مبارک: چودھواں (تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) وصال مبارک: ۷ ذوالحجہ ۱۲۲۰ ہجری<br>بمطابق 1806ء |



| | |
|---|---|
| ۳۱-حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 89 سال | مزار مبارک: تیزئی شریف (تیراہ-افغانستان)<br>وصال مبارک: ۲۰ ربیع الاول ۱۲۳۵ ہجری بمطابق<br>1819ء |
| ۳۲-حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 104 سال | مزار مبارک: چورہ شریف (ضلع اٹک) وصال مبارک: ۱۳ شعبان ۱۲۸۶ ہجری بمطابق 1869ء |
| ۳۳-حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 100 سال | مزار مبارک: چور شریف (ضلع اٹک) وصال مبارک: ۲۹ محرم ۱۳۱۵ بمطابق ۱۸۹۷ء |
| ۳۴-حضرت الحاج حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ<br>عمر مبارک 91 سال | مزار مبارک: عیدگاہ راولپنڈی وصال مبارک: ۲۸ محرم ۱۳۵۵ ہجری بمطابق :20 مئی 1936ء |
| ۳۵-حضرت الحاج خواجہ صوفی نواب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ عمر مبارک 65 سال | مزار مبارک: موہری شریف (کھاریاں ضلع گجرات) وصال مبارک: ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵<br>ہجری بمطابق :12 جولائی 1965ء |
| ۳۶-ابن الصدیقین، مجدد الطریقت، ناصر سنت، اوحد زماں، ثانی علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ خواجہ خواجگان حضرت الحاج صوفی عبد المجید صدیقی، حنفی، نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ عمر مبارک ۶۳ سال | مزار اقدس: مصری شاہ-لاہور (جامع مسج... ) وصال: ۲۳ ربیع الاول ۱۴۱۱ ہجری بمطابق ۱۳<br>اکتوبر ۱۹۹۰ء<br>ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را |

۳۷- قدوۃ الاولیاء: مخزن علم وحکمت، مرجع علماء صوفیاء، واقف اسرارِ شریعت و رموز طریقت، منبع رشد و ہدایت، زینت القراء سیّدی مرشدی حضرت الحاج خواجہ صوفی عزیز الرحمٰن صدیقی نقشبندی مجددی مدظلہ سجادہ نشین ہیں اور بمصداق

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب
گر دلیلت باید ازوے رُو متاب

دربار شریف

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجیدیہ (رحمٰن آباد-برکی)

لاہور کینٹ فون نمبر 6560880

نوٹ: سالانہ عرس مبارک ہر سال ماہ اکتوبر کا پہلا ہفتہ اتوار منایا جاتا ہے۔ اس پُر نور محفل سے فیض یاب ہونے کی آپ کو دعوت دی جاتی ہے۔

الداعی الی الخیر، راقم الحروف:
نقشبندیوں کی خاک پاک
فقیر حقیر سراپا تقصیر:

محمد یوسف کیفی ایم۔اے

۵۔امام بخش پارک عامر روڈ، شاد باغ۔لاہور
فون نمبر: 7286449
الکویت فون (00965-6744552)
(00965-4330600)



# "تذکرہ نقشبندیہ مجددیہ مجیدیہ"

## جن کتابوں سے مدد لی گئی (مآخذ و مراجع)

۱۔ القرآن الحکیم..................ترجمہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ مشکوٰۃ شریف۔امام ولی الدین الخطیب رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ تفسیر ضیاء القرآن۔پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ تفسیر مظہری (ترجمہ) ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
۵۔ الاتقان فی علوم القرآن۔علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مترجم: مولانا محمد حلیم انصاری
۶۔ خزینۃ الاصفیاء۔مرتبہ: مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔لاہور
۷۔ انوارِ اولیاء۔رئیس احمد جعفری رحمۃ اللہ علیہ۔لاہور
۸۔ النبی الخاتم (صلی اللہ علیہ وسلم)۔سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ لاہور
۹۔ مکتوباتِ امام ربانی (اُردو) ترجمہ: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔لاہور
۱۰۔ انوارِ اصفیاء۔شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
۱۱۔ زبدۃ المقامات۔خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ حضرات القدس۔(اوّل۔دوم) علامہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ تاریخ ارض القرآن (کامل)۔سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ شواہد النبوت (جامی رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ: مولانا بشیر حسین ناظم۔مکتبہ نبویہ لاہور
۱۵۔ تجلیات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری
۱۶۔ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ سیرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۱۸۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned with CamScanner

۱۹- اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب صوفیاء- اعجاز الحق قدوسی

۲۰- اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور علماء پاک و ہند- اعجاز الحق قدوسی

۲۱- نفحات الانس (جامی رحمۃ اللہ علیہ) مترجم: شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ- مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

۲۲- کیمیائے سعادت (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)- مترجم: مولانا محمد سعید نقشبندی

۲۳- تاریخ مشائخ چشت- مولانا خلیق احمد نظامی

۲۴- مرأۃ الاسرار- عبدالرحمٰن چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵- سیر العارفین- علامہ فضل اللہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶- تصوف اور سریت- پروفیسر لطیف اللہ- لاہور

۲۷- بہارِ تصوف یعنی اسرارِ تصوف- سیّد نجیب اللہ چشتی قادری

۲۸- معارفِ مثنوی- حکیم مولانا محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

۲۹- تاریخ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ) نفیس اکیڈمی کراچی

۳۰- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (جلد اوّل) علامہ شبلی نعمانی

۳۱- اللہ کے ولی- خان آصف- جنگ پبلشرز لاہور

۳۲- تذکرہ نقشبندیہ خیریہ- علامہ محمد صادق قصوری- ضیاء القرآن لاہور

۳۳- جواہر مجددیہ- خواجہ احمد حسین امروہوی- لاہور

۳۴- دی نقشبندیہ- (انگریزی) سردار علی خان- شرق پور شریف

۳۵- رسائل نقشبندیہ- علامہ اقبال احمد فاروقی- لاہور

۳۶- تعرف- امام ابوبکر ابو اسحاق- ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

۳۷- سر دلبراں- سیّد محمد ذوقی شاہ کراچی

۳۸- شب جائے کہ من بودم- شورش کاشمیری- لاہور

۳۹- کشف المحجوب (اردو) ترجمہ: مولانا ابو الحسنات لاہور

۴۰- شرح کشف المحجوب (اردو) مولانا کیپٹن واحد بخش سیال رحمۃ اللہ علیہ لاہور

۴۱- گنبد خضریٰ- علامہ محمد معراج الاسلام- لاہور





۴۲- مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم- علامہ محمد معراج الاسلام- لاہور

۴۳- ہندوستان میں وہابی تحریک- ڈاکٹر قیام الدین احمد- کراچی

۴۴- مخزنِ اخلاق- رحمت اللہ سبحانی- لاہور

۴۵- مقاماتِ خیر- شاہ زید ابو الحسن- دہلی (انڈیا)

۴۶- مضامین قرآنِ حکیم- زاہد ملک- فیصل- لاہور

۴۷- فیروز اللغات (اُردو جامع) مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ علیہ- لاہور

۴۸- گلزارِ ابرار- محمد غوثی مانڈوی رحمۃ اللہ علیہ- لاہور

۴۹- شانِ حبیب الرحمٰن- مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ- لاہور

۵۰- انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر- مولانا سیّد ابو الحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۱- دلی کے بائیس خواجہ- ڈاکٹر ظہور الحسن شارب- لاہور

۵۲- صوفیائے نقشبند- حکیم سید امین الدین احمد- لاہور

۵۳- اکابر تحریکِ پاکستان- علامہ محمد صادق قصوری- لاہور

۵۴- بانگ درا- علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ- لاہور

۵۵- شرح اسرار و رموز (اُردو) علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ- لاہور

۵۶- رمزِ ایمان- ڈاکٹر غلام جیلانی برق- لاہور

۵۷- رابطۂ شیخ- پیر عبداللطیف نقشبندی- لاہور

۵۸- بیعت کی تشکیل اور تربیت- پیر عبداللطیف نقشبندی- لاہور

۵۹- نشانِ منزل- پیر عبداللطیف نقشبندی- لاہور

۶۰- حضورِ قلب- پیر عبداللطیف نقشبندی- لاہور

۶۱- اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے فکری آئینے- مرتبہ احسن رضوی- لاہور

۶۲- اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نجومِ ہدایت- ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۶۳- الرحیق المختوم- صفی الرحمٰن مبارک پوری- لاہور

۶۴- نقوش (اقبال رحمۃ اللہ علیہ نمبر) ادارہ فروغِ اُردو- لاہور


Scanned with CamScanner

۶۵- مکتوباتِ صدی (اُردو ترجمہ) سعید کمپنی-کراچی

۶۶- تعلیماتِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ-محمد حنیف ندوی-لاہور

۶۷- روحانیتِ اسلام-مولانا واحد بخش سیال چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

۶۸- تفسیر منہاج القرآن (سورۃ فاتحہ جزو اوّل) پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری-لاہور

۶۹- انسانِ کامل (اُردو ترجمہ) نفیس اکیڈمی لاہور

۷۰- رسالہ قشیریہ-امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ (اُردو) مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن-اسلام آباد

۷۱- آدابِ المریدین-شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ-لاہور

۷۲- شفاء العلیل ترجمہ قول الجمیل-شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ-لاہور

۷۳- انفاس العارفین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ-لاہور

۷۴- حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین-شاہ ابوالحسن زید فاروقی-دہلی

۷۵- جواہر نقشبندیہ-محمد یوسف مجددی رحمۃ اللہ علیہ-فیصل آباد

۷۶- سفینۃ الاولیاء-دارالشکوہ-ترجمہ: محمد وارث کامل-لاہور

۷۷- سکینۃ الاولیاء - دارالشکوہ-ترجمہ: مرزا مقبول بدخشانی-لاہور

۷۸- تاریخ دعوت وعزیمت-علامہ ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ

۷۹- تذکرہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ-لاہور

۸۰- انوارالکریم-پروفیسر انیس احمد شیخ رحمۃ اللہ علیہ

۸۱- انسانیت موت کے دروازے پر-مولانا ابوالکلام آزاد

۸۲- قصص الانبیاء-مولانا عبدالمنان-کراچی

۸۳- محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ: شیخ محمد رضا-تاج کمپنی لاہور

۸۴- رودِ کوثر -شیخ محمد اکرام-لاہور

۸۵- آبِ کوثر-شیخ محمد اکرام-لاہور

۸۶- موجِ کوثر-شیخ محمد اکرام-لاہور

۸۷- مدارج النبوت (دوجلد) شیخ عبدالحق محدث دہلوی-مترجم: مفتی غلام معین الدین نعیمی





۸۸- مکاشفۃ القلوب (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ: تقدس علی خان-سکھر

۸۹- اخبار الاخیار-ترجمہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی-کراچی

۹۰- مسلک امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ-مولانا محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ-لاہور

۹۱- طبقاتِ الکبریٰ-علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ-ترجمہ: سید عبدالغنی وارثی-کراچی

۹۲- حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ-سیّد زوار حسین شاہ-کراچی

۹۳- حیاتِ باقی رحمۃ اللہ علیہ-سیّد رشید احمد ارشد-کراچی

۹۴- حضرت مجدد کا نظریۂ توحید-ڈاکٹر برہان احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ-لاہور

۹۵- بزم صوفیہ-سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن-کراچی

۹۶- تاریخ فیروز شاہی-ضیاء الدین برنی


Scanned with CamScanner

# مصنف کی دیگر تالیفات وتصانیف

| | | |
|---|---|---|
| سیرتِ رسولِ ہاشمی ﷺ | شوقِ ناتمام | قرآن اور جدید سائنس |

اقبال اور تصوف

اسلامی اخلاق وتصوف

کونوا مع الصادقین

کشکولِ نقشبندیہ

میزان العرفان (جلد اوّل، دوم)

تاریخ مشائخ قادریہ

اسلام اور جدید سائنس

معجزات وکرامات

حسن تقریر

بچوں کے پیارے نام

فیوضات القرآن

اقوالِ صوفیاء کرام

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری تک

قصص القرآن الحکیم

Scanned with CamScanner